بعون خالق الارض و سما یہ مشتمل قوانین شریعت شفیع یوم جزا

کتاب لاجواب منتخب قوانین و نظائر و موجز اصول شرع و شاستر موسوم بہ

قانون الشفعہ

مولفہ جناب معلی القاب متکی اریکۂ عدل و داد مولوی السید حمید مہدی صاحب بہادر منصف دام اقبالہ

در مطبع انوار محمدی لکھنؤ بحسن اہتمام منشی محمد تیغ بہادر طبع گردید

مُبَسْمِلاً وَّمُحَمِّدًا
مُصَلِّیًا وَّمُسَلِّمًا

قانون شفعہ

دیباچہ

شفعہ ایک نازک مسئلہ شرع محمدی کا ہی - جسکے اصول سیوا البعض فروع کے کل فرق اسلامیہ مین متحد ہین - اور یہ ایسا مسئلہ ہی کہ جسکا نفاذ قانونی عدالتون کے ہاتھہ سے ہوتا ہی - ہندؤن کے شاستر مین - اس مسئلہ کا وجود نہین ہی مگر ہندوستان مین ہمدگر جائداد غیر منقولہ کی ملکیت مخلوط ہونے سے وینز عملداری کا طریقہ ایک ہونے سے لامحالہ ہنود کو بھی شرع محمدی سے یہ مسئلہ اخذ کرنا پڑا - اوراب قریب قریب تمام ہندوستان مین یہ مسئلہ ایک ہی - لیکن بجز شرع محمدی کے ایسا کوئی مجموعہ مرتب نہین ہی کہ جسمین قواعد حکمی بترتیب کے ساتھہ نسبت حق شفعہ کے منضبط ہوئے ہون - تاکہ عدالت ہای انصاف - اس اصول کے کاربند ہوکر - کہ "انصاف پابندی قانون کی کرتا ہی" - اون مقدمات کے فیصل کرنے مین جن مین بحث حق شفعہ کے ہو - اون مراتب مناسب پر عمل - اوراون قواعد کو اختیار کرین جو شرع محمدی سے ماخوذ ہون کیونکہ اکثر مقدمات ایسی ہوتے ہین جنمین شفعہ کا دعوی بطور قاعدہ خاص شرع محمدی کے نہین ہوتا ہی بلکہ استدعا نفاذ حق شفعہ کے بربناے رواج دیہہ یا قرار واد واجب العرض کے بلالحاظ قومیت یا مذہب متعاقدین کے ہوتی ہے - بموجب شرع محمدی کی

خاص غرض حق شفعہ کے یہہ ہی۔ کہ اشخاص اجنبی کو بطور حقدار جائداد کے
مداخلت حاصل نہو۔ اور نفاذ اوس حق کا بربنای اس قیاس کے ہوتا ہی
کہ مداخلت شخص غیر کی موجب تکلیف حصہ داران حق شفعہ کے ہوگی۔
اور حق مذکور در اصل اوس مضرت پر نہین ہوتا ہی جسکا۔ ایسی تکلیف
سے عائد ہونا فرض کیا جاتا ہی۔ اور از روے اصلیت و نوعیت حق
شفعہ کے۔ ایسا حق جسکا نفاذ محض واسطے حصول اغراض تلون مزاجی
یا ضد کے عمل مین آوے۔ تو ایسا حق باعتبار اپنی ماہیت و نوعیت
کے کم ثبات ہوتا ہی۔ اور چونکہ وہ استحقاق ذاتی شفعہ کا ہی۔ اسیلیے
اوسکی بابتہ۔ بیع۔ یا اور کسی قسم کا معاملہ نہین ہوسکتا ہی۔ اور جو کچھہ قصد
شفیع کی طرف سے اوسکی نسبت معاملہ کرنیکا ہو اوس سے قطعاً ظاہر ہونا
اس امر کا سمجھا جاتا ہی کہ وہ مضرت جسکی شکایت منجانب شفیع نالش نفاذ
حق شفعہ مین کیگئی ہی بے اصل ہی۔ اور دعوی نیک نیتی کی نظر سے نہ سمجھا
جائیگا۔ تمام ہندوستان مین اصولاً مسئلہ شفعہ کا ایکسا اثر ہی۔ البتہ بعض
اقطاع ملک مین۔ بصواب دید ضرورت مختص المقامے بعض اصول محدود
کیے گئے ہین جیسا کہ ملک اودہ مین ایکٹ ۱۸ سنہ ۱۸۷۶ع کی چند دفعات مختصر ہین
نا تمام اصول شفعہ کے محدود ہوے ہین۔ اونمین بہی اکثر دفعات ضابطہ
و کارروائی سے متعلق ہین۔ لیکن ایسے مقدمات نفاذ حق شفعہ مرجوعہ
عدالت ہای ملک اودہ مین جنمین ایسے واقعات پاے جائین جنکے
واسطے ایکٹ مذکور مین بالتصریح حکم نپایا جاوے اور مشابہ اوس کے فیصلہ بہی
ہائی کورٹ کا موجود ہو۔ تو یہہ سمجھنا غلط فہمی ہے کہ اودہ مین دوسری

صوبہ کی ہائی کورٹ کی نظائر پر عملدرآمد ہوگا بلکہ وہ نظائر پورے طور سے واجب التعمیل
ہین۔ اور وہ فیصلہ خلاف قانون نہین کہا جا سکتا۔ چونکہ طریقہ ترتیب انفصال مقدمات
شفعہ کا ایک سلسلہ ترتیب سے کسی مجموعہ مین یکجا نہین کیا گیا ہی جسکی ضرورت وکلاء
ونیز حکام عدالت کو ہوتی ہے۔ اور متعدد کتب و نظائر و ضوابط مین منتشر طور سے
مسائل و احکام کے ڈھونڈھنے کی ضرورت ہوتی ہی جسکے سبب سے ضرورت سے زیادہ وقت
صرف ہوتا ہے۔ بنظر اس سہولت و انضباط کے مین نے تمام اصول متعلقہ مسئلہ شفعہ کو
ونیز ضوابط و ترتیب مقدمات شفعہ کے طریقون کو اور اوسکے متعلق کارروائی کو آخر
قبل و بعد کو۔ کتب قوانین و نظائر شرع محمدی سے منتخب کرکے اور انگریزی سے ترجمہ
کرکے اردو زبان مین یہہ مجموعہ مرتب کیا اور اوسکو بارہ باب پر بلحاظ سہولت تقسیم
کردیا اور نام اوسکا قانون شفعہ رکھا۔ اور تمام ضروری اصول و قواعد کو اس طرح سے
یکجا کردیا ہی۔ کہ مقدمہ شفعہ کیواسطے ابتدای رجوع نالش سے تا کارروائی اخیر اجراے ڈگری
کسی دوسری کتاب کی ضرورت باقی نرہے۔ اور کل امور اس مجموعہ مین یکجا مل سکین
بلکہ اکثر مقدمات پر اصول عامہ بھی بطور تذکرہ کے اکثر ذکر ہوے ہین۔ چنانچہ
ملاحظہ فہرست سے اوسکی صراحت معلوم ہوگی۔ اور واضح رہے کہ نظائر محولہ کا ترجمہ
اون اردو کتابون سے نقل ہوا ہی جو مطبع نظائر قانون ہند مین طبع ہوتے ہین
تاکہ صحت ترجمہ مین اشتباہ نہو۔ لیکن نمبر جلد و صفحہ کا کتاب انگریزی سے دیا گیا ہی
تاکہ حکام انگریزی دان کو مطابقت مین دقت نہو۔ اور جس مقام پر اردو کتاب کا
حوالہ ہی وہان پر عام طور پر اردو کا اشارہ کردیا گیا ہی البتہ سہو۔ یا غلطی جو مقتضا
فطرت انسانی ہی اوس سے مجبوری ہی امید ہی کہ ناظرین معاف فرماینگے فقط

العبد

سید حیدر مہدی عفی عنہ منصف مسافرخانہ ضلع سلطان پور۔ اودہ

فہرست مضامین

قانون شفعہ

باب اول

انتخاب مضامین

تمت

مبسملاً و محمدلاً
مصلیاً و مسلماً

باب اول

شفعہ

مد ۱

حق شفعہ - معنی - و - تعریف - و - اصطلاح

ضمن ۱
معنی لغوی

(الف) لفظ شفعہ مشتق ہے لغت مین شفع سے اصطلاح شرع مین بموجب کتاب اہل سنت وجماعت کے شفعہ عبارت ہے مالک ہونیسے عقار[†] پر - جبراً اوپر مشتری کے بعوض قیمت کے مثل مشتری کے یعنے جن دامون کو مشتری نے لیا ہے اونہین دامون کو جبراً اوس سے عقار لے لینا - (نورالہدایہ شرح وقایہ جلد ۴ صفحہ ۳)

(ب) - ازروئے لغت شفع بفتح اول و سکون ثانی مقابل ہے

[†] عقار بفتح اب زمین وزراعت واراضی و ملک واشجار و قریہ - کذا فی غیاث ص ۳۱۱

لفظ وَتر کا یعنے جو چیز کہ اصل مین دو ہو - اسیوجہہ سے
اوس نگاہ کو بھی کہہ سکتے ہین - جسمین تار نظر بسبب سید ہے
نہجانے کے ایک چیز کو دو دکھاتا ہی - نیز - سفارش کرنا کسی
کیواسطے دوسرے سے - خواہ بنابر فائدہ ہو خواہ بطریق
عداوت و ضرر رسانی شخص دیگر کے ہو - شُفعہ بضم اول و
سکونِ ثانی و تا مخففہ - اوس سفارش کو کہین گے جو کسی دوسرے
شخص کی بنسبت اسطرح سے کیجائے - جس امر کا وہ طالب
ہی اوسمین کوئی چیز اپنے پاس سے اضافہ کرے - ایضًا
کتاب شرایعُ الاسلام - جو بڑی مستند کتاب فقہ شیعونکی
ہے و نیز کتاب مستند فقہ استدلالی مذہب شیعہ مین مذکور
ہی کہ بعض کتب شافعیہ مین اس لفظ کے اشتقاق مین
کلام کیا ہے - آیا شفعہ مشتق ہے لفظ شفع سے
بمعنی ملانے کے - یا بمعنی زیادتی کے یا بمعنی تقویت کے
یا مشتق ہے لفظ شفاعت سے - بہر طور نتیجہ اقوال
کا قریب قریب ہے - کتاب بحث شفعہ مین لکھا ہے

کہ یہ لفظ ماخوذ ہے زیادتی سے - کیونکہ شریک زیادہ کرلیتا
ہی اوس چیز کو جو اوسکو ملتی ہے - پس وہ اصل جائداد گویا
شریک کی وتر تھی - کہ جواب شفیع کی ہوگئی - اور کتاب
مسالک مین بنابر موافقت کتاب تذکرہ اور کتاب
جامع المقاصد کے لکھا ہے - کہ لفظ شفعہ ماخوذ ہے
قول عرب سے شَفَعتُ کَذَ اِبکَذَ ا ا؎ اور یہ استعمال
اوسوقت مین خاص ہے کہ جب کسی چیز کو کسی چیز مین ملالین -
جیساکہ شفیع اپنے حصّے کو ملالیتا ہے اپنے شریک کے
حصّے سے -

ضمن ۲
تعریف و اصطلاح

(فقہی) - تعریف - لفظ شفعہ کی
شرعی تعریفین کسیقدر الفاظ مین اور بعض
نکات معانی مین مختلف ہین - ابو الصّلاح اور ابن
زہیر - اور - ادریس - وغیرہ کے نزدیک شفعہ اوس
استحقاق کا نام ہے جو ایک شریک مخصوص کو مشتری پر
واسطے حوالہ کردینے شئے مبیع کے بقیمت بالمثل کے ہوتا ہی

اور قواعد مین لکھا ہے کہ وہ استحقاق ایک شریک کا ہے واسطے
لینے حصۂ شریک دیگر کے جو بذریعہ بیع کے منتقل ہوا ہے شرائع
الاسلام مین اسی کے قریب قریب تعریف کی گئی ہے کہ وہ
استحقاق احد الشریکین کا ہے۔ حصۂ شریک دیگر مین۔
بسبب انتقال بیع کے۔ اور کتاب نافع مین لکھا ہے۔
کہ وہ استحقاق حصہ شریک کا ہے بسبب انتقال بیع کے
اور کتاب الاسعاد مین جو تصنیف بعض علماے شافعیہ
کی ہے۔ اوسمین لکھا ہے کہ حق شفعہ ایک حق تملیک
قہری ہے۔ جو ثابت ہوتا ہے واسطے شریک کے اوس
شخص پر جو تازہ داخل ہوا ہے بذریعہ اوس معاوضہ کے
جسکا وہ مالک ہوا ہے۔ اور سوا اسکے اور تعریفین بھی
کی ہین جنکا مفہوم قریب قریب اقوال مذکورہ بالا کے ہے۔
(عام) میکناٹن صاحب نے اپنی کتاب شرع محمدی
کے باب چہارم مین شفعہ کی یہ تعریف کی ہے کہ شفعہ
ایک اختیار قبضہ جائداد مبیعہ کا ہے جو دوسرے کے ہاتھ

بمعاوضہ اوس زرثمن کے بیع ہوئی ہو۔ جو خریدار نے طے کیا اور ادا کیا ہو۔ ایضاً۔ دوسری تعریف قانونی یہ ہے کہ شفعہ۔ ایک حق ہے واسطے حصول قبضہ اراضی خرید شدہ کے بمعاوضہ مساوی (قسم یا حیثیت) قیمت کے جو خریدار نے اوسکی بابت دی ہو (بنگال ڈایجسٹ صفحہ ۴۷۱)۔ بموجب انگریزی اصول کے بہت بڑا مفہوم شفعہ کا لحاق جائداد کا ہے۔ اس مقصد سے کہ شخص اجنبی جسکا اتصال ناپسندیدہ ہے۔ باز رکھا جائے اور اس اصول کو مساوی قوت ہے خواہ وہ جائداد قابل تقسیم ہو یا نہو (ہدایہ جلد ۳ صفحہ ۱۹۵۔ لیگل کمپینین جلد ۶۔ نمبر ۶۔ باب شفعہ صفحہ ۱۶۴)۔ مختص المقام۔ ملک اودھ کا اصول یہ ہے۔ کہ حق شفعہ۔ ایک حق حاصل کرنے جائداد غیر منقولہ کا ہے۔ بہ ترجیح اغیار کے۔ (دفعہ ۴۔ ایکٹ ۱۸ سنہ ۱۸۷۶ء)

شفیع

دفعہ ۲

(عام تعریف) حق شفعہ کا رکھنے والا جسنے اوسکو تقسیم یا منتقل

رکھتا ہو شفیع کہلائیگا۔

عام اصول کے موافق اشخاص ذیل شفیع ہیں۔

الف۔ شریکدار جائداد مبیعہ۔ یعنی خلیط فی نفس المبیع (شریک نفس بیع)

ب۔ شریک دار حقوق جائداد مبیعہ (یعنے شریک حقوق مبیعہ)

ج۔ جوار دار۔ یعنے ہمسایہ۔

واضح رہے۔ کہ ہر قسم کے اشخاص جو اوپر لکھی ہوئی قسموں مین داخل ہوتے ہین۔ دعوے حق شفعہ کا قایم کرسکین گے اور کوئی اختلاف قوم یا مذہب کا مانع نہوگا۔ (میگناٹن محمڈن لا باب چہارم قاعدہ ۔ ۴ و ۶۔)

(فقہی)۔ کتاب۔ شرایع الاسلام مین تحریر ہے کہ ہر مالک حصہ جائداد مشترکہ وغیر منقسمہ کا جو استطاعت پیش کرنے ثمن حصہ مبیعہ کی رکھتا ہو شفیع ہے (انڈین لا رپوٹ الہ آباد جلد پنجم صفحہ ۶۵۔ فدا علی بنام مظفر علی)

شرع محمدی کتاب اہل سنت۔ نور الہدایہ شرح وقایہ

جلد چہارم کتاب الشفعہ صفحہ ۳۹ - مین تحریر ہے - کہ جو ترتیب شفیعون کی اوپر بیان ہوئی ہے یہہ بموجب فتوائے امام اعظم کے ہے - لیکن امام شافعی و امام مالک کے نزدیک ہمسایہ کو حق شفعہ نہین ہے - مگر قول امام اعظم کا متواتر احادیث - ابن مالک - ابو رافع ابن حبان و جابر انصاری و امام احمد سے قوی تر ہے - صاحب ہدایہ نے بتائید حکم رسول یہ ترتیب تحریر کی ہے - کہ شریک زیادہ حقدار ہے خلیط سے - اور خلیط زیادہ حقدار ہے شفیع سے - اور شفیع سے مراد شریک فی النفس المبیع ہے اور خلیط سے مراد فی حق المبیع ہے اور شفیع سے مراد ہمسایہ ہے - لیکن زیلعی نے کتاب تخریج مین اور ابن جوزی نے حدیث استحقاق مین ہمسایہ کو غریب یعنے غیر مشہور قرار دیا ہے - اور اہل التشیع کے نزدیک بھی یہی قول آخر اصح ہے -

مختص المقام - ملک اودھ مین اشخاص ذیل شفیع ہوسکتے ہین

الف جس ملکیّت کی حقیّت ہو اوسکے حصّہ رفیقی (اگر کوئی ہو) کے حصہ دارون کو بہ ترتیب اونکی رشتہ داری کے ساتھہ بائع اور راہن کے۔

ب۔ کل محال کے حصّہ دارون کو بہ ترتیب مذکورہ۔

ج۔ ہر شخص کو گروہ شرکاءمین سے۔

د۔ اگر حقیّت ملکیّت ادنےٰ ہو تو مالک اعلےٰ کو۔

نوٹ۔ واضح رہے۔ کہ مد (ج)۔ کی عبارت کے الفاظ اردو کی کتابون مین مختلف ہین۔ اکثر اردو کے چھاپون مین گروہ شرکا کا ترجمہ (جماعت دیہی) کیا گیا ہے جس سے اس امر کا اشتباہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ جماعت سے کون گروہ مراد ہے۔ لیکن جو عبارت اوپر لکھی گئی ہے یہ ترجمہ صحیح عبارت انگریزی (ویلیج کمیونیٹی) کا ہے۔ جو ترجمہ صحیح دفعہ ۹۔ اکٹ ۱۸ ؁ ۱۸۷۶ء مندرجہ گزٹ اردو حصّہ ۴۔ نمبر ۲۱۔ مورخہ ۱۸ انومبر ۱۸۷۶ء صفحہ ۳۰۷۔ سے نقل کیا گیا ہے۔

تائید - اوپر کی عبارت مین تحت تعریف عام - ہم لکہ آئے
ہین - کہ اختلاف قوم کا مانع دعوے شفعہ نہین ہے -
چنانچہ اوسکی تائید مین حال کا ایک تازہ فیصلہ عدالت جناب
صاحب جوڈیشل کمشنر بہادر اودہ کا تحریر کیا جاتا ہے -
ایک مقدمہ مین یہ واقعات بیان ہوئے ہین - کہ ایک دعوے
حق شفعہ کا منجانب شفیع مسلمان باشندہ ملک اودہ کے
دائر ہوا - یہ امر واقعاتی تسلیم کر لیا گیا - کہ بیع جائداد متنازعہ
کی منجانب ایک مسلمان بائع کے بحق ہندو مشتری کے
ہوئی - جو بموجب شرائط مندرجہ دفعہ ۱۰ - ایکٹ ۱۸
سنہ ۱۸۷۶ء کے نہتی اسمین یہ بحث کی گئی - کہ امر حجت شدہ
سے شرائط شرع محمدی متعلقہ شفعہ کے ترمیم نہین ہوتی
جناب صاحب جوڈیشل کمشنر بہادر نے یہ تجویز فرمایا
کہ ملک اودہ مین مسلمان شفیع - بمقابلہ مسلمان بائع
کے دعوے شفعہ کا کر سکتا ہے اگرچہ بائع تعمیل شرائط
دفعہ ۱۰ - ایکٹ ۱۸ سنہ ۱۸۷۶ء مین قاصر رہا ہو -

(مقدمہ مظفر حسین شفیع - رسپانڈنٹ - بنام - پرشادی لال وغیرہ مدعاعلیہم

اپیلانٹ فیصلہ مورخہ - ۵ - جولائی ۱۸۸۸ء سلکٹ کیس نمبر ۱۴۹)

دفعہ ۳

بیع و انتقال

(تعریف)

فقہی - نور الہدایہ شرح وقایہ جلد سوم صفحہ ۳ و ۴ مین بیع کی یہ تعریف کی ہے - **بیع** - کہتے ہین مال سے مال بدلنے کو اور وہ منعقد ہوتی ہے ایجاب و قبول سے - دونون ماضی کے صیغے ہون - **مثلاً** پہلے **بائع** نے کہا "مین نے بیچا" بعد اوسکے **مشتری** نے کہا "مین نے خریدا" - تو بائع کا قول **ایجاب** ہوا اور مشتری کا قول **قبول** - اگر مشتری نے صیغۂ امر کہا یعنے بیچ میرے ہاتھ - اور بائع نے کہا بیچا تو بیع صحیح نہوگی - جب تک پھر مشتری نہ کہے - خریدا واضح رہے کہ بیع اس طور سے بھی جائز ہوجاتی ہے کہ متعاقدین کچھ نہ کہین یعنے بائع اپنی چیز مشتری کو اوٹھا کر دیدے اور مشتری دام اوسکے حوالہ کرے - تو بیع صحیح ہے - اور

یہی صورت معاہدات قانونی ہین تکمیل بیع کو کافی قرار
دی گئی ہے - شرعاً بیع چار طرح پر ہوتی ہے -
۱- مرابحہ - ۲ تولیہ - ۳ مساومہ - ۴ وضعیہ - اول
مرابحہ - کہتے ہین مال کے بیچنے کو اصل لاگت پر ایک نفع
معین کرکے - دوم تولیہ - کہتے ہین صرف لاگت پر
بیچنے کو بلا نفع کے - سوم - مساومہ - کہتے ہین اوس
بیع کو جسکے ثمن پر بائع اور مشتری رضی ہو جائین -
چہارم - وضعیہ - کہتے ہین اصل لاگت سے نقصان پر
بیچنے کو - (نور الہدایہ شرح وقایہ باب مرابحہ و تولیہ صفحہ ۷ جلد سوم)
واضح رہے کہ اقسام اول و دوم و چہارم معاہدات بیع
جائیداد منقولہ سے متعلق پائے جاتے ہین - اور قسم سوم
عام ہے - جو معاہدات بیع جائداد منقولہ و غیر منقولہ
دونون پر حاوی ہے -

قانونی - بیع ایک انتقال ملکیت کا ہے بمبادلہ زرقیمت
کے جو دیا گیا یا وعدہ کیا گیا ہو یا جُزاً دیا گیا ہو - اور جُزاً وعدہ
کیا گیا ہو - (دفعہ ۵۴ - ایکٹ ۴ ۱۸۸۲ء) **بیع** - معاہدہ بیع جائداد
غیر منقولہ مادّی کا جسکی مالیت سو روپیہ یا اوس سے زائد
ہو - بحالت جائداد استحقاق آیندہ یا اور غیر مادّی اشیاء کے
صرف بذریعہ دستاویز رجسٹری شدہ کے کیا جائیگا -
لیکن بحالت جائداد غیر منقولہ کے جسکی مالیت سو روپیہ
سے کم ہو - اوسکا معاہدہ بیع خواہ بذریعہ دستاویز رجسٹری
شدہ کے یا بذریعہ دینے قبضے کے ہوگا - دیا جانا جائداد
غیر منقولہ مادّی کا اوسوقت اثر رکھتا ہے - جبکہ بایع خریدار
کو یا جسکو خریدار حکم دے اوسکو قبضہ جائداد کا دیا جائے
معاہدہ بیع - ہر ایک معاہدہ بیع جائداد غیر منقولہ کا ایک
ایسا معاہدہ ہے - کہ بیع اوس جائداد کی واقع ہوتی ہے
اوپر اون شرائط کے جو فیمابین متعاقدین کے طے ہوئی ہین کیونکہ
تنہا معاہدہ بیع کا - کرتا نہیں - کوئی استحقاق یا ذمہ داری جائداد

مذکور نہیں قائم نہیں ہوجاتی ہے۔ (دفعہ ۵۴-ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ء)

گورنمنٹ نے بذریعہ اشتہار۔ نمبر ۱۰۱-مورخہ ۳۰-اکتوبر سنہ ۱۸۸۳ء مندرجہ گزٹ انگریزی مورخہ ۱۳-اکتوبر سنہ ۱۸۸۳ء بغرض انسداد فریب و پابندی طریقہ رجسٹری دستاویزات کے یہ حکم نافذ فرمایا ہے کہ جائداد غیر منقولہ مادی گو وہ کیسی ہی کم قیمت کی ہو سوا بذریعہ دستاویز رجسٹری شدہ کے بیع نکیجائیگی۔ (دفعہ ۱۷ و ۱۸-ایکٹ نمبر ۳ سنہ ۱۸۷۷ء)

(انڈین لارپورٹ کلکتہ جلد ہشتم صفحہ ۵۹۷-)

نوٹ-منجانب مولف-واضح رہے کہ بعد نفاذ ایکٹ انتقالات نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء کے جب اوسکو قوت قانون کی حاصل ہو چکی ہے کوئی معاملہ بیع جائداد غیر منقولہ کا نکیا جائیگا الّا بذریعہ دستاویز تحریری اور رجسٹری شدہ کے یہ امر صحیح ہے۔کہ بحالت استحقاق قبضہ ایسی جائداد کے جسکی قیمت سو روپیہ سے کم ہو۔معاہدہ زبانی بیع کا بشرط دیجانے قبضے کے۔ایک انتقال قانونی جائداد کو کافی ہوگا لیکن اوسکو ایسی وقعت نہوگی جیسا کہ معاہدہ بیع رجسٹری

شدہ کو بھی ہے۔ انریبل اولڈفیلڈ اور انریبل پیراڈہرسٹ جسٹسان ذی علم ہائی کورٹ الہ آباد نے تجویز فرمایا ہے کہ دفعہ ۵۴ ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ع کی پابندی فریقین انتقال کے نکرنیسے نوعیت معاملہ نہیں بدلی۔ نہ اس امر مین فرق آیا کہ بیع عمل مین آئی۔ نہ شفیع کے استحقاق شفعہ مین مضرت پہونچ سکتی ہے۔ انریبل محمود صاحب جسٹس نے یہ تجویز فرمایا۔ کہ ایک جائز اور کامل بیع کا ہونا شرط مقدم نسبت استعمال استحقاق شفعہ کرے اور مقدمہ مین کوئی امر ایسا وقوع مین نہین آیا جو مناسب طور پر زروی وجب العرض بیع کہا جاسکے۔ اور چونکہ درخواست داخل خارج نام کی رجسٹری شدہ نتھی لہذا بموجب دفعہ ۵۴۔ ایکٹ انتقالات اثر بیع کا نہین رکھتی نہ اوسکے روسے ملکیت منتقل ہوسکتی ہے۔ پس حق شفعہ کا پیدا نہوا (جانکی بنام گرجادت الہ آباد جلد ہفتم صفحہ ۷۰۲) جسوقت مین کہ مسودہ بل (قانون انتقالات جائداد) کا حضور مین لیجسلیٹو کونسل کے ۱۸۷۹ع مین پیش کیا گیا۔ اوسوقت مین دفعہ ۵۴ قانون مذکور پر سخت بحث منجانب کمشنران قانون ہند پیش ہوئی انہون نے آخر کو سرہنری ملین صاحب سے اس مسئلہ مین اتفاق کیا۔ کہ ایک

طریقہ انتقال جائداد غیر منقولہ کا بطور انتقال عام کے قائم کرنا ضروری ہے
الا اونکو لا کمشنران سے تھوڑا سا اختلاف اس مسئلہ مین باقی رہگیا تھا
لا کمشنران کی یہ تقریر تھی ۔ کہ بحالت بیع جائداد غیر مادی کے یا حقوق
کے اگرچہ مالیت اوسکی سو روپیہ سے کم بھی ہو ۔ انتقال اوسکا بذریعہ دستاویز
رجسٹری شدہ کے ہونا چاہیے ۔ یہانتک کہ اونہون نے مضمون دفعہ
۵۴ کو مطابق اوسکے تبدیل کردیا ۔ اور گورنمنٹ انڈیا نے اپنی عالمانہ
اقتدار سے اس تبدیل کو پسند بھی فرمایا ۔ اب کونسل کو ملاحظہ کرنا چاہیے
کہ گورنمنٹ انڈیا و نیز سلکٹ کمیٹی نے دونو تجویزون پیش شدہ کو نسبت
احتیاج تحریری ہونے اور رجسٹری شدہ ہونے کے بخیال کثرت
معاہدات متعلق جائداد غیر منقولہ کے پسند فرمایا ۔ یہ صحیح ہے کہ ایسی
پسندیدگی کو بہت بڑی وسعت اون عالی خیالات سے تھی ۔ جو بحث
ذیعلم چیف جسٹس بنگال نے کی تھی ۔ کونسل ہروزہ مین چونکہ اس
مسئلہ پر بحث طویل کا ہونا خیال کرلیا گیا ۔ مسٹر اسٹوکس
صاحب نے انتخاب چند فقرات حکام عالیمقام کا پڑھنا ضروری
خیال کیا ۔ یعنے بحوالہ ایک چٹھی منجانب صاحب کمشنر مال

ملک بہار کے سر جیرڈ گارتھ صاحب نے یہ تجویز کیا کہ دفعہ ۵ چٹھی مذکور مین یہ تحریر ہے۔ کہ بطور منتخب اغراض کے اس امر مین ایک اتفاقی رائے پائی جاتی ہے۔ کہ نہایت درجہ یہ امر پسندیدہ ہے کہ جملہ معاملات انتقال متعلق اراضی کے واسطے ایک مکمل ریکرڈ (دفتر) رکھا جائے۔ اور طریقہ انتقال جائداد غیر منقولہ کا ویسا ہی ہونا چاہیے جیسا کہ یورپ مین بذریعہ دفتر انتقالات عامہ کے ہوتا ہے۔ اوسوقت سر جیرڈ گارتھ صاحب نے دو امر کی تحقیقات فرمائی۔ (۱) کسقدر جزو معاملات متعلقہ اراضی اسوقت تحریری نہین ہوتی۔

(۲) کسقدر جزو اون معاملات کے جنپر اثر زبانی معاہدہ کا تھا۔ ایمانداری و نیک نیتی سے ہوئی۔ بعد دریافت یہ ظاہر ہوا۔ اور ذی علم موصوف نے بیان فرمایا کہ نسبت سوال اول کے مجھکو صحیح جواب حاصل ہونے مین منجانب تجربہ کار حکام اضلاع بنگال کے بڑی صعوبت ہوئی جنہون نے ججون اور وکیلون اور زمیندارون ونیز امثال انکے اور لوگون سے خواہش کی کہ مجھکو نہایت معتبر اطلاع نسبت

سوال مستفسرہ کے دیجائے - الا نتیجہ اوس سے بھی زیادہ ہوا
جسکی مین امید کرتا تھا - یہ امر ملحوظ رکھنا چاہیے - کہ میرا سوال
متعلق معاملات - دستاویزات بابت اراضیات جملہ اقسام
بیع - ہبہ (سوا وصیّت نامہ کے) رہن تقسیم - تبادلہ انتقال
امانت - دستاویزات خانگی اور دیگر معاملات - اور یہ جملہ
اقسام کے (جو ہمیشہ رعایائے کاشتکار کو دیے جاتے ہین)
تھا - اور مجھکو بہت مستند حوالہ سے معلوم ہوا کہ - فی الواقع
بہت ہی قلیل حصّہ دستاویزات کا اب زبانی معاملہ سے متعلق
ہی اور یہ جزو قلیل بھی اب سال بسال آناً فاناً کم ہوتا جاتا ہی اور
جملہ اقسام و درجہ کے انسان بالخصوص اس ملک کے باشندے
معاملات زبانی کو غیر معتبر اور مشکوک الصداقت خیال کرتے
ہین - یعنے اگر ایک شخص جائداد حاصل کرنا چاہتا ہی اور اوسپر
روپیہ دیتا ہی - تو اُسکو مقدم خیال کرتا ہے کہ اوسکو بذریعہ ایک
دستاویز تحریری کے اور خاصکر باضابطہ رجسٹری شدہ کے مستحکم
کرے تمثیل ایک مقدمہ شفعہ مین جو محض رواج مندرجہ

واجب العرض پر مبنی تھا۔ یہ واقعات ظاہر ہوئے۔ کہ ایک حصہ
دار نے ایک معاملہ کیا جسکے ذریعے سے اوسنے قبضہ اپنے حصہ کا
ایک شخص جنب کو بعوض تین سو روپیہ کے منتقل کیا۔ اور داخل
خارج نام کا محکمہ مال میں کر دیا۔ لیکن بنظر انسداد حق شفعہ فریقین
تحریر و رجسٹری کرانے دستاویز بیعنامہ سے بابت انتقال مذکور
باز رہے۔ اسٹریٹ۔ صاحب جسٹس نے یہ رائے قایم کی
چونکہ مدعا علیہم نے عمداً ضروری ضابطہ قانونی یعنے رجسٹری
شدہ دستاویز سے بدین غرض گریز کی کہ حق شفعہ زایل ہوجائے
اور یہ امر بہت مشتبہ ہے۔ کہ آیا عدالت انصاف مدعا علیہم کو
اجازت پیش کرنے اور عمل میں لانے ایسے جوابدہی کے دیگی
جو اونکے بالارادہ گریز قانونی پر مبنی ہو۔ اور محمود صاحب
جسٹس نے فرمایا کہ ایک جائز اور کامل بیع کا ہونا شرط مقدم بنسبت
استعمال استحقاق حق شفعہ کے ہی۔ اور مقدمہ ہذا میں کوئی امر
ایسا وقوع میں نہیں آیا جو مناسب طور پر از روے معنی واجب
العرض کے بیع کہا جاسکے اور چونکہ درخواست داخل خارج نام

رجسٹری شدہ نہ تھی - لہذا احکام دفعہ ۵۴ - ایکٹ انتقال حقیت کے روسے درخواست مذکورہ اثر بیع کا نہیں رکھتی نہ اوسکے روسے ملکیت بایع سے مشتری کو منتقل ہوتی ہے اور اسیوجہ سے از روے واجب العرض کے استحقاق شفعہ کا پیدا نہیں ہوسکتا (انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ہفتم صفحہ ۴۶۲) -

بیع شرطی - اوس بیع کو انگریزی میں (کنڈشنل سیل) کہتے ہیں - یہ ایک قسم کا رہن ہے جو باقبضہ ونیز بلا قبضہ بھی ہوتا ہے قانونی تعریف اوسکی یہ ہے - **تعریف** - جب راہن بظاہر جایداد مرہونہ کو ان شرائط کے ساتھ بیع کرے (۱) اس شرط پر کہ اگر زر رہن ایک تاریخ مقررہ پر ادا کیا جاے تو معاہدہ بیع کا بیعباث ہو جائیگا (۲) اس شرط پر کہ جب زر رہن بتصریح صدر ادا ہو جاے تو معاملہ بیع کل فسخ ہو جائیگا (۳) اس شرط پر کہ زر رہن کے ادا ہونے پر مشتری جایداد کو بایع کے نام پر پھیر منتقل کر دیگا تو ایسا معاملہ رہن بیع بالوفا کہلائیگا اور ایسے معاملہ کا مرتہن - مرتہن بیع بالوفادار کہلائیگا (دفعہ ۵۸

ج اکٹ ۴ ۱۹۱۲ء) **تشریح** واضح رہے - کہ قسم (۲) معاہدہ
رہن مذکور الصدر کو شرع محمدی میں تعریف رہن میں داخل
نہیں کیا ہی بلکہ ایک قسم بیع کی ہے - اور اسکو بیع خیار - یعنی
جائز - اور شرط واپسی جائداد مبیعہ کو اقالہ بیع کہتے ہیں
اس شکل کے معاملات اکثر اون محتاط مسلمانوں میں واقع
ہوتے ہیں - جو جائداد مرہونہ باقبضہ کے منافع کو سود خیال
کرکے اوسکا تصرف ناجائز جانتے ہیں اور قانونًا - ایسا معاملہ
بیع ایک رہن ہے - جو اوسوقت تک قابل الانفکاک ہی
جب تک وہ بذریعہ ڈگری عدالت بیعبات نہ کرلیا جائے
اور جب تک وہ بیع کی نوعیت نہ پیدا کرے قابل شفعہ نہوگا
(دفعہ ۹ - اکٹ ۱۸ ۱۸۷۶ء نافذہ اودھ) **شرعًا** - اگر جائداد
اسطرح سے بیع ہو کہ بائع کو پھیر لینے کا اختیار ہے - تو جب
تک کہ بائع کا اختیار رہیگا شفعہ نہوسکیگا لیکن جب اختیار
ساقط ہوا تو شفعہ واجب ہو جائیگا (کذافی نقل الصحیح)
ایضًا - واضح رہے کہ کتاب نور الہدایہ شرح وقایہ جلد سوم

صفحہ ۲۶ - باب اقالہ میں تحریر ہے **اقالہ** - بیع کا رد کرنا ہے
بعد تکمیل کے جاننا چاہیے کہ - اقالہ - یعنے پہلی بیع کا توڑنا بائع
اور مشتری کے حقمیں تو فسخ بیع ہے اور سوا اونکے اور شخصوں کے
حقمیں مانند بیع جدید کے ہے - تو اگر فسخ بیع بائع اور مشتری
کے حقمیں نہو سکے تو اقالہ باطل ہوگا - اور جب اقالہ واقع
ہو تو اوس بیع جدید کا فائدہ وقت اقالہ کے شفیع کو پہونچتا ہے
یعنے دعوی شفعہ اوسوقت قایم ہوگا - **مثال** زید نے
ایک مکان عمرو کے ہاتھ بیع کیا - اور شفیع نے اپنی رضامندی
سے اوسوقت حق شفعہ ساقط کر دیا - بعد اوسکے اب
اقالہ بیع ہوا - تو زید اور عمرو کے حقمیں تو یہ اقالہ فسخ بیع
شمار کیا جائیگا اور شفیع کے حقمیں بیع جدید تو اب پھر
اوسکو دعوی شفعہ کا پہونچ سکتا ہے (درمختار)

بیعبات - ایک مرتہن جسنے جائداد کو بذریعہ رہن
شرطی یا رہن سادہ کے حاصل کیا ہو - صرف دعوے
بیعبات کا اندر چھ مہینہ کے کر سکتا ہے - یعنے چھ مہینے یا اوسسے

حکم جو وقت کہ عدالت نے مقرر کیا ہو - کوئی درخواست اجرائے ڈگری کے واسطے بیع اراضی مرہونہ کی بابت ایسی ڈگری کے جو بموجب دفعہ ۸۸ - ایکٹ ۴ ۱۸۸۲ء کے اس حکم سے دی گئی ہو کہ اگر ایفاء ڈگری کا اندر میعاد معینہ عدالت کے نہوگا تو جائداد مرہونہ فروخت کیجائیگی منظور کیجائیگی اگر وہ درخواست قبل انقضائے میعاد مقررہ کے پیش ہوئی ہو - (مقدمہ سبر ویل بنام چنڈی لال - الہ آباد انڈین لا رپورٹ جلد ۲ صفحہ ۱۹۴) بموجب دفعہ ۹۹ - ایکٹ ۴ ۱۸۸۲ء مرتہن کو جائداد مرہونہ مین وہی استحقاق حاصل ہے جسکی تعریف دفعہ ۱۱۳ - مین ان الفاظ سے کی گئی ہے "دو وہ اشخاص جنکی جائداد فروخت ہو چکی ہو" پس ایسا مرتہن درخواست مندرجہ بالا دینے کا مستحق ہے (مقدمہ راکھل چندر بسواس بنام دوارکا ناتھ مصر - انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۳ صفحہ ۳۴۶ -) واضح رہے کہ شکل بیعیات کی ہو بیع شرطی ہے - اور ڈگریات جو بموجب دفعہ ۸۸ - ایکٹ ۴ ۱۸۸۲ء کے دیگئی ہون اونکے واسطے ضرور ہے کہ دوسری درخواست

بموجب دفعہ ۹۰ کے واسطے قطعی کرانے حکم نیلام جائداد
مرہونہ کے دیجائے اور اوسوقت سے حق انفکاک راہن کا
ساقط ہوجائیگا۔ پس تاریخ حکم اخیر منشبہ درخواست دفعہ
۹۰ سے جائداد پر اطلاق بیع کا اوسیوقت سے ہوگا۔ اور بموجب دفعہ
۹- ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۶۶ء (نافذہ ملک اودھ) حق شفعہ کا پیدا
ہوتا ہے۔ جو ڈگریات کہ بموجب دفعہ ۸۶- ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ء
دیگئی ہوں۔ اونمیں استحقاق فک رہن اوسوقت ساقط ہوجاتا
ہے جبکہ رہن کو قوت بیع کی حاصل ہو۔ اور اوسیوقت سے حق
شفعہ شروع ہوگا۔ **اجلاس کامل**۔ ہائیکورٹ الہ آباد سے
یہ امر طے ہوا ہے۔ چونکہ رہن سادہ سے جیساکہ اوسکی تعریف
دفعہ ۵۸- ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ء میں کی گئی ہے بذریعہ دینے استحقاق
بیع کرنے حقیقت واقع جائداد مرہونہ کے انتقال جائداد کا
ہوتا ہے اسلئے ایک حصہ دار کے حصہ کے رہن سادہ کرنیسے
از روئے شرائط واجب العرض حق شفعہ پیدا ہوتا ہے۔
(مقدمہ شیوبرت کنور بنام تھپال کنور۔ انڈین لاء رپورٹ الہ آباد جلد ۷ صفحہ ۲۵۸)

پٹہ پر دیا جانا جائداد کا بیع نہین ہے۔ جو حق شفعہ پیدا کر سکے (مقدمہ بنا ایک چند بنام لشبیشر بخش آگرہ جلد ۲ صفحہ ۹۹۔ ڈائجیسٹ آف انڈین لا کیسیز جلد ۴ صفحہ ۴۵۳۶۔ شفعہ نمبر ۱۱) —

تبادلہ۔ جائداد۔ ایک حصہ دار نے مکان اور جائداد اپنی دوسرے حصہ دار کے ہاتھہ۔ ساتھہ اوسکے حصہ اور مکان کے تبادلہ کیا۔ ایسا تبادلہ انتقال ہے جو حق شفعہ بحق حصہ دار قایم کرتا ہے۔ اور جو جائداد تبادلہ مین دیجائے۔ اوسکی مالیت زرمعاوضہ ہے نکہ وہ جائداد جسکا دعوے ہے۔ (آگرہ رپورٹ جلد نمبر ۱ صفحہ ۱۴۴۔ ڈائجیسٹ آف انڈین لا کیسز جلد ۴ صفحہ ۴۵۳۷۔ شفعہ نمبر ۱۴)

مد ۴
بایع

جائداد جسکی طرف سے یا جسکے نام سے یا جسکے فائدے کیواسطے بیع یا منتقل کیجائے اور جو اوس ملکیت بیع شدہ یا منتقلہ کی قیمت متبادلہ جو ادا کی گئی ہو یا جسکے ادا کا وعدہ کیا گیا ہو وصول کرے وہ بایع ہے۔ واسطے مفہوم و قیام

کرے نالش شفعہ کے ہر ایسا شخص جو تعریف مندرجہ بالا میں داخل ہو یا جسنے زرقیمت بقایمقامے شخص یابندہ کے وصول کیا ہو یا جو شخص قانوناً مستحق استفادہ مذکورکا ہو وہ تعریف بایع میں داخل ہوگا۔ (دفعہ ۵۵ - اکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ء)

مد ۵ مشتری

تعریف - جسکے حق میں یا جسکے نام یا جسکے فایدہ کیواسطے جائداد بیع یا منتقل کی گئی ہو - اور جسنے اوس جائداد کی قیمت متبادلہ ادا کی ہو اور اوسپر قبضہ حاصل کیا ہو اور جسپر بموجب شرایط بیع کے قانونی ذمہ داریاں قایم کیجائیں - وہ خود یا وہ شخص جو بجاے اوسکے استحقاقاً و جواز آقایم ہوسکتا ہو وہ مشتری ہے

نوٹ منجانب مولف - واضح رہے کہ اکثر معاملات بیع میں دستاویز بیعنامہ ایک شخص فرضی منتقل الیہ کے نام تحریر ہوتی ہی لیکن فی الاصل خریدار واقعی دوسرا شخص ہوتا ہی ایسے خریدار منتقل الیہ کو جسکا نام دستاویز میں ہوتا ہی اوسکو عام محاورہ میں خریدار اسم فرضی کہتے ہیں اور قانونی اصطلاح (انگریزی) میں اوسکو بی نامی پرچیزر کہتے ہیں - ایسا خریدار اسم فرضی ساختہ

خریدار واقعی کے مشتری کہلاتا ہے اور ایسا معاہدہ بیع قانوناً صحیح و جائز ہے۔ بغرض توضیح اسمقام پر چند ضروری اصول بیع اسم فرضی و نیز خریدار اسم فرضی کے تحریر کیے جاتے ہین۔ **رواج** ۱ تمامتر معاملات بیع اسم فرضی سبنی بر رواج ہین۔ اور وہ رواج اوسوقت تک صحیح مانا جاتا ہے جب تک کہ قانون کی رو سے کوئی حکم مخالف اوسکے نہ پایا جاوے۔ وسعت جواز ایسی بیع کی جو ایمانداری سے ہوئی ہو خاص حالات مقدمہ پر مبنی ہے۔ (مقدمہ کالی نوبین بنام بھولا ناتھ چکلہ دار بنگال رپورٹ جلد ہفتم صفحہ ۱۳۸۔ ڈائجسٹ آف انڈین لا کیسنیر (۱) صفحہ ۴۶۹)۔

۲ واسطے ثابت کرنے اس امر کے کہ بیع اسم فرضی واقع ہوئی ہے مالک اصلی کو جو دعویدار بذریعہ اوس بیع کے بمقابلہ اوس شخص کے جسکا نام دستاویز مین تحریر ہے اسقدر ثابت کرنا کافی ہے کہ خریدار اصلی بذریعہ اوس بیع کے ایک عرصہ دراز تک متصل قابض رہا ہے (مقدمہ ہومو بتی داسی بنام

سری کشن نندی - ویکلی رپورٹ جلد ۱۴ صفحہ ۵۰ ڈائجسٹ آف انڈین لاکسینر (۵) صفحہ ۴۷۰) -

۳ - جبکہ شوہر نام اپنی زوجہ کا بطور مالک صحیح کے دستاویز مین داخل کرائے - اور عام لوگونکو یہ باور کرائے کہ مالک اصلی اوسکی زوجہ ہے تو ایسی صورت مین شوہر اپنے حق سے محروم ہوجاتا ہے - اور اوس حق کو اسم فرضی نہین قرار دے سکتا ہے - (مقدمہ سدّ ہی سنگہ بنام بشناتہ داس ویکلی رپورٹ جلد ۲۴ صفحہ ۷۹ - ڈائجسٹ آف انڈین لاکسنبر (۹) صفحہ ۱۷۴)

۴ - **شہادت نسبت ملکیت واقعی کے** یہ اصول قانون کا نہین ہے کہ مقدمات بیع اسم فرضی مین تنقیح قائم کیجائے کہ زمین کسطور سے حاصل کیا گیا - اگرچہ وہ ایک عمدہ قاعدہ شناخت واسطے تنقیح کرنے واقعیت معاملہ بیع کے ہے) برج بہاری سنگھ بنام واجد حسین ویکلی رپورٹ جلد ۱۴ صفحہ ۳۷۲ (۲۷) ڈائجسٹ انڈین لاکیسیر صفحہ ۴۷۵ -

ایک مقدمہ مین یہ طے پایا کہ بحالت بیع اسم فرضی کے

جو ہندوستان میں اکثر ہوتی ہے شناخت اصلی مالک کی یہ ہے کہ جس سے زر ثمن فی الواقع لیا گیا ہو۔ (گوپی کرن گوشائین بنام گنگا پرشاد گوشائین سورس انڈین اپیل جلد ۶ صفحہ ۵۳ ۔ اور مقدمہ اکبر علی بنام محمد فیض بخش ۔ ویکلی رپورٹ جلد ۱۵ صفحہ ۱۲ ۔ ڈائجیسٹ انڈین لا کمیشنر (۲۸) صفحہ ۴۷۵ ۔)

بیع اسم فرضی میں اصل امر دریافت طلب یہ ہے کہ آیا خریدار اسم فرضی سے بعد بیع کے قبضہ واقعی لیا گیا ۔ اگر نہیں لیا گیا تو کیوں ۔ جسکا نتیجہ محض قبضہ واقعی ہے ۔ بھوین موہن پران بنام نگوری داسیہ ویکلی رپورٹ جلد ۱۵ صفحہ ۵ ۔ ڈائجیسٹ انڈین لا کمیشنر (۲۹) صفحہ ۴۷۵ ۔

حوالہ نمبر ۵ ۔ کو اس اصول کے ساتھ پڑھنا چاہیے کہ واسطے ثبوت زرثمن کے حاکم عدالت کو بات کا اطمینان کلی حاصل کرنا چاہیے کہ آیا زرثمن فی الواقع خریدار نے مالک سابق کو دیا ہے اور کس طریقے زرثمن حاصل کیا گیا تھا ۔

(مظہر اللہ بنام تراب الدین ویکلی رپورٹ جلد ۵ صفحہ ۳۰۵ ۔ ڈائجیسٹ انڈین لا کمیشنر (۳۰) صفحہ ۴۷۵)

بار ثبوت

مقدمہ اثبات بیع اسم فرضی مین بار ثبوت ذمہ اوس شخص کے پڑتا ہے جو یہ طے کرانا چاہتا ہو کہ ظاہری حیثیت اوس معاملہ کے خلاف واقع ہے ورنہ خریدار ظاہری خریدار واقعی خیال کیا جائیگا۔ جب تک کہ خلاف اوسکے ثابت نکیا جائے۔ (دیو نا تھ بنام پیر خان۔ آگرہ رپورٹ جلد ۳ صفحہ ۱۶۔ ڈائجسٹ انڈین لاکیسز (۲۷) صفحہ ۷۷۴۔)

۹

اگر مقدمہ فیمابین ہنود کے ہو تو شہادت زبانی واسطے اثبات اس امر کے کہ بیع اراضی کی اسم فرضی ہوئی ہی اور دستاویز مین نام فرضی درج ہوا ہے قابل پذیرائی ہی (پولینا ایا چیتی بنام آرہم گم چیتی انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۲ صفحہ ۲۷۔ مقدمہ گوپی کرشنو گوشائین بنام گنگا پرشاد گوشائین۔ مور س انڈین اپیل جلد ۶ صفحہ ۵۳۔ ڈائجسٹ انڈین لا کیسز جلد اول (۲۷) صفحہ ۷۷۴)

جائداد قابل شفعہ　　ملا ۶

اصول عام شفعہ کا یہ ہے کہ حق شفعہ صرف جائداد غیر منقولہ

مادّی سے متعلق ہوتا ہے نہ کہ جائداد منقولہ سے۔ اور
یہ بھی شرط ہے کہ وہ جائداد عام اس سے کہ قابل تقسیم
ہو یا نہو۔ مگر کسی قسم سے بمعاوضہ انتقال ہوسکا ہو
اگر بطور بخشش یا عطیہ کے ہو عام اس سے کہ وہ معاوضہ
ظاہر کیا گیا ہو یا بطور مصالحت باخود ہا کے ہو۔ نیز حق
شفعہ نسبت جائداد غیر منقولہ کے قایم ہوتا ہے گو کہ وہ
قابلیت تقسیم کی نرکھتی ہو جیسی غسل خانہ۔ چکی۔ سڑک
(ہدایہ جلد ۳ صفحہ ۵۹۱)

اہل سنت کی کتاب ہدایہ مین حق شفعہ نسبت مکانات
اور درختان باغات کے یہ رائے ظاہر کیگئی ہے۔ کہ حق
شفعہ نسبت مکانات و درختان باغ کے قایم نہین ہوسکتا ہے
اور مدار اس رائے کا اس اصول پر ہے کہ مکان و درخت
خلقتاً دوامی ملحق بزمین نہین رہتے۔ ہان اوسوقت تک
جب تک ہٹائے نجائین (ہدایہ جلد ۳ صفحہ ۵۹۱ و ۵۹۲)

اصول شفعہ کا عطیات محض مین ثابت نہین ہوتا ہی۔ جب تک کہ وہ

حصہ عطیہ بعوض ایک معاوضہ نقدی کے نہو کیونکہ وہ ایک بیع ہے - اور باایں ہمہ حق شفعہ قائم نہیں ہو سکتا ہی تا زمانیکہ قبضہ معطی الہ کو ندیا جائے خواہ بذریعہ شرائط عطیہ نامہ کے یا اوس طرح سے جیسا کہ اوسمیں شرائط واسطے واپسی شی عطا شدہ کے قرار پائی ہوں اور جب ایسے شرائط ہوں تو اوسوقت تک شفعہ قائم نہو گا جبتک واپسی عمل مین نہ آئے - (ہدایہ جلد سوم صفحہ ۵۹۴ و ۵۹۵)

ہبہ

ہبہ بلا عوض مین حق شفعہ نہوگا - البتہ اگر ہبہ بالعوض کریگا تو شفعہ ثابت ہوگا - امام شافعی کے نزدیک غیر مقسوم شے مین شفعہ نہیں ہے اسلئے کہ شفعہ واسطے دفع کرنے محنت تقسیم کے ہے - اور ہمارے نزدیک شفعہ ہی کیونکہ شفع واسطے دفع ضرر جوار کے ہی (کذا فی الاصل) اسباب منقولہ اور کسی اور عمارات اور اشجار مین جب بلا زمین بیچے جائیں تو شفعہ نہیں ہے جب معہ زمین ہوں تو شفعہ واجب ہی - اسیطرح شفعہ نہیں ہے میراث اور صدقہ مین یا وہ شے جو اجرت کے عوض مین یا بدل مین خلع کے یا بدل مین صلح کے

قتل عمد سے یا بدل مین آزادی کے ہو اسیطرح بدل مین مہر کے جب اوسپر نکاح کیا جائے لیکن جب زر مہر کے عوض مین بقیمت معین جائداد دیجائے تو شفعہ واجب ہوگا۔

مذہب امامیہ کی کتاب تذکرۃ الفقہا مین علامہ حلّی نے تحریر کیا ہے کہ ہر قسم کی اراضی مین۔ بہ اتفاق فریقین شفعہ کا ہونا ثابت ہی۔ سوائے (اصم کے) کہ اونکے نزدیک اوس زمین مین جو تقسیم کر دیگئی ہے اور جسکی حدود معین کر دیئے گئے ہون شفعہ ثابت نہین ہی۔ حالانکہ یہ قول تنہا اونکا مخالف کتب فریقین کے ہے۔ کیونکہ تمام اہل اسلام کا قول جواز شفعہ پر ہے۔ اور مسئلہ اجماعی ہی۔ یہ مسئلہ۔ بلا اختلاف ہی۔ کہ شفعہ سراوس عقار مین ہے جو ثابت ہو مثل مکانات و باغات وغیرہ کے ملصق بہ زمین ہین۔ لیکن اس مسئلہ مین اختلاف ہے کہ آیا شفعہ۔ کپڑون مین۔ کشتیون مین۔ جانورون مین بھی ہی یا نہین فیما بین شیعون کے اس مسئلہ مین دو قول ہین۔ قول۔ صاحب کافی اور صاحب مقنعہ اور نجار اور استقصا اور صدوق اور سید مرتضے اور ابو الصلاح اور ابن سراج اور ابن زہرا اور ابن ادریس ثقات اہل شیعہ کا

قول ہی کہ اشیائے مذکورہ عبارت ملحقہ بالا مین یا مثل اوسکے مین شفعہ
ثابت ہی بسبب اسکے کہ جھگڑا تقسیم کا فرو ہوتا ہے اور اسپر ایک
حدیث شاذ النقل کی ہی جو امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہی
بلکہ صاحب ریاض المسائل معروف بہ شرح کبیر و صاحب مسالک نے
لکھا ہی کہ اکثر علمائے متقدمین اور گروہ متاخرین کا قول اسکی تائید مین ہے

قول دوم شیخ طبرسی اور صاحب شرح لمعہ اور بعض مشہورین علما کا
فتویٰ یہ ہی کہ شفعہ اشیائے مذکورہ بالا مین ثابت نہین ہی اور صاحب
منہاج الہدایہ نے لکھا ہے کہ احتیاط شرعی شفیع کے حق مین یہ ہی کہ دعوے
شفعہ نہ کرے اگرچہ ظاہر وسائل شرعیہ سے لباس - اسباب خانہ داری
حیوانات - درختان - اثمار مین مطلقاً - اور زراعت اور دیوار اور
مکانون کی چھت مین جب وہ مکانسے علیحدہ کرکے بیچے جائین
پایا کہ شفعہ ثابت ہے -

اور مثل اسکے جو چیزین اسباب خانہ داری مین ہون
اونمین شفعہ ہو سکتا ہے لیکن فتوے صاحب
منہاج الہدایہ کا بنظر احتیاط شرعی مرجح ہے

لیکن ان مسائل مین اہل سنت وجماعت کے نزدیک اختلاف ہی
اگر انتقال جائداد بغیر لیے روپیہ کے یا اور کسی بدل کے ہو اور صورت
انتقال کی بطور ہبہ ہو تو ایسی صورت مین حق شفعہ متعلق نہین ہو سکتا
کیونکہ وہ بیع نہین ہے (مقدمہ امیر علی بنام مساۃ بی بیران پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۷۹ء صفحہ ۲۴۹)

مہر

ایک مقدمہ مین ایک جج نے یہ رائے تحریر کی - جب مکان
مہر مین دیا جائے تو شفعہ جائز نہین - عدالت کی رائے مین
کوئی جائداد مہر مقرر کر کے زوجہ کو دیجائے یا اول روپیہ مہر کا
مقرر کیا جائے اور پھر برضامندی شوہر زوجہ کے ہبہ تبدیل
کیجائے کہ بجائے زر مہر کے جائداد دیجائے - تو کوئی فرق لازم نہین آتا
اور نتیجہ اسکا عدالت کی رائے مین صاف یہ ہے کہ جب کوئی جائداد
بعوض مہر کے زوجہ کو دیجائے تو اوسمین شفعہ جائز نہین ہو سکتا
محمود صاحب جسٹس نے اس رائے سے اختلاف
کر کے یہ رائے تحریر فرمائی - کہ یہ رائے متعلقہ شرع صرف
جزاً صحیح ہے - اور اوسقدر غیر صحیح ہے کہ جو بڑا فرق جائداد کے

بطور مہر دیدینی اور اوسکو باد ائی دین مہر فروخت کرنہین
واقع ہے وہ نظر انداز ہوا ہے — اوسباب مین قاعدہ شرع
مذہب شیعہ کا شرایع الاسلام مین اسطور پر ظاہر کیا گیا ہے
کہ اگر حصہ بطور مہر کے دیدیا جاے یا خیرات کر دیا جاے یا بطریق
ہبہ یا بارادہ مصالحت کے عطا کیا جاے تو اوسکی نسبت دعوی
حق شفعہ کا نہین ہوسکتا - مفاتیح مین جو ایک مستند کتاب
مذہب شیعہ کی ہے - یہی قاعدہ ایسی ہی عبارت مین
اسطور پر بیان ہوا ہے - کہ انتقال کا بذریعہ بیع عمل مین
آنا ضرور ہے - سو اگر انتقال بطور ہبہ یا از راہ مصالحت
ہو تو بموجب مسئلہ مروجہ کے حق شفعہ نہین ہوتا - پس یہ
قاعدہ - کہ بیع ایک شرط لابدی ماقبل نفاذ حق شفعہ کے
ہے - ایک نہایت معروف قاعدہ شرع محمدی کا ہے -
اور اسباب مین کوئی بڑا اختلاف مابین مسائل مذہب سنی
و مذہب شیعہ کے نہین ہے - لیکن اس قسم کی قباحت
نسبت تاثیر حق شفعہ کے ایسے مقدمون مین واقع نہین ہوتی

جسمین مہر بتعداد مشخصہ معین ہوا ہو اور بعدہ جائداد بعوض
جز یا کل اوس تعداد مہر کے بیع کر دی گئی ہو۔ مہر از روے
شرع ایک دین ذمگی شوہر با فقتی زوجہ متصور ہوتا ہے۔
اور یہ قاعدۂ شرع بھی بدرجہ مساوی مسلمہ ہے کہ جو انتقال
جائداد منجانب مدیون بحق دائن بہ ادائے قرضہ ہو وہ بیع ہی
اور یہ قاعدہ اسقدر وسیع ہے کہ اوسمین انتقال جائداد
منجانب شوہر بحق زوجہ بادائے اوسکی مہر محققہ کے داخل
ہو سکتا ہے۔
اس مقام پر ایک عبارت کتاب من لایحضرہ الفقیہ کی جو
کتاب الحدیث مستند مذہب شیعہ کی ہے اوسکا حوالہ دیا
جاتا ہے۔ اوس عبارت مین ایک حدیث بیان کی ہوئی
حسن ابن محبوب کی بروایت ابو جعفر کے مندرج ہے۔
لفظی ترجمہ اصل عبارت عربی کا یہ ہر۔ دد کہ مینے پوچھا اوسنے
نسبت ایک شخص کے جسنے نکاح کیا تھا ایک عورت سے
بعوض ایک قطعہ منجملہ مکان کے جسمحالت ملکی کرا اوسکا نہین

مین شرکار کھتا تھا - اونھون نے کہا کہ اوس مرد اور
اوس عورت کے لئے جائز ہے اور شرکار مین سے کسیکو حق شفعہ
بمقابلہ اوس عورت کے نہین پہونچتا - اس عبارت اصل مین الفاظ
عربی (علے بیتٍ) کی جو حدیث مذکور مین واقع ہوی ہین محض
لفظی ترجمہ کرنے اور محاورہ پر لحاظ نکرنے سے معنی اوپر ایک
قطعہ مکان کی ہوتے ہین - مگر لفظ علے اسے جسطور پر کہ وہ
حدیث مین واقع ہے خواہ مخواہ اوسکی متن سے یہ مستنبط ہوتا ہے
کہ وہ قطعہ مکان کا وقت نکاح کے جبکہ مہر ابتدا مقرر ہوا
بطور مہر کے ضرور دیدیا گیا ہوگا پس حدیث مذکور سے تائید
اوس قاعدہ کی ہوتی ہے جو شرایع الاسلام اور مفاتیح
محولہ بالا مین منضبط ہوا ہے - اور اس مسئلہ مین فیما بین سُنّی
اور شیعہ کے کوئی فرق نہین ہے - لہذا حق شفعہ ایسی درست
مین قائم ہوتا ہے (فداعلی بنام مظہر علی - الہ آباد جلد پنجم صفحہ ۶۵)

مولف

جسٹس محمود نے نظیر متذکرہ بالا مین جس حدیث کا حوالہ

دیا ہے اوسکی اصل عبارت عربی یہ ہے قال سالت عن رجل تزوج امراتہ علے بیت فی دار ولہ فی تلک الدار شریک قال جایز لہ ولھا ولا شفعۃ لاحد فی الشرکاء علیھا کما فی مسالک ترجمہ۔ اس عبارت کا نظیر مذکور الصدر مین موجود ہے اور مفہوم اس حدیث کا اس اصول پر مبنی ہے۔ کہ وجود شفعہ کا سوا صورت بیع کے اور حالتون مین ثابت نہین ہے پس اگر جایداد کو مہر مین قرار دے یا صدقہ یا ہبہ کرے یا بطور مصالحہ شرعی کے دے تو شفعہ اوس مین نہوگا۔ اسواسطے کہ شفیع کو یہ حقوق حاصل نہین ہین۔ چنانچہ علامہ حلی نے تذکرۃ الفقہا مین لکھا ہے۔ کہ شفعہ ثابت نہین ہوسکتا ہے سوا معاملہ بیع کے چاہیے وہ معاملہ بطور معاوضہ کے ہو مثل ہبہ بالعوض اجارہ نکاح۔ اور جملہ امور کے جو مثل اوسکے ہو۔ پس کوئی شخص اگر کسی عورت سے عقد کرے اور اپنا قرضہ اوسکو مہر مین دے تو شفعہ نہوگا۔ اور امام ابو حنیفہ نے بھی اسی

قول کو بدلائل حفاظت مال غیر اور عدم جواز بغیر خوشی
خاطر صاحب مال کے اسی قول کی تائید کی ہے۔ پس جبکہ
حکم مہر کا حکم شرعًا مال کا نہین ہے تو مثل ہبہ معاً کرہ ہے
جسمین شفعہ ساقط ہے۔ کرایہ۔ حق شفعہ نسبت ایسی
جائداد کے قایم نہین ہو سکتا ہے جو بطور کرایہ یا معاوضہ
خدمت کے یا معاوضہ خلع یا مہر کے دیگئی ہو۔ اگرچہ
حق شفعہ اوسوقت قایم ہو سکتا ہے جب کوئی جائداد
بمطالبہ مہر کے بیع کیجائے (الہ آباد جلد پنجم صفحہ ۶۵)
عمارت شفعہ نسبت عمارات کوٹھی و گولہ کے بپابندی
رواج مقامی جایز ہے۔ (مقدمہ کیشورانے بنام بنایک رائے
آگرہ رپورٹ جلد ۳ صفحہ ۱۷۹۔ ڈائجسٹ اف انڈین لا کنسیو جلد ۲
صفحہ ۵۳۵۸ شفعہ نمبر ۷)

مختص المقام

ملک اودھ مین حق شفعہ متعلق اراضی و آبادی موضع سے
ہوتا ہے و نیز مکانات سے جو اوسپر مبنی ہون۔ اور

ہیبہ قسم کی اراضی و حصص اراضی سے متعلق ہوتا ہے
جو اندر حدود موضع کے ہوں۔ و نیز جملہ حقوق قابل انتقال
سے متعلق ہے جو ایسی اراضی پر موثر ہوں (باب دوم
دفعہ ۷ ۔ ایکٹ ۱ ء ۱۹۱۳ء) عطیہ ۔ صاحب جوڈیشل کمشنر
اودھ نے یہ فیصل کر دیا ہے ۔ کہ جو عطیہ بطور ضرورت
کے ہو ۔ اوسکو یہ خیال کرنا چاہیئے کہ وہ بمعاوضہ نقد
قیمتی کے کیا گیا ہے ۔ نمک حلالی اگرچہ عمدہ بدل ہے
لیکن وہ معاوضہ قیمتی نہین ہے کیونکہ ایسا عطیہ حسب
دفعہ ۵۵ ۔ ایکٹ ۱ ء ۱۸۷۶ء قابل ضبطی ہے (مقدمہ بابو
بکرما جیت سنگھ بنام بہادر پالی سری پت پال ۔ سیلکٹ کیس نمبر ا ۱۸۷۸ء)
درختان ۔ سابق جوڈیشل کمشنر اودھ چارلس کری صاحب
نے صاف صاف فیصل کر دیا ہے ۔ کہ ملک اودھ مین
دفعہ ۷ ۔ ایکٹ ۱ ء ۱۹۱۳ء کو نسبت استحقاق شفعہ
درختان باغات کے بھی وسعت دیگئی ہے ۔ گو درختان
بلا زمین فروخت ہوئے ہون ۔ اس نظر سے کہ جو حق درختون سے

متعلق ہوتا ہے۔ وہ ایسا حق ہے جسکا اثر اوس زمین پر
پڑتا ہے جسپر درخت نصب ہون (مقدمہ رائے تلسی سنگھ بنام
دیبی دین وغیرہ منفصلہ ۱۰۔ جولائی ۱۸۷۸ء) اور یہی فیصلہ بمقدمہ
گنیش سنگھ بنام کلو وغیرہ منفصلہ ۵۔ جولائی ۱۸۸۸ء مین تسلیم کیا گیا ہے
درختان استادہ بموجب دفعہ ۳۔ ایکٹ نمبر ۱۴ ۱۸۸۲ء
و دفعہ ۳۔ ایکٹ نمبر اول ۱۸۶۸ء کی جائداد غیر منقولہ ہین۔
(مقدمہ امید رام بنام دولت رام آلہ آباد جلد پنجم صفحہ ۵۶۴۔)
مسٹر ٹیننگ صاحب بہادر جوڈیشل کمشنر اودھ نے تجویز فرمایا
ہے کہ واسطے مقدمات دفعہ ۹۔ قانون دادرسی ہندکے
درختان امرود ضرور جائداد غیر منقولہ خیال کیے جائین گے۔
(سیلکٹ کیس نمبر ۱۴۱)
نوٹ عبارت بالا سے ظاہر ہے کہ حق شفعہ عام طور پر
صرف جائداد غیر منقولہ پر اثر رکھتا ہے چنانچہ اشیائے ذیل
جائداد غیر منقولہ مین داخل ہین ۱۔ اراضی ۲۔ مکانات ۳۔
حقوق راہ ۴۔ روشنی ۵۔ معابر ۶۔ شکارگاہی ۔ اور دیگر

فواید جو اراضی سے پیدا ہوتے ہیں - اور اشیا جو مستقلاً ملحق بزمین ہوں - یا ایسی چیز سے ملصق ہوں جو ملحق بزمین ہے - لیکن اشجار استادہ یا پیداوار یا گھاس یا کلیں جو زمین یا عمارات سے ملصق ہوں وہ جائداد غیر منقولہ نہیں ہیں - (دفعہ ۱۰ - اکٹ اصطلاحات ممالک مغربی و شمالی اودھ نمبر ۱ سنہ ۱۸۶۸ء) - لیکن دفعہ ۳ - اکٹ نمبر ۳ سنہ ۱۸۷۷ء میں بشمول اشیائے متذکرہ بالا اسکے دواحی گذارے کو بھی داخل کیا ہے - **تنبیہ** - واضح رہے کہ اقسام جائداد غیر منقولہ میں حقوق نمبر ۳ و نمبر ۴ یعنے حق استفادہ راہ ور وشنی - قابل الانتقال نہیں ہیں - (دفعہ ۶ (ج) اکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ء) پس اونپر حق شفعہ قایم نہو گا -

مد ۷ جزو جایداد

کوئی جائداد جو بطور ایک حصہ معین کے ہو یعنے موضع یا حصص اوسکے تو ہر شریک جائداد کو جسکو بطور ارث کے ایک جز و حصہ کا حق ہو وہ شفیع ہو کر نسبت

جزو کے باداے حصہ رسدی قیمت کے حق شفعہ قایم کر سکتا ہی
چند اشخاص نے ایک موضع کا آٹھ آنہ فروخت کیا۔ گوبند سنگھ نے
بنام بائعان و مشتریان حصہ مذکور بغرض با فذکرانے اپنے حق شفعہ
کے نالش دائر کی اور ڈگری پائی۔ محمد لطیف نے بنام گوبند سنگھ
مذکور یہ دعوی کیا۔ کہ منجملہ آٹھ آنہ کے ۱ ر ۲ پائی حصہ میری ملکیت
ہی۔ ڈگری پائی۔ بعد ازاں نامبردہ نے بنام اونہین فریقین کے
بغرض نفاذ اپنے حق شفعہ نسبت باقی حصہ یعنے ۷ ر ۸ پائی کے نالش دایر
کی۔ اور صرف حصہ رسدی قیمت کے ادا کرنیکا دعوی کیا۔ ہائی کورٹ
الہ آباد نے تجویز فرمایا۔ کہ محمد لطیف پر کل حصہ کی قیمت ادا کرنی
لازم نہین ہی صرف حصہ رسدی قیمت مذکور کا ادا کرنا چاہیے۔

(مقدمہ محمد لطیف بنام گوبند سنگھ الہ آباد جلد پنجم صفحہ ۳۸۲)

اصولاً۔ ہر نالش شفعہ مین داخل ہونا کل جائداد کا جسکی نسبت
مدعی دعوی حق شفعہ کر سکتا ہو۔ اور جو از روے ایک ہی معاملہ بیع
بدست ایک شخص اجنبی کے منتقل ہوئی ہو۔ ضرور ہی اور ایسی نالش
مدعی شفیع کی جسکی منشا مین کل جائداد جسکی نسبت شفعہ ہو سکے

داخل ہو۔ اسوجہ سے قابل قایم رہنے کے نہیں ہی کہ وہ خلاف
اصلیت وماہیت حق شفعہ کے ہی جو محمود صاحب جسٹس نے
بیان فرمایا ہی۔ یہ ایک اصل اصول قانون شفعہ کا ہے کہ شفیع
بیع کا تجزیہ اسطور پر نہیں کرسکتا۔ کہ نالش صرف بنسبت ایک جزو
اوس جائداد کے کرے جو از روی بیع منتقل ہوئی ہو۔ اور وجہہ
قاعدہ مذکور کی یہ ہی۔ کہ خود اصلیت حق شفعہ مقتضی اسکی ہی کہ
شفیع اپنے کو بجائی خریدار۔ صرف اسطور پر قایم کرسکتا ہی کہ
تمام فواید و نیز نقصانات متعلقہ بیع کو جسکو وہ نافذ کراتا ہی لے
اور یہ ایک مثال اس مسئلہ قانونی کی ہی۔ کہ اوس شخص کو جو فایدہ
اوٹھانا چاہتا ہی۔ وہ متحمل اوس بار کا بھی ہو۔ کیونکہ اگر اراضی
زرخیز بشمول اراضی بنجر از روی بیع واحد فروخت ہو تو
یہ بات خلاف انصاف ہوگی۔ کہ شفیع کو صرف اراضی زرخیز
لینے کی اجازت دیجائی۔ اور قطعہ بنجر مشتری کے پاس رہنے دیا
جائے۔ جو کہ غالبًا افتادہ اراضی کو خریدتی نہ اگر اوسکے ساتھ
ملکیت رقبہ زرخیز کی بھی اوسکو حاصل ہوتی۔ (مقدمہ درگا پرشاد بنام

سنا۔ الہ آباد جلد ششم صفحہ ۳۴۳)

شفیعان مخالف کیجانب سے نالش پہلے دائر ہوجانیسے شفیع اسیطرح پر اسبات کا مستحق نہیں ہوتا کہ وہ قاعدہ کلیہ شفعہ سے بذریعہ دائر کرنے نالش صرف بابت ایک جزو جائداد مبیعہ کے تجاوز کرے مقدمہ کاشی ناتھ بنام مکتا پرشاد کا حوالہ دیا گیا۔

(مقدمہ ہولاسی بنام شیو پرشاد۔ الہ آباد جلد ششم صفحہ ۵۵۴)

نوٹ واضح رہے کہ نظیر الملحقہ بالا و نیز جس نظیر کا اوسمین حوالہ دیا گیا ہے۔ اونکے پورے واقعات پڑہنے سے ظاہر ہوگا۔ کہ یہ نظائر مخالف نظیر الہ آباد جلد پنجم صفحہ ۲۸۳ کے نہیں ہیں۔ کیونکہ ان نظائر مین یہ اصول بیان کیا گیا ہے کہ جو جائداد ایک انتقال نامہ کے رو سے منتقل ہوئی ہو وہ پوری کی پوری شفیع کو بھی دیجائے اور نظیر جلد پنجم صفحہ ۲۸۳ مین یہ قرار پایا ہے کہ جب جائداد منتقلہ کا ایک جزو کسی دوسرے حق کے قائم ہونے سے نکل جائے تو بقیہ کا شفعہ باوائے رسدی زرثمن کے ممنوع نہوگا اسوجہ سے کہ شفیع کو پھر پورا حق ملکیت جو اسوقت مشتری کے پاس باقی ہے ملتا ہے لیکن نظائر جلد ششم نقیض اس مسئلہ کی نہین ہین

مد ۸ — جائداد منضبطۂ سرکار

جب گورنمنٹ کسی ملزم کے حصہ واقع جائداد کو ضبط کرکے بمعاوضہ قیمت کے فروخت کرے اوسحالت مین دوسرا حصہ دار اپنا دعوے نفاذ حق شفعہ کا نسبت حصہ منضبطہ کے قایم کرسکتا ہے - اور ایسی حالت مین شرائط واجب العرض گورنمنٹ پر اوسیطرح قابل پابندی کے ہونگی - جیسا کہ اصل مالک جائداد پر تھے - جسکا حصہ گورنمنٹ نے ضبط کیا اور وہ تابع شرائط مذکور تھا - (مقدمہ کلکٹر فتحپور بنام یادعلی جلد اول آگرہ رپورٹ صفحہ ۰ ۰ - ڈائجسٹ انڈین لا کیسز جلد ۸ صفحہ ۳۲۵ نمبر ۵ شفعہ نمبر ۷)

مد ۹ — زرثمن

جبکہ باستدعا معاہد کے معاہد لہ یا کوئی دوسرا شخص کچھ عمل مین لایا ہو یا اوس امر کے کرنے سے گریز کیا ہو - یا عمل یا گریز کرے یا عمل یا گریز کا وعدہ کرے - تو ایسا عمل یا گریز یا وعدہ بدل عہد کہلاتا ہے -

(دفعہ ۲ (د) ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۲ع) معاملات بیع مین خواہ وہ قطعی شرطی بالوفا - خیار ہون - جو معاوضہ واسطے جائداد بیع شدہ کے

بطور بدل قرار دیا جائے جسکی نسبت بائع یہ ظاہر کرے دو کہ میننے یہ جائداد بیچی اور دام وصول پائے " یہ زرثمن ہے یا بائع بطور کہتا ہے دو میننے اس جائداد کو واسطے ایک ہزار روپیہ کے فروخت کیا جو میننے وصول پائے " یہ ایک ہزار روپیہ زرثمن ہے

(ہدایہ جلد ۳ صفحہ ۱۸۱ لیگل کمپنین جلد ۶ صفحہ ۱۷۶ و ۱۷۷)

صورت بیع بالوفا میں جو زر رہن مندرجہ دستاویز ہو وہ بروقت بیع قطعی ہونیکے زرقیمت ہوجاتا ہے - اور شفیع پر لازم آتا ہے کہ اوس روپیہ کو بطور قیمت جائداد کے ادا کرے -

(مقدمہ عاشق علی بنام منتصر الہ آباد جلد پنجم صفحہ ۱۰۸)

تعریف فقہی - لفظ ثمن میں جسطور پر کہ وہ شرع محمدی میں آیا ہے نہ صرف روپیہ بلکہ ہر قسم کی جائداد دیگر بھی جسکا تعین اوپر تعداد مشخصہ زر کے ہو سکے - داخل ہے - لیکن جب کوئی انتقال جائداد بعوض ایسے معاوضہ کے جسکی مالیت کا تعین اوپر تعداد مشخصہ زر کے نہو سکے عمل میں آئے تو ایسا انتقال بالکل معاملہ بیع متصور نہیں ہوتا - اور اوس سے

حق شفعہ پیدا نہیں ہوتا۔ پس جبکہ ادائے ثمن ایک شرط لابدی ماقبل حصول جائداد از روئے حق شفعہ کے ہے تو یہ بات خواہ مخواہ لازم آتی ہے۔ کہ حق شفعہ صرف اون مقدموں میں ہے جنمیں معاوضہ انتقال القید بتعداد مشخصہ زر نقد کے معین کیا گیا ہو۔ یا اسطور پر متحقق ہو سکتا ہو۔ موثر اور قرار واقعی بافذ ہو سکتا ہی اور واضح رہے کہ از روئے شرع محمدی کے جس انتقال کا معاوضہ غیر متحقق ہے اور بغیر تعداد مشخصہ زر کے ناقابل تحقیق ہے تو وہ ایک ایسا معاملہ ہے جو معاملہ بیع نہ قرار دیا جائیگا اور نہ اوسپر حق شفعہ موثر ہو سکتا ہے (انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد پنجم صفحہ ۴۷۵- فدا علی بنام مظفر علی)

تجزیہ زر ثمن ناجائز ہے شفیع پر فرض ہے کہ کل بار زر ثمن کا اوٹھادے۔ کیونکہ ٹکڑے کرنا زر ثمن کے خلاف قانون ہے (مقدمہ مادھپ چندر ناتھ لبواس بنام ٹومی بیوہ- ویکلی رپورٹ جلد ہفتم صفحہ ۲۱۰- ڈائجسٹ انڈین لا کمیسنر جلد ۴ صفحہ ۴۵۵- ۴۷ شفعہ نمبر ۱۷)

مد ۱۰

خرید مشترک

خرید مشترک سے وہ معاملہ بیع مراد ہے جسمین خریدار نے
اپنے ساتھ کسی دوسریکو معاملہ بیع مین شریک کرلیا ہو۔ لیکن
شفیع صرف بمقابلہ یکے از خریداران دعوا کرے ایک مقدمے
مین۔ اجیر پانڈے بنام حبیب اللہ ۱۲۔ اپریل ۱۸۸۸ع
کو ایک نالش دائر کی۔ وہ نالش صرف بمقابلہ ذکاء اللہ کے بدعوے
نفاذ حق شفعہ بابت بیع ایک حصہ واقع محال غیر منقسمہ جو بدست
ذکاء اللہ اور اوسکے بہائی نابالغ عطاء اللہ کے مشترکاً ازروے
دستاویز مورخہ ۱۲۔ اپریل ۱۸۸۷ع کی تہی۔ عطاء اللہ۔
۳ مئی ۱۸۸۸ع کو مدعا علیہ گردانا گیا۔ اور ذکاء اللہ ولی نابالغ کا قرار پایا
عدالت ہائی کورٹ الہ آباد نے یہ تجویز صادر فرمائی چونکہ نالش بمقابلہ عطاء اللہ
خارج از میعاد تہی اور وہ دادرسی جو نالش مذکور مین اجیر پانڈے کو عطا ہوسکتی
تہی وہ صرف ناجوازی بیع مشترکہ موسومہ عطاء اللہ و ذکاء اللہ
تہی لہذا بغرض اس امر کے کہ نالش بمقابلہ ذکاء اللہ بین المیعاد ہے
بوجہ بیع مشترکہ کے قایم نہین رہ سکتی۔ (حبیب اللہ بنام اجیر

ہائیکورٹ الہ آباد جلد ۷ ۔ صفحہ ۱۷۵)

ایک حصہ دار جائداد نے اپنا حصہ رام ادہین کے ہاتھہ (کہ یہ
بھی حصہ دار جائداد مذکور مین تھا) بالشرکت اور دو شخصون کے جو
حصہ دار نہ تھے ۔ بلکہ اشخاص اجنبی تھے فروخت کیا ۔ اور اونکے
ہاتھہ بیع بالاشتراک وبالاجتماع بعوض ایک رقم مسلم بطور
معاوضہ کل کے عمل مین آئی ۔ بیعنامہ مین یہ تصریح تھی کہ ہر خریدار
نے ایک ثلث جائداد مبیعہ کا خرید کیا ہی ۔ حصہ داران جائداد
بر طبق بیع حقیت منجانب کسی حصہ دار کے مستحق حق شفعہ
کے تھے ۔ عدالت ہائیکورٹ الہ آباد سے یہ تجویز ہوا کہ العقد
مذکور سے نوعیت مشترکہ معاملہ کی تبدیل نہین ہوسکتی اور
نہ یہ ہوسکتا ہے کہ وہ علیحدہ علیحدہ قرار پاکر ایسا سمجھا جاوے کہ
اوسمین تین جداگانہ معاہدات داخل ہین ۔ کہ جس سے رام ادہین
بحیثیت ایسے حصہ دار کے جسکو مساوی حق شفعہ کا حاصل
ہو مجاز اسکا ہو کہ جہانتک اوسکے ایک ثلث جائداد کو
تعلق ہے دوسرے حصہ دار کے دعوی کے نسبت اعتراض

کرے جو نسبت نفاذ حق شفعہ بابتہ بیع مذکور کے ہو بلکہ ضرور ہے کہ رام ادہین بمنزلہ شخص اجنب کے بابتہ کل جائداد مبیعہ کے ہو سو جب قرار پای کہ اوسنے اپنے ساتھ اشخاص اجنب کو شریک کیا (مقدمہ بنا سنگھ بنام رام ادہین سنگھ الہ آباد جلد ۴ صفحہ ۴۵۲-)

ایک مقدمہ مین یہ طے پایا- کہ اگر کوئی حصہ دار کسی شخص اجنب کو اپنے ساتھ خریداری ایک حصہ مین شریک کرے تو دوسرا حصہ دار مستحق نفاذ حق شفعہ کا نسبت تمام جائداد مبیعہ کے ہے لیکن یہ بات اوسپر لازمی نہین ہو- کہ بیع پر جہانتک کہ مشتری حصہ دار کو اوس سے تعلق ہے- اعتراض کرے-

(ہر جس بنام کنہیا الہ آباد جلد ۷ صفحہ ۱۱۸)

ایک حصہ دار موضع نے بذریعہ دستاویز بیع ایک اراضی کو چار شخصوں کے پاس منتقل کیا جنمین سے تین اوسی پٹی کے حصہ دار تھے کہ جسمین بائع شریک تھا- دستاویز مین تصریح اون حقوق کی جو مشتریان حصہ داران شریکدار نے اور مشتری غیر شخص نے خرید کی ہے اور زرثمن کی جو اونہون نے ادا کیا تہا علیحدہ علیحدہ

مندرج تھی عدالت اپیل ماتحت نے یہ تجویز کی کہ گو مشتریان حصہ داران شریک کو اوسیقدر حق شفعہ حاصل ہے کہ جسقدر مدعی کو حاصل ہے تاہم ناسبردگان نے ایک شخص غیر کو خرید جائداد مین اپنے ساتھہ شریک کرنے سے حق اپنا زایل کر دیا اور وہ نسبت اجزاء اون جائداد کے بھی جو اونہون نے بموجب بیعنامہ کے خرید کیے ہین - دعوی مین اعتراض نہین کر سکتے ہائی کورٹ نے یہ تجویز صادر کی کہ یہ رائے بھی غلط ہے - اور چونکہ دستاویز بیع مین ٹھیک تصریح حصص خرید کردہ مشتریان حصہ داران شریک کی کہ جنکو حق مساوی خریداری کا ساتھہ مدعیان کے بابتہ حصص مذکور کے حاصل ہی مندرج ہی اور چونکہ حصص خرید کردہ و زرشن ادا کردہ مشتری شخص غیر کی بھی ٹھیک تصریح درج ہی تو عدالت ماتحت کو دعوی شفعہ نسبت اوس جزو جائداد کے جو حصہ داران شریک نے خرید کیا تھا ڈگری نہین کرنا چاہیے تھا - اس تجویز کو بڑی صراحت کے ساتھہ محمود صاحب جسٹس نے صادر فرمایا -

اور اولڈفیلڈ صاحب جسٹس نے اتفاق کیا - اسی تجویز مین یہ قاعدہ بھی بیان کیا گیا ہے - کہ جبکہ حصص کی تصریح علیحدہ علیحدہ کی گئی ہو اور بیع بدست شخص غیر گوایکہی دستاویز مین مندرج ہو جداگانہ اور قابل علیحدہ ہونیکے ہو تو ایسی صورتین وجہ قاعدہ مذکور کی موجود نہین ہوتی - قاعدہ مذکور صرف اون معاملات سے متعلق ہے جنکا تجزیہ ایک دستاویز مین درج ہو جانیکے بعد نہین ہو سکتا نہ وہ علیحدہ کیے جا سکتے ہین (الہ آباد جلد ۸ صفحہ ۴۶۲ شیو بہردس رای وغیرہ - بنام - جیجہ رائے وغیرہ)

دو حصہ داران مستحق شفعہ نے ایک شخص اجنب کو خرید موضع و دیگر اراضی مین شریک کیا - تجویز ہوا کہ - وہ سب خریداران نسبت کل جائداد بیع شدہ کے اجنب کیے جاینگے - اور کوئی تصریح تحت عبارت دستاویز کی نسبت حصص خرید کردہ ہر ایک مشتری کی اونکو اسکا مستحق نہین کرتی ہی کہ وہ اپنا حصہ مصرحہ جداگانہ حاصل کر سکین (۲ - W - N - صفحہ ۳۴۳ - مقدمہ گنیش لال - بنام - فراحت علی - ڈائجسٹ آف انڈین لا کیسز جلد ۴ صفحہ ۴۵۴۳ -

مد ۱۱ سرمایہ مشترک

جب کوئی جائداد غیر منقولہ دو یا چند اشخاص کو بعوض زر معاوضہ منتقل
کیجائی اور وہ زر معاوضہ ایسے سرمایہ سے دیا جائی جو اونکا مال شاملاتی ہو
تو درصورت نہونے کسی معاہدہ خلاف اسکے کے - وہ اشخاص جائداد مذکور مین
قریب قریب اوسیقدر حق پانیکے مستحق ہین جسقدر حصص اونکے
سرمایہ مذکور مین تھے - اور اگر وہ زر معاوضہ اون لوگونکے مختلف
سرمایونمین سے دیا جائی تو درصورت نہونے کسی معاہدہ خلاف اسکے
کے مشارٌالیہم جائداد منتقلہ مین اوسی حساب سے حقوق رسدی
پانیکے مستحق ہین جس حساب رسدی سے اونھون نے حصہ زر معاوضہ
دیگی اپنی اپنے کو ادا کیا ہو - درصورت نہونے ثبوت اس امر کے
کہ ہر ایک کو سرمایہ مین کسقدر حق پہونچتا تھا - یا ہر ایک نے کسقدر
حصہ زر معاوضہ کا ادا کیا - تو اشخاص مذکور کی نسبت یہ قیاس کیا جائیگا
کہ اونکے حقوق جائداد مین برابر تھے - (دفعہ ۴۵ - ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ع)

مد ۱۲ بیع جائداد مشترک

جب منجملہ دو یا چند حصہ داران جائداد غیر منقولہ کے ایک حصہ دار جو قابض ہوگا

مجاز انتقال کرنیکا ہو جائداد مذکور مین بقدر اپنے حصہ کے یا اوس جائداد
مین اپنا کوئی استحقاق منتقل کردے تو نسبت ایسے حصہ استحقاق کے
اور جہانتک انتقال کو اثر پذیر کرنیکے لیے ضروری ہی منتقل الیہ کو حق انتقال
کنندہ کا درباب پانے قبضہ شاملاتی یا انتفاع شاملاتی یا جز و انتفاع
جائداد مذکور کے اور حق اوسکے تقسیم کرا لینے کا حاصل ہو جاتا ہی مگر بہ
پابندی اون شرائط اور ذمہ داریون کے جو انتقال کی تاریخ تک حصہ یا
استحقاق منتقل شدہ سے متعلق ہوتی ہین اگر منتقل الیہ کسی حصہ مکان سکونت کا
جو کسی خاندان غیر منقسمہ کی ملکیت ہو شریک خاندان نہو تو اس دفعہ
کی کسی عبارت سے شخص مذکور کو کچھہ استحقاق مکان کے قبضہ
شاملاتی یا تصرف شاملاتی یا اوسکے کسی جزو کے قبضہ یا تصرف
کا حاصل نہو گا۔ (دفعہ ۴۴ - ایکٹ ۴ ۱۸۸۲ء)

جب انتقال جائداد غیر منقولہ کا بعوض معاوضہ طرف سے ایسے اشخاص کے
کیا جاوے جو اوسمین حقوق مختلف رکھتے ہین۔ تو اگر کوئی معاہدہ خلاف
اسکے نہوا ہو۔ تو انتقال کرنیوالے مستحق اسکے ہین کہ زر ثمن مین برابر حصہ
لین بشرطیکہ اونکے حقوق اوس جائداد مین جو منتقل کیگئی ہی برابر مالیت کے

رہی ہون - اور اگر اونکے حقوق مختلف مالیت کی رہے ہون تو اونکو زرثمن مین حصص بمدی مطابق مالیت حقیت ہر ایک کے ملین گے -

تمثیلات

(الف) - زید نے جو موضع سلطانپور کے نصف کا مالک ہی بشمول بکر مالک حصہ چہارم اور خالد مالک باقی چہارم کے آٹھوان حصہ اوس موضع کا بعوض چوتھائی حصہ موضع لعل پورہ کی تبادلہ کیا - چونکہ اور کوئی اقرار خلاف اسکے نہین ہی - لہذا زید مستحق ہے کہ موضع لعل پورہ کا آٹھوان حصہ اور بکر اور خالد مستحق ہین کہ موضع مذکور مین ہر ایک سولھوان حصہ پائے -

(ب) زید نے کہ موضع اترولی مین حق چین حیاتی رکھتا ہی جسمین بکر اور خالد زید کے مرنے پر مالک ہونگے - موضع مذکور کو ایکہزار روپیہ پر بیع کیا - حساب سے دریافت ہوا کہ زید کا حق چین حیاتی چھہ سو روپیہ کی مالیت رکھتا ہی اور بکر اور خالد کے حق لپس ماندہ کی مالیت چار سو روپیہ ہی پس زید مستحق ہی کہ زرثمن میں سے چھہ سو روپیہ اور بکر اور خالد مستحق ہین کہ باہمی اوس مین سے چار سو روپیہ لیین (دفعہ ۴۶ - اکٹ ۴ ۱۸۸۲ء)

جب چند حصہ داران مشترک کسی جایداد غیر منقولہ کی جایداد کا کوئی

حصہ منتقل کرین اور اسکی صراحت نکرین کہ انتقال مذکور انتقال کرنیوالونکے کسی خاص حصہ یا حصص پر اثر پذیر ہوگا۔ تو ایسی انتقال کنندون کے جب اونکے حصص برابر ہون ایسا انتقال کل حصص پر برابر اثر رکھتا ہی اور جب وہ حصص برابر نہون تو انتقال مذکور ہر حصہ پر اوسکی مقدار کے بحساب اثر رکھیگا

تمثیل

زید کہ موضع سلطانپور مین ۸؍ کا حصہ دار ہے بشمول بکر اور خالد کے جو موضع مذکور مین چار چار آنہ کے مالک ہین موضع مذکور مین حصہ ۱۲؍ بلا تصریح اس امر کہ اون حصص مین سے کس حصہ سے انتقال کیا جاتا ہی ولید کے پاس منتقل کر دیا پس اس معاملہ بیع کی تکمیل کے لیے زید کے حصہ سے ارضی بقدر ۸؍ اور بکر اور خالد کے حصص مین سے ارضی بقدر آدہ آدہ آنہ کے بکجائیگی (دفعہ ۴۴ ایکٹ انتقال جائداد ۱۸۸۲ع)

۱۳ قرابت بایع وشفیع

واسطے قایم کرنے نالش نفاذ حق شفعہ کے شرعًا صرف تین امر قرار دیگئے ہین (۱) شریک حق ملکیت اراضی بیع شدہ (۲) شریک حق جائداد جیسے حق مجری (۳) ہمسایہ ۔ شرعًا کوئی تخصیص قرابت کی نہین ہے اور محض قرابت شفیع کی واسطے قایم کرنے حق شفعہ کے کافی ہی جب تک کہ شفیع

حصہ دار جائداد ہنو۔

ملک اودھ

ملک اودھ میں بموجب دفعہ ۹۔ ایکٹ ۱۸ [illegible] کے قرب سلسلہ قرابت کو سطورسے حق مرجح قرار دیا ہے۔ اول جس ملکیت کی حقیت ہو اوسکے حصہ شکمی کے حصہ داران کو بہ ترتیب اونکی قرابت ساتھہ بائع یا اون کے دوم۔ کل محال کے حصہ دارونکو بہ ترتیب مذکورہ سوم۔ ہر شخص کو گروہ شرکا میں ہے۔ چہارم۔ اگر حقیت ملکیت ادنی ہو تو مالک اعلی کو۔ دیگر ممالک میں جہان عام طور پر رواج شفعہ کا محول ہر رواج مندرجہ واجب العرض ہے۔ اور جس مقام پر کہ واجب العرض میں۔ (بہائی بند) درج ہو۔ اوس سے مراد برادری موضع سے ہے نہ محض اون اشخاص سے جنسے بذریعہ خون کے قرابت ہے۔ (مقدمہ ہیرالال بنام رام جس۔ انڈین لارپورٹ آلہ آباد جلد ۷ صفحہ ۵۷)

ملک اودھ میں جہان مدار شفعہ کا اصول مندرجہ دفعہ ۹۔ ایکٹ ۱۸ [illegible] پر ہے۔ اوسمین یہ مسئلہ صاف نہیں ہے کہ قرابت سے کونسی قرابت مراد ہے لیکن ولیم جارلس کیپر صاحب بہادر سابق جوڈیشیل کمشنر بہادر اودھ نے بمقدمہ محمد تقی علی خان مدعا علیہ بنام محمد علی مدعی منفصلہ ۱۱۔ دسمبر ۱۸۷۹ء غیر رپورٹ شدہ

یہ تحریر فرمایا ہی کہ اس مقدمہ مین فریقین مسلمان ہین پس بموجب دفعہ ۳ (ب)
و دفعہ ۴ - اکٹ ۱۱ سنہ ۱۸۹۴ع (قانون تصفیہ مقدمات شفعہ جسکی پابندی
فریقین کو کرنا چاہیے وہ شرع محمدی ہی) باستثناء اوسقدر کے جسکو
قانون مذکور نے یا کسی دوسری قانون نے یا رواج نے ترمیم کردیا ہو -
باب دوم - اکٹ مذکور نے جو شرائط شرع محمدی کو ایک قلم محو کردیا ہے
اوسمین یہ امر پایا نہین جاتا کہ طلب بالمواثبت واسطے دعوی شفعہ کے
لازمی ہی - مین اس مسئلہ مین عدالت مرافعہ اولی سے اتفاق کرتا ہون
کہ یہ امر ظاہر ہوگیا کہ جسوقت مسودہ بیعنامہ کا لکھا جاتا تھا - اور
زرثمن مقرر ہوا تھا - اوسوقت شفیع خود اوسی مقام پر موجود تھا
اور اوسوقت مین اوسنے کوئی اظہار اپنے دعوی شفعہ کا نہین کیا
بناءً علیہ مین تجویز کرتا ہون کہ اگر مدعی کچھہ حق شفعہ رکھتا بھی تھا
تو اوسنے بوجہ اپنے اس سکوت کے اوس حق کو تلف کیا - مگر مجھکو
یہ بھی معلوم ہوتا ہی کہ مدعی کو بموجب دفعہ ۹ ضمن اول اکٹ ۱۱ سنہ ۱۸۹۴ع
کے جسکی رو سے حق مرجح حصہ داران کی محال کو جسمین جائداد مبیعہ واقع
ہو بہ ترتیب قرابت کے ہوتا ہی - ایسا حق نہ تھا - میرے نزدیک

قرابت ایسی ہونا چاہیے کہ جسکی روسے ورثہ حاصل ہوسکتا ہے
چونکہ مدعی کی ماں نے ورثہ نہیں پایا پس مدعی کبھی کراوسکا بیٹا
ہی ایسا سلسلہ قرابت ساتھ علی رضا کے نہیں رکھتا ہی جس حالت میں
یہ امر ظاہر ہے کہ مدعا علیہ اپیلانٹ نے اون تمام حصوں کو خرید کیا
ہی جسکی بابت نزدیک تر شاخ شجرہ خاندانی یا اوس محال مین تھے
جنمین علی رضا بھی تھا۔

باب دوم

مد ۱۴۱

محال

تعریف ۔ جس قطعہ اراضی کی جمع مشخصہ بندوبست جداگانہ
مالگذار سرکار کو ادا کرتا ہو وہ رقبہ ایک محال کہلاتا ہے عام اس سے
کہ اوس محال کی مالگذاری مشخصہ کی ادائی کی ذمہ داری بالانفراد
ہو یا بالاشتراک تصریح ضمن ۵۔ دفعہ ۴۔ ایکٹ ۱۹ سنہ ۱۸۷۳ء لفظ
محال سے جو اس دفعہ مین مستعمل ہوا ہے ہر زمین مالگذار مراد ہے
جسکے بابت مالک زمین یا مستاجر یا رعیت نے اقرارنامہ جداگانہ

سرکار کو لکھ دیا ہو یا درصورت نہ ہونے ایسے اقرار نامہ کے وہ زمین

مراد ہے جسپر علیحدہ تشخیص مالگذاری کیگئی ہو۔

اقسام محال۔ واضح رہے کہ محالات دو قسم کے ہوتے ہیں

اول منقسمہ یعنے جنہیں بٹوارہ مکمل ہوکر جداگانہ محال قائم ہوا ہو

دوم غیر منقسمہ جنہیں اراضی شاملاتی مقبوضہ مشترکہ جملہ حصہ داران

مندرجہ کہیوٹ کی ہو۔

محال غیر منقسمہ

تعریف جس محال میں شرکار مندرجہ کہیوٹ بالاشتراک ذمہ دار

مالگذاری کے ہوں۔ عام اس سے کہ اوس محال میں بٹوارہ نامکمل ہو

محال بطور چک بٹ تقسیم ہوا ہو۔ یا کل محال غیر منقسمہ شاملاتی ہو

ایسا محال واسطے اغراض شفعہ کے محال غیر منقسمہ سمجھا جائیگا۔

علاوہ اون اشخاص کہ جو کتاب کالکٹری میں بطور شریک محال کے لکھے

ہوں شرکار واسطے اغراض شفعہ کے جسب مراد واجب العرض

کے ہیں۔ (مقدمہ گنندھرب سنگھ بنام صاحب سنگھ انڈین لارپورٹ الہ آباد

جلد ۷ صفحہ ۱۸۴)

ایک مقدمہ میں یہ واقعات ظاہر ہوئی کہ ازروئے واجب العرض تین مواضع کے جو ابتدا اگر محال واحد میں داخل تھے۔ شرکا کو بصورت انتقال کے جو اشخاص غیر کے ساتھ کیا جائے۔ حق شفعہ حاصل تھا بعد ازاں ان مواضع کی تقسیم کامل عمل میں آئی اور محال ہائے جداگانہ بنائی گئے۔ بعد اسکے ازروئی دو بیعنامجات کے جو ۱۲ جنوری ۱۸۸۱ء کو تحریر ہوئے اور ۱۷ جنوری ۱۸۸۱ء کو رجسٹری ہوئی بعض شرکاء ابتدائی نے اپنے حصص واقع تینوں مواضع کو اشخاص غیر کے ہاتھ فروخت کیا۔ بوقت فروخت کے حصے دو موضع کی دخل مشتریان میں ازروئی رہن دخلی کے تھے۔ اور جو روپیہ رہن کا باقی تھا وہ زرثمن میں محسوب کیا گیا تھا حصہ تیسرے موضع کا بوقت بیع کے قبضہ میں دوسرے شخص کے بذریعہ رہن دخلی کے تھا۔ ۱۷ جنوری ۱۸۸۱ء کو اس شریک آخرالذکر نے نالش بنام بائعان و مشتریان واسطے نفاذ حق شفعہ کے ازروئے واجب العرض نسبت حصص مبیعہ موقوعہ تینوں مواضع کے دائر کی۔

تجویز ہوا کہ۔ باوجود تقسیم موضع محالات جداگانہ میں

یہ قیاس کرنا ضرور ہے کہ واجب العرض موجودہ بوقت تقسیم قائم تھی اور محالات جداگانہ سے متعلق ہے تاوقتیکہ یہ ثابت نہو کہ دوسری واجب العرض مرتب کی گئی ۔ (مقدمہ گوکل سنگھ بنام منو لال ۔ انڈین لارپورٹ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۷۷ ۔ ایضاً مقدمہ شیام سنگھ بنام امانت بیگم ۔ الہ آباد جلد ۹ ۔ صفحہ ۲۳۴)

محال منقسمہ

تعریف ۔ جو حصہ اراضی شاملاتی کا بٹوارہ مکمل کے ذریعہ سے سائل بٹوارہ کو ملے ۔ اور جو بطور محال جداگانہ کے قرار دیجائے اور جسکی جمع علیحدہ تشخیص کیجائے وہ محال منقسمہ ہے ایک موضع کے واجب العرض مین یہ اقرار باہم سٹرکار کے مندرج ہوا کہ اگر کوئی حصہ دارون مین سے اپنا حصہ فروخت کرے تو حق شفعہ قابل نفاذ ہے ۔ پہلے حصہ دار شریک کے ساتھ ۔ دوسرے حصہ دار تھوک کے ساتھ ۔ اور تیسرے حصہ دار گانون کے ساتھ ۔ بعد اسکے موضع کی تقسیم درمیان مین جداگانہ محال کے بطور بٹوارہ مکمل کے حسب ایکٹ مالگذاری

اراضی ممالک مغربی و شمالی نمبر ۱۹ سنہ ۱۸۷۳ع کے ہوئی - عدالت ہائی کورٹ سے تجویز ہوا کہ - اقرار نسبت شفع بعد تقسیم کے بھی نافذ رہا کیونکہ معنی لفظ دیہہ کے جسطرح سے کہ واجب العرض مین استعمال ہوئے ہین یہ ہین - کہ وہ ایک معین قطعہ اراضی ہے جسپر مکانات بنے ہون" اور اوس سے بالضرور غرض ایک ملکیت شاملات ایسی اراضی سے نہین ہے - اسلئے کہ بعد بٹوارہ کے ممکن ہے کہ کسیقدر شرکت حق مین ہوجائے - اور اور چیزون پر جملہ باشندگان الشرکت قابض ہون اور استعمال کرتے ہون - ہر شخص جو اندر قطعہ مذکور رہتا ہی اوسکا اوسمین حصہ ہے - اور اسلئے حسب مراد واجب العرض کے وہ حصہ دار خیال کیا جا سکتا ہے - (مقدمہ گوکل سنگھ بنام منولال انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۷ صفحہ ۷۷۳ - و مقدمہ شیام سندر بنام امانت بیگم - انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۲۳۴)

ملک اودھ

محال - ملک اودھ مین عام طور پر دو قسم کے محالات ہین اول محالات تعلقداری جن محالات کی جمع مشخصہ تعلقہ دار ادا کرتا ہے

عام اس سے کہ وہ بقبضہ مالکان ادنی یا ایسے ٹھیکہ داران کے ہوں۔ جنکا لگان بہ تجویز افسر بندوبست یا دوسرے حاکم ذی اختیار کے مقرر ہوا ہو۔ دوم محالات غیر تعلقداری جنکی مالگذاری کا بندوبست سرکار کے ساتھہ بلا واسطہ جداگانہ ہوا ہو اور پابند ایکٹ ۱۸۶۹ع کے نہوں۔ (سرکلر آرڈرس گورنمنٹ ان دی اودھ۔ ریونیو ڈپارٹمنٹ جلد اول حصہ دوم صفحہ ۶۲۔ باب اول قاعدہ ۵-۱-)

محال منقسمہ

واضح رہے کہ واسطے دعوی شفعہ کے ضرور ہے کہ جائداد متنازعہ اندر حدود ایسے محال غیر منقسمہ کے واقع ہو۔ ورنہ شفیع جو حصہ دار دوسرے محال منقسمہ کا ہے جسمین اراضی متنازعہ واقع نہیں ہے بموجب دفعہ ۹۔ ایکٹ ۱۸۶۷ع نافذہ ملک اودھ کے حصہ دار محال نسمجھا جائیگا۔ استحقاق شفعہ کسی حصہ دار محال منقسم کا بمقابلہ حصہ دار دوسرے محال منقسمہ کے بوجہہ واقع ہوجانے بٹوارہ مکمل کے ساقط ہوجاتا ہی۔ (فیصلہ مسٹر ینگ صاحب بہادر

جوڈیشل کمشنر اودھ بمقدمہ رائے جنتی - بنام شیخ میر محمد منفصلہ ۳۰ - اپریل [illegible]
عدالت صاحب جوڈیشل کمشنر اودھ سے ایک دوسرے مقدمہ
مین یہ تجویز ہوا کہ چونکہ یہ ظاہر ہے کہ بٹوارہ مکمل محال کا ہوگیا -
اور مدعاعلیہ نے قبضہ کل محال کا اپریل [illegible] مین بذریعہ اجراے ڈگری
کے پایا - لہذا بحث قبضہ واقعی کی اس مقدمہ مین کوئی وقعت
پیدا نہین کرسکتی - لہذا مد ۱۰ ضمیمہ ۲ - ایکٹ ۱۵ ۱۸۷۷ء
متعلق اسکے ہے (سلکٹ کیس نمبر ۱۲۶ [illegible]) بمقدمہ محبوب علی
بنام منشی ہسری پرشاد وشاہ میر خان - الہ آباد جلد ۴ صفحہ ۲۱۸
مقدمہ ناتھہ پرشاد - بنام - بلٹن رام کا حوالہ دیا گیا -

مد ۱۵ موضع

وہ رقبہ اراضی جنکی حدود بذریعہ پیمائش حد بست جداگانہ قائم ہوگئی
علامات سہ حدہ ولوتہ قائم ہوئے ہون اور جسپر جسپر کلکٹری
پرگنہ وار مین ایک نمبر جداگانہ ڈالا گیا ہو - وہ موضع ہے - عام
اس سے کہ اسمین داخلی مواضع شامل ہوے ہون یا نہوے ہون
واسطے اغراض شفعہ کے کوئی بحث متعلق موضع کے تعین کی [illegible]

بلکہ متعلق محال ہے - ملک اودھ مین بموجب دفعہ ۷ (الف) (ب) ایکٹ ۱۱ ۱۸۶۷ع فرض وجود حق شفعہ کا حسب ذیل ہے -

اگر خلاف اسکے وجود کسی رواج یا معاہدہ کا ثابت نکیا جائے تو ایسا حق چاہے درج کاغذات بندوبست ہوا ہو یا نہو موجود فرض کیا جائیگا -

(الف) گروہ شرکا رموضع مین چاہے وہ گروہ کسی صورت اسکا ہو اور اوسکو ملکیت اعلے حاصل ہو یا ادنی اور اون مقدمات مین جنکا حوالہ دفعہ ۴۰ - ایکٹ ۱۷ ۱۸۷۶ع مین کیا گیا ہے -

اراضی آبادی و مکانات مین جو اوسپر بنے ہون اور جملہ اراضی اور حصص اراضی مین جو اندر موضع کے ہون اور جملہ حقوق قابل انتقال مین جو ایسے اراضیات مین موثر ہون -

نوٹ

واسطے اغراض بحث شفعہ کے جو تعریف تصیہ سے جدا ہو - اوس قصبہ کو موضع خیال کرنا چاہیے - اور زیادہ مدار حق شفعہ کی بحث کا محال پر ہے - کیونکہ سوا ملک اودھ کے اور کہین بحث قصبہ

سے ضلع کی نہین ہے۔

شہر و قصبہ

مد ۱۶

تخصیص شہر و قصبہ کی صرف ملک اودھ کیواسطے ہے۔ بس کسی قصبہ یا شہر یا اوسکے کسی حصہ مین حق شفعہ کا ہونا فرض نکیا جائیگا لیکن اختیار ہوگا کہ اوس حق کا وہان ہونا ثابت کیا جائے۔ اور یہ بھی ثابت کیا جائے کہ حسب رواج مختص المقام کون لوگ اور کس حالت مین حق مذکور عمل مین لا سکتے ہین دفعہ ۸۔ ایکٹ ۱۸ سنہ ۱۸۷۶ء کتب مردم شماری ۱۸۸۱ء کے سیکشن ۱۷ مین بحوالہ قواعد منظور کردہ لوکل گورنمنٹ تعریف قصبہ کی یہ قرار دیگیئی تھی۔ وہ قصبہ ظاہر کرتا ہو (۱) ہر ایک مجموعہ گہرونکا جسکے باشندونکا شمار پانچہزار سے کم نہو۔ (۲) ہر رقبہ جسکے اندر ایکٹ ۲۰ سنہ ۱۸۵۶ء (چوکیداری ایکٹ) یا ایکٹ نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۷۳ء (میونسپل ایکٹ) نافذ ہے

۱ رقبہ سے مراد وہ حصہ زمین ہے جو گہرون یا اوسکے الحلق مین ہو

۲ وہ رقبہ ہے جو واسطے اغراض قوانین مذکور کے تو وہ بندی سے محدود کیا گیا ہو۔ یہ تصریح مزید کیگئی تھی اگرچند گانونکے

گھروں کا مجموعہ۔ ویسی شکل پر بنا کرے جو قصبہ کیواسطے مشروط ہے۔ اور مردم شماری بھی حسب تعداد مقررۂ بالا ہو تو وہ قصبہ ہے لیکن اگر مکانات دور دور ہوں اور ہر جہرمٹ کا مجموعہ ایسا ہو جسمین پانچہزار کی مردم شماری نہو۔ تو وہ قصبہ نہین ہے گو اون سب متفرق ٹکڑونکے نیزان مردم شماری پانچہزار سے زیادہ ہوتی ہو۔

نوٹ

واضح رہے کہ جنرل کلاز ز اکٹ نمبر ا سنہ ۱۸۶۸ء اور اکٹ تعریفات نمبر ا سنہ ۱۸۸۶ء کونسل ممالک مغربی و شمالی اودھ مین یا کسی دوسرے قانون نافذ الوقت مین کوئی خاص تعریف قصبہ یا شہر کی پائی نہین جاتی تھی کہ جس سے عام حدود امتیازی قایم ہوسکین اور اسوجہ سے بڑی دقت ہوئی تھی چنانچہ بڑی دقت سے سنسیز رپورٹ سے انتخاب مندرجہ بالا حاصل کیا گیا ہے۔ اب عدالتون کا یہ کام ہے کہ تنقیح مسئلہ مین اپنے تمیزی اختیار کو عمل مین لائین۔ اور دیکھین کہ حدود

موضع کے جیساکہ تعریف اوسکی عبارت ملحقہ بالا مین کیگیی ہے
کہانتک قصبہ کو محدود کرتے ہین - عرف عام مین کسی پوری
آبادی والے یا بہت سے گہرون والے موضع کو قصبہ کہنا
واسطے اغراض دفعہ ۸ ایکٹ ۱۲ سنہ ۱۹۲۲ء کے کافی نہین ہے
کیونکہ عرف عام پر مدار اصطلاح قانونی کا نہین کیا جاسکتا
ورنہ انگریزی زبان کی اصطلاح مین کلکتہ کو بہی ٹون اور
بمبئی کو بہی پریزیڈنسی ٹون کہتے ہین - لیکن الناس عرف عام
قانونی اصطلاح قائم نہین کرسکتا -

حصہ شکمی محال

حصہ شکمی محال کو عبارت انگریزی مین سب ڈویزن آف دی
ٹینور کہتے ہین - یعنے جس ملکیت کی حقیت ہو اوسکے
حصص شکمی - جیسے ایک محال کی پٹیان یا چک اور اونکے
اجزا یعنے کہیت وغیرہ - بنابر اغراض شفعہ کے حصہ داران
ایسے شکمی محال یا اونکے اجزا کے اوسی محال مین دوسری حصہ دار
کے مقابلہ مین شفیع ہونگے - لیکن ملک اودھ مین بموجب

دفعہ ۹ (الف) اکٹ ۱۳ ء ۱۸۷۶ء ترتیب قرابت کی ساتھہ بائع یا راہن کے شرط لازمی قرار دیگئی ہے - اور بمالک مغربی و شمالی بین واسطے اغراض شفعہ کے صرف حصہ دار محال غیر منقسمہ ہونا کافی ہے - عام اس سے کہ اوسکا نام درج جسٹر کلکٹر ہو یا نہو - (گندھرب سنگھہ - بنام - صاحب سنگھہ انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۷ صفحہ ۱۰۴ -)

نوٹ

واضح رہے کہ لفظ حصہ شکمی مستعملہ عبارت ملحقہ بالا سے وہ مالک شکمی یا وہ ملکیت شکمی اراضی کی مراد نہین ہے جسکی تعریف دفعہ ۳ - قاعدہ اول - اکٹ نمبر ۲۶ ء ۱۸۶۶ء مین کی گئی ہے

مد ۱۸ - مالک اعلی

ملک اودھ مین مالک اعلی سے مراد وہ تعلقہ دار ہے جو پابند اکٹ نمبر ۱ ء ۱۸۶۹ء کا ہے - یعنے جسکے تعلقہ کا بندوبست انگذاری براہ راست ساتھہ گورنمنٹ کے ہوا ہے اور جسکو اپنے تعلقہ مین حقوق کامل قابل انتقال حاصل ہین - واسطے اغراض

شفعہ کے ملک ودھ میں یہ خاص اصول قایم کیا گیا ہے۔
کہ بموجب دفعہ ۹ ایکٹ ۱۱ ۱۸۷۸ء اگر مستحقین قسم اول
ودوم وسوم میں سے کوئی نہو اور حقیت تبعیہ ملکیت
ادنی ہو (یعنے وہ ملکیت تابع ایکٹ نمبر ۲۶ ۱۸۶۶ء ہو)
تو مالک اعلے کو حق شفعہ بمقابلہ شخص اجنب کو حاصل ہوگا۔

دفعہ ۱۹ مالک ماتحت

یہ دفعہ بھی صرف ملک اودھ سے تعلق رکھتی ہے۔ جہان
تعلقداری محالات ہیں اور صرف اونہیں محالات میں جہان
ماتحت کا حق بموجب ایکٹ ۲۶ ۱۸۶۶ء قایم کیا گیا ہے۔
مالک ماتحت سے وہ مالک مراد ہے جسنے بموجب سرکلر
ارڈر نافذہ ملک اودھ کے دعویٰ کر کے حق مالکیت اپنا
اوپر تمام اراضیات کے جسکو اوسنے بذات خود یا بواسطہ اونکے
جنسے اوسنے میراث پائی ہو۔ (لیکن نہ محض ایسے استحقاق
سے جو بوجہ خدمتگذاری یا بطور رعایا تعلقدار کے عطا ہوا ہو)
کسی درجہ کا حق استقامت اندر میعاد کے بذریعہ ڈگری عدالت

بموجب قواعد مندرجہ ایکٹ ۲۶ و ۱۸۶۶ء قایم کرایا ہو۔
واضح رہے کہ ایسا مالک شکمی واسطے اغراض شفعہ کے بمقابلہ اور حصہ داران
محال کے ایک حصہ دار سمجھا جائیگا لیکن ممالک مغربی و شمالی مین اوس
حقکی بغرض دعوی شفعہ کوی تخصیص نہین ہے بلکہ ایسا حقدار
(اگر ہو) تو وہ بھی ایک حصہ دار ہے۔ مالک اودھ مین اکثر مدار
فیصلہ مقدمہ شفع کا۔ ایکٹ ۱۸ ۱۸۶۶ء پر کیا جاتا ہی۔ حال کے
ایک مقدمہ مین صاحب جوڈیشل کمشنر اودھ کے روبرو ایک
تازہ اور نازک بحث نسبت اقسام شفیعان کے پیش ہوی
واقعات مختصر یہ ہین کہ ایک مالک اعلے نے اپنا حق واقع محال
بیع کیا اور اوس محال مین چند برت وارثے جنکو حق ماتحتی حاصل تھا۔
چنانچہ حقداران مذکورین نے دعوی شفعہ کا دائر کیا۔ بحث طلب
یہ امر ہے کہ دفعہ ۹۔ ایکٹ ۱۸ ۱۸۶۶ء مین تصریح تین قسم کے شخاص
کی ہوی تھی کہ جنکو حق شفعہ پیدا ہی اور درصورت معدوم ہونے
ان تین حقداروں کے دفعہ مذکورمین ایک خاص اصول واسطے
ایسی حالت کے قائم ہوا ہی کہ جسوقت مین ایک جزو کسی محال

ماتحت داری کا بیع ہو اور کوئی شخص منجملہ اقسام سہ گانہ متذکرہ الصدر
کے واسطے خریداری کے آمادہ و موجود نہو۔ اوس حالت مین مالک
اعلے اکو حق مرجح حاصل ہوگا لیکن ایسا کوئی قاعدہ نہین بنایا گیا ہے
کہ جس سے بحالت بیع ہونے حقیت اعلے کے ماتحت دار کو حق
شفع پہونچ سکے۔ صاحب جوڈیشل کمشنر اودھ نے تجویز فرمایا
کہ حق شفع واسطے ماتحت دار کے قائم نہین ہوسکتا۔

(مقدمہ اشرف النساء وغیرہ مدعاعلیہم اپیلانٹ۔ بنام۔ پربھو زین وغیرہ
ریسپانڈنٹ منفصلہ ۱۶۔ اپریل ۱۸۸۰ء سلکٹ کیس نمبر ۱۴۰)

دفعہ ۲۰ حصہ دار

جس شخص کا نام بہ استحقاق ملکیت درج کھیوٹ یا واجب العرض
ہو عام اس سے کہ وہ اپنے اوس استحقاق ملکیت پر قبضہ رکھتا ہے
یا قابض نہو یعنے دوسرے حصہ دارونکی ساتھہ استحقاق حسابی
فہمی منافع کا رکھتا ہو۔ وہ حصہ دار ہے اور اوسکو بمقابلہ شخص
اجنبی کے استحقاق شفعہ کا حاصل ہے۔

واسطے اغراض شفعہ کے صرف اندراج کاغذات بندوبست کا

صحیح سمجھا جائیگا جبتک خلاف اوسکے ثابت نکیا جاوے۔

(دفعہ ۱۰۷ - ایکٹ ۱۷ - ۱۸۷۶ع)

ایک مقدمہ مین روبرو چارلس کری صاحب بہادر سابق جوڈیشل کمشنر اودہ کے یہ بحث پیش ہوئی تھی - کہ ایک فریق مقدمہ نے یہ عذر کیا کہ واجب العرض غلط مرتب ہوا ہے - کیونکہ اوسکا نام و دستخط اوسکی اوس واجب العرض پر بھی جو بطور چھٹی کے بندوبست مین بنایا گیا تھا - جو معمولی قواعد کی مطابق بعد صفائی کے چاک کرڈالا گیا - صاحب جوڈیشل کمشنر بہادر نے اس امر کا اعتراض کیا کہ واجب العرض صاف شدہ پر بھی دستخط حصہ داران کے خود اونکے قلم سے نبوانے ضرور تھے - لیکن اصول عام کے موافق جب اوس صاف شدہ و مجلد واجب العرض کو افسر مجاز نے تصدیق کیا ہے - تو بموجب عام قاعدہ بار ثبوت کے جو شخص متظلم اوسکی غلطی کا ہو - اوسپر فرض ہے کہ وہ غلطی کو ثابت کرے ورنہ اندراج مذکور صحیح تسلیم کیا جائیگا - (مقدمہ گلاب سنگھ - بنام - اجودھیا منفصلہ ۱۲ - دسمبر ۱۸۷۹ع)

الہ آباد ہائی کورٹ نے ایک مقدمہ مین طے فرمایا ہی (فل بنچ رولنگ) کہ اشخاص مشترک و غیر منقسم خاندان ہنود علاوہ اوس شخص کے جو کتاب کلکٹری مین مطبور مالک محال لکھا جاتا ہے ۔ شرکا واسطے اغراض شفع کے حسب مراد واجب العرض کے نہین (انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۷ صفحہ ۱۰۴)

واضح رہے کہ جو حقوق کسی خاص زمانہ یا مدت یا رعایت یا حق غیر مستقل چند روزہ پر مبنی ہون ۔ تو ایسا حقدار گو وہ کسی جزو اراضی یا حصہ محال پر بوقت بیع دوسری اراضی یا حصہ واقع محال کے قابض ہو ۔ تو بوجہ ایسے قبضے کے استحقاق نفاذ حق شفعہ کا نہ رکھیگا اور نہ وہ حصہ دار سمجھا جائیگا ۔

الہ آباد ہائی کورٹ نے ایک مقدمہ مین یہ فیصلہ صادر فرمایا ہی ۔ ہندو بیوہ کے ایسے قبضے مین حیاتی بعوض نان و نفقہ سے جو بذریعہ اجراے ڈگری عدالت کے ہوا وسکو ایسا حق حصہ مذکور مین حاصل نہین ہوتا ہی کہ نفاذ حق شفعہ بوقت بیع ایک دوسرے حصہ موضع مذکور کے کرا سکے

(انڈین لا رپورٹ الہ آباد مقدمہ لاکنوری بنام جسنکر ناتھ جلد ۷ صفحہ ۱۷)

دفعہ ۲۱ — حصہ دار محال

ظاہر ہے حصہ دار مندرجہ کاغذات بندوبست حصہ دار محال ہے
لیکن حسب التمیز کہ دعوی شفعہ فیمابین دو حصہ داران مندرجہ
کھیوٹ کے ہو اوس وقت مین یہ مسئلہ طے پایا ہے کہ جو حصہ دار اپنا حصہ
مشترک ساتھ مالک کے رکھتا ہو اوسکو بمقابلہ دوسرے حصہ دار محال کے حق
مرجح حاصل ہے - (مقدمہ مسٹر بجاون - بنام - محمدی حسین فیصلہ جارلس کری صاحب بہادر
جوڈیشل کمشنر اودہ منفصلہ ۱۷ - اپریل ۱۸۷۶ع)

ایک گاؤن کو حقیت کے پوشیدہ بیعنامہ خرید لینے سے خریدار از روی شرع
محمدی یا از روی شرائط واجب العرض کے اسطے اغراض شفعہ کے ایک ایسا
شریک نہین ہو جاتا کہ جس سے وہ اوس حق کی بنیاد پر جو اسطرح پر اوسنے حاصل
کیا ہو ایک ایسے حق شفع کو باطل کر سکے جو اور طرح پر ناقابل اعتراض ہو
اور جسکو ایک ایسی حصہ دار نے جسکا نام باضابطہ کاغذات مین درج ہو اور
جسکو کوئی اطلاع صریح یا بتعبیری استحقاق نامبردہ کی نہی پیش کیا ہو
اور نامبردہ نے ایک حقیت بحیثیت اصلی اوسکی اول مرتبہ خریدی پر ظاہر
کیا ہو (مقدمہ رام کمار کندو - بنام - میسکوین لا ارپورٹ انڈین اپیل جلد

تتمہ صفحہ ۷۴ کا حوالہ دیا گیا) (مقدمہ بینی سنگھ سلمٹ وغیرہ مدعاعلیہم بنام

جھپال بہادر سنگھ انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۴۸۰)

ایک مقدمہ حق شفعہ مین یہ بیان کیا گیا کہ شفیع اور بائع ایکہی ری موضع
مین چک دار ہین - بحث یہ تھی کہ آیا حق شفعہ بموجب واجب العرض
کے چک داران کو بھی حاصل ہے یا نہین - الفاظ شرط صاف اور اسکے
اثر کو پٹی داران پر محدود کرتے تھے - جس سے بخوبی معلوم ہوتا تھا
کہ منشا اس شرط کا یہ ہے کہ ہر صورت مین اشخاص غیر داخل نہون
اور عموماً چک دار زمرہ شرکار خاندانی مین داخل نہین ہوتا - گویہ
امر قابل تسلیم ہے کہ چکدار ایک مالک اندر محال کے ہے - مگر وہ
پٹی دار یا شریک محال کا نہین ہے - یہ امر کہ چک داران کا نام
کھیوٹ اور واجب العرض مین مندرج ہے - لیکن ایسا اندراج پٹی
دار نہین بناتا - کیونکہ پٹی دار شرکا ساتھہ دیگر پٹی داران کے ذمہ دار
ادائے مالگذاری سرکار مشخصہ محال کا ہے - اور غیر مشخصہ حصہ
محال مین اوسکو حقوق ہر بسوہ مین حاصل ہین - مگر کوئی حق جداگانہ
کسی خاص بسوہ مین نہین ہی - لیکن چکدار صرف اپنے حصہ مالگذاری کا

ذمہ دار ہے اور ایک خاص رقبہ کا مالک ہی او سکو کوئی حق اوس رقبہ سے باہر حاصل نہین ہوتا - تجویز ہوئی کہ شرائط واجب العرض جنکے ذریعہ سے حق شفعہ پٹی داران کو دیا گیا - ایسے چک دار سے متعلق نہین ہین جسکا کوئی حصہ بائع کے چک مین ہو - (مقدمہ مادھو سنگھ - بنام - سبحان علی - انڈین لاء رپورٹ الہ آباد جلد دوم کتاب ۱ انگریزی)

حصہ دار ہر ایک پٹی کا واسطے نفاذ حق شفعہ کے اوس پٹی مین نسبت حصہ دار دوسری پٹی کے حق فائق رکھتا ہے (مقدمہ مہراج سنگھ بنام بھیک لال ویکلی رپورٹ جلد اول صفحہ ۲۳۳ - ڈائجسٹ انڈین لاء کمینز جلد ۴ صفحہ ۳۴۷۵ - شفعہ نمبر ۳۵) -

ایک مقدمہ مین عدالت ہائی کورٹ الہ آباد مین یہ واقعات بیان ہوئے - کہ جزو کثیر اراضیات واقع ایک موضع کا تھوکون مین منقسم تھا - ہر تھوک مین ایک خاص مقدار اراضی مشتمل تھی - اور باقی - اراضیات بالاشتراک بموافق حقیت حصہ داران موضع کے تھین - واجب العرض میں شرط ذیل نسبت حق شفعہ کے درج تھی - ہر ایک حصہ دار کو اپنے حق او رحصہ کی انتقال

سکو نسکا ہر طرح سے اختیار حاصل ہو مگر اول اپنی حقیت اپنے بھائی بھتیجوں کے ہاتھ جو حصہ دار ہوں - اور بصورت انکار اونکے دیگر مالکان تھوک کے ہاتھ منتقل کریگا - تجویز ہوا کہ الیسی شرط جو مشعر نفاذ حق شفعہ منجانب حصہ دار ایک تھوک کے بموجب واجب العرض نسبت حصہ ایک دوسرے تھوک کے وائر ہوئی کہ اسوجہ سے کہ مدعیہ بشمول جملہ حصہ داران تھوک ہائے مختلف کے حصہ دار اراضیات شاملاتی میں ہے - وہ حصہ دار بائع کے تھوک کی نہیں ہوسکتی اور اس واسطے مدعیہ کو کچھ حق شفعہ از روئے واجب العرض کے حاصل نہیں ہے - (مقدمہ میارام - بنام - بچھو - انڈین لاء رپورٹ الہ آباد جلد دوم صفحہ ۶۳۱)

جبکہ کوئی اراضی جزو کسی پٹی واقع محال پٹی داری بمطالبہ جرائد گزاری نیلام کیجائے تو دعوی حق شفعہ کا منجانب پٹی دار بموجب شرائط مندرجہ دفعہ ۱۷۷ - اکٹ نمبر ۱۹ سنہ ۱۸۷۳ع اور دفعہ ۱۸۸ - اکٹ نمبر ۹ سنہ ۱۸۷۲ع کے قائم ہوسکتا ہے - (مقدمہ نرائن سنگھہ بنام محمد فاروق انڈین لاء رپورٹ الہ آباد جلد اول صفحہ ۲۷۷ -)

جماعت شرکاء دیہہ

دفعہ ۲۲

جماعت شرکاء دیہہ کا انگریزی ترجمہ (ویلج کمیونٹی) ہی ایکٹ ۱۸ ۱۸۷۶ء (نافذہ ملک اودھ) کے بعض اردو ترجمہ مین غلط ترجمہ اسکا (جماعت دیہی) تحریر ہوا ہے - جس سے یہہ اشتباہ پیدا ہوتا ہے - کہ گانو کا ہر باشندہ (مثلاً نائی و دھوبی وغیرہ) استحقاق شفعہ رکھتا ہی لیکن صحیح ترجمہ اسکا (جماعت شرکاء دیہہ ہے) اسلیئے کہ جو شخص حصہ دار نہین ہے - گو وہ باشندہ دیہہ ہو - بمقابلہ حصہ دار کے حق شفعہ قائم نہین کر سکتا ہی - تعریف محال مین بحوالہ فیصلہ مسٹر ینگ صاحب بہادر جوڈیشیل کمشنر اودھ کے - ہم یہ تحریر کر چکے ہین کہ بعد بٹوارہ مکمل کے جو محال بنایا گیا ہو - وہ واسطے اغراض شفعہ کے ایک محال سمجھا جائیگا - اور جائداد مبیعہ متنازعہ نالش شفعہ سے حاصل کرنے مین دوسرے محال کا حصہ دار یا مالک شخص اجنبی کی حیثیت رکھتا ہی اب یہ امر بھی صفائی سے طے ہو گیا کہ جس محال مین جائداد متنازعہ نالش شفعہ واقع ہو اگر شفیع محض باشندہ دیہہ ہو اور کسی قسم کا حق

اوس محال مین نہ رکھتا ہو تو ایک ممبر ویلیج کمیونیٹی کا نسمجھا جائیگا۔ اور
اوسکو بمقابلہ حصہ دار کے حق مرجح حاصل نہوگا (جوڈیشل کمشنرس سی ایکٹ
کیس نمبر ۱۲۲۔ مقدمہ بہود سنگھ۔ بنام۔ تھما سنگھ)

اگر واجب العرض مین یہ شرط ہو کہ کوئی شریک بغیر مرضی دوسرے
شرکا کے کوئی حصہ جائداد کا بیع یا اور طرحسے منتقل نہ کریگا تو ایسی
صورت مین محض اُس شرط پر کسی شریکدار کو دعوی حق شفعہ نہین
پہونچتا اور نہ محض اس بنیاد پر ڈگری حق شفعہ کی صادر ہوسکتی ہے
ہان اگر بیع بغیر مرضی شریکدار کیگئی تو شریکدار سند کو اوس بیع کی منسوخی
کا دعوی کرسکتا ہے۔ (مقدمہ گیادین بنام رام شہل وغیرہ آگرہ رپورٹ جلد سوم صفحہ ۱۰۱)

باب سوم
اظہار حق شفعہ
مد ۲۳ پیش کرنا زرثمن کا

بموجب شرع محمدی کے و نیز مطابق اصول قانون کے شفیع پر فرض ہے
کہ وہ اپنے حق شفعہ کو بفور سننے خبر بیع کے جہانتک جلد ممکن ہو و
اپنے مطالبہ حق کو بالع یا مشتری یا شئے مبیعہ پر ظاہر کرے بموجب

گواہون کے اور ایسا بیان یا اظہار یا مطالبہ ایک ہی وقت مین ہونا چاہیے شفیع پر فرض ہے کہ وہ روبرو گواہون کے یہ ظاہر کرے۔ کہ اوسنے بروقت سننے خبر بیع کے فوراً اظہار اپنے حق کا کیا کسی مقدمہ شفعہ مین اسکا ثابت کرنا لازمی نہین ہی کہ زرثمن واسطے خرید جایداد متدعویہ کے پیش کیاگیا تھا بلکہ اسقدر ثابت ہونا کافی ہی کہ شفیع اسقدر بیان کرے کہ وہ اوسقدر روپیہ دینے کو موجود ہے جو عدالت واسطے جائداد کے ایک قیمت مناسب قرار دیگی۔ مذہب اہل سنت مین۔ حق شفعہ بذریعہ ایک یا چند حصہ دارون کے منجملہ جمعیت حصہ دارون کے قائم ہوسکتا ہی۔ (مقدمہ نندو پرشاد ٹھاکر بنام گوپال ٹھاکر۔ انڈین لارپورٹ کلکتہ جلد دہم صفحہ ۱۰۰۸) مقدمہ ہیرالال بنام سورت لال ویکلی رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۳۰۷)

ملک اودھ

بموجب دفعہ ۱۳ (ب) ایکٹ ۱۸ سنہ ۱۸۷۶ء کے زرثمن دینی کیواسطے کہا جائے۔ سرآئینہ روپیہ کا پیش کرنا ضرور نہین ہے لیکن اسپارکس صاحب بہادر سابق جوڈیشیل کمشنر اودھ نے سلکٹ کیس

نمبر ۲۵ مین یہ اصول قرار دیا ہی کہ جو اشخاص دعوی شفعہ کا
عذر رکھتے ہون - اونپر فرض ہے کہ جو قیمت نوٹس مین لکھی ہو وہ اسکو اندر
تین مہینہ کے پیش کرین - اگر نہ پیش کرینگے تو بموجب دفعہ ۱۱ ایکٹ
بعد انقضاء مذکور کے دعوائے شفعہ سے محروم ہو جائینگے - اور جب
ایسا نوٹس نہ دیا گیا ہو - تو دفعہ ۱۱ متعلق نہوگی - اور ایسا نوٹس
لازم نہین ہی کہ ہر شفیع پر تعمیل کیا جائے - بلکہ ایک قطعہ نوٹس کا بذریعہ
عدالت موضع کے منظر عام یا چوپال مین آویزان کیا جانا کافی ہے

مد ۲۴ اشہاد و طلب بالمواثبت

بموجب شرع محمدی کے رسم طلب اشہاد (یعنے اظہار حق روبرو
گواہون کے) عمل مین لانا شفیع پر اختیاری ہے کہ وہ صرف خریدار ہی
سے اپنی حق کا اظہار کرے - اگر خریدار نے قبضہ نپایا ہو (مقدمہ
جہانگیر محمد بنام محمد راجد - انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد پنجم صفحہ ۵۰۹) - و کلکتہ
جلد دہم صفحہ ۳۸۳)

بیلی صاحب کی ڈائجسٹ شرع محمدی مین بصفحہ ۴۸۱
بطور اصول قانون کے یہ عبارت مندرج ہے وہ طلب مواثبت

سے یہ مراد ہے کہ جب کوئی شخص مستحق شفعہ کا ہو اور خبر بیع کی
سُنے تو اوسکو دعوی اپنے حق کا اوسی وقت اور فوراً کرنا چاہیے
(گو وہان کوئی شخص اوسکے پاس ہو یا نہو) اور جب وہ بلا کرنے
دعوی حق کے خاموش رہجائے تو وہ حق جاتا رہتا ہے،، بعد اس
عبارت کے مثال اوس شخص کی بیان کی گئی ہے جو ایک خط کو پڑہتا ہو
جسکے شروع مین یا درمیان مین خبر بیع کی لکھی ہو - اگر وہ خط کے
ختم ہونے تک ٹھہر جائے اور طلب مواثبت نکرے تو حق شفعہ جاتا
رہتا ہے - اوسی کتاب کے صفحہ ۴۸۴ - مین تحریر ہے وہ کہ طلب
مواثبت اول ضروری ہے اور بعد اوسکے طلب اشہاد ہے -
اگر بوقت عملمین لانے طلب مواثبت کے موقع بلانے گواہونکا
نہو - مثلاً جبکہ شفیع بوقت پانے خبر بیع کے - بائع اور خریدار
اور اراضی کے پاس موجود نہو - لیکن اگر شفیع نے ایسی کسی کے
سامنے خبر بیع سُنی ہو - اور گواہون کو بہ تصدیق طلب مواثبت
جمع کیا ہو تو یہ امر دونو شرطون کے لئے کافی ہوگا - اور دوسری
شرط کی تعمیل کی ضرورت نہوگی - ایک مقدمہ مین مصنف نے یہ تجویز

صادر کی۔ کہ مدعی مستحق کامیابی نہیں ہے۔ کیونکہ وہ حسب حکم شرع محمدی طلب مواثبت بجا نہیں لایا۔ منصف نے اپنی تجویز میں یہ لکھا ہے۔ وہ مدعی اپنی عورت سے بیع ہوجانیکی خبر سُننے پر اپنے مکان کے اندر گیا۔ صندوق کھولا معبیعہ نکالے۔ گواہونکو بلایا۔ اراضی مبیعہ پر گیا۔ اور وہان باواز بلند یہ کہا۔ کہ مجھکو حق شفعہ خریداری کا نسبت اراضی مذکور حاصل ہے اور مین اوس حق کو حاصل کرتا ہون۔ مدعا علیہ بنا زرثمن واپس کرلے اور اراضی میرے حوالے کردے۔ مدعا علیہ نے روپیہ لینے سے انکار کیا۔ اوسپر مدعی مع گواہون کے اوس مقام پر گیا جہان بایع رہتا تھا۔ اور وہان بھی شرط طلب اشہاد کو بجا لایا۔ پس ظاہر ہے کہ مدعی نے جایداد کے بیع ہونیکی خبر پاتی فوراً دعوی نہیں کیا یعنے وہ شرط طلب مواثبت کو بجا نہیں لایا۔ ہائیکورٹ کلکتہ نے منصف کی رائے کی تائید کی اور یہہ تجویز کیا کہ از روئے شرع محمدی کے ہماری دانست میں مقدمہ ہذا مین مراتب قانونی کی تعمیل نہیں ہوئی (مقدمہ ذلفقار خان بنام ذربیان انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ہشتم صفحہ ۳۸۲)۔

شرع محمدی کتاب اہل سنت (نور الہدایہ شرح وقایہ جلد چہارم باب طلب شفعہ صفحہ ۸۰) میں تحریر ہے کہ شفعہ میں تین طلب ضروری ہیں۔ پہلے یہ کہ شفیع کو جب بیع کی خبر پہونچی مجلس علم میں شفعہ کو طلب کرے ایسے الفاظ سے۔ جس سے طلب شفعہ کی سمجھی جائے۔ مثلاً یوں کہے کہ میں نے شفعہ طلب کیا۔ یا میں طالب ہوں شفعہ کا۔ یا میں طلب کرتا ہوں شفعہ کو۔ (یہ مختار ہے کرخی کا) اور بعضوں کے نزدیک ضرور ہے کہ جسوقت خبر شفیع کو پہونچے اوسوقت طلب شفعہ کی کرے۔ اگر ذری دیر بھی چپ رہے گا تو شفعہ اوسکا باطل ہوگا (جیسا کہ در المختار میں ہے) اور مختار کرخی اصح ہے۔ کیونکہ **مواثبت** کے معنی ہیں کودنا۔ اور اوچھلنا۔ یعنے یہ طلب غایت تعجیل کی ہے۔ گویا شفیع کودتا ہے۔ اور شفعہ طلب کرتا ہے کذا فی الاصل۔ **طلب اشہاد** سے مراد۔ اظہار حق شفعہ پر گواہ طلب کرنا اسطور پر کہ شفیع گواہ کرے عقار پر جاکر یا اوس شخص کے پاس جنکے قبضہ میں وہ عقار اوسوقت ہو وے خواہ بائع ہو یا مشتری۔ پس کہے کہ فلاں شخص نے اس گھر کو خریدا ہے اور میں اسکا

شفیع ہون اور تحقیق کہ مین نے شفعہ طلب کیا تھا اور اب بھی طلب
کرتا ہون - گواہ رہو شہادت پر - اور اگر یہہ بھی ممکن نہو تو ایک قاصد
یا خط بھیجدیوے -

طلب بذریعہ استغاثہ یا پیش قاضی کے -

عرضیح رہے کہ یہہ آخری طلب وہ ہے - کہ جسکا نفاذ بذریعہ نالش
کیا جاتا ہے ہر آئینہ یہ استغاثہ بھی طلب حق شرعی ہے -

مد ۲۵ اطلاعنامہ بنام حصہ داران

بموجب دفعہ ۱۰ - ایکٹ ۸ شنہ ۱۸۶۵ع یہ امر ضروری قرار دیا گیا ہے
کہ جب کوئی شخص ایسے حقیت بیع کا قصد کرے یا ایسی حقیت
کی ہبیات کا ارادہ کرے جسمین اشخاص کو حق شفعہ کا حاصل ہو وہ
شخص ایسے اشخاص مستحق کو اوس نیت سے مطلع کریگا جو بابت ایسے
رہن کے واجب الادا ہو (جیسی صورت ہو) ایسی اطلاع اوس عدالت
کے ذریعے سے دیجایگی جسکے حدود علاقہ حکومت کے اندر کل یا جزو
جائداد واقع ہو اور ایسی اطلاع کافی سمجھی جائیگی - اگر اطلاعنامہ چوپال
یا دیگر مقام عام موضع یا شہر جسمین جائداد واقع ہو چسپان کر دیا گیا ہو

(دفعہ ۱۰۔ اکٹ ۱۸۸۳ء) مسٹر اسپارکس صاحب جوڈیشل کمشنر اودھ نے اس مسئلہ کو بہت واضح طور سے سلکٹ کیس نمبر ۲۵ مین تحریر فرمایا ہے۔ اور یہ تحریر فرمایا ہے کہ مدعی شفیع اسکا پابند نہ تھا کہ وہ زر ثمن پیش کرتا جبتک کہ بائع نوٹس دفعہ ۱۰۔ اکٹ ۱۸۷۶ء ۱۶ اودھ جاری نکرتا۔ لہذا شفیع کو بنائے نالش بموجب دفعہ ۱۳ ضمن الف اکٹ مذکور کے حاصل ہے۔ لیکن ایسا نوٹس لازم نہین ہے کہ ہر شفیع پر تعمیل کیا جائے۔

مسٹر ینگ صاحب بہادر جوڈیشل کمشنر حال نے سلکٹ کیس نمبر ۱۲۱ مین اجرائی نوٹس دفعہ ۱۰ کو ضروری خیال فرمایا ہے۔ جیسا کہ عبارت ذیل سے واضح ہے (سلکٹ کیس نمبر ۱۲۱۔ مقدمہ شیو دت مدعی اپیلانٹ بنام شیو دیال و رام چرن رسپانڈنٹ دعوی حق شفعہ) مین اس اپیل کے منظور کرنے مین مجبور ہون۔ میرے نزدیک جبکہ قانون یقینی طور سے ظاہر کرتا ہے کہ واسطے تکمیل ایک امر خاص کے ایک خاص ضابطہ کا عمل مین لانا ضروری نہین۔ ایسی حالت مین عدالتونکو کوئی اختیار نہین ہے کہ ایسے ضابطہ کا فروگذاشت کر نا روا رکھین

دفعہ ۱۔ اکٹ ۱۹۱۱ء میں یہ امر قانوناً صاف کر دیا گیا ہی کہ جب
کوئی شخص کسی ایسی جائداد کو بیع کرنا ہو یا بعیبات کرانا رہن کا تجویز
کرے کہ جسمیں کوئی شخص حق شفعہ رکھتا ہو تو اوسکو ضرور ایسا نوٹس
دینا چاہیے۔ کہ جسمیں وہ (۱) اپنا ارادہ ظاہر کرے (۲) تعداد
قیمت یا زر رہن تحریر کرے۔ اس مقدمہ میں یہ امر مسلمہ ہے کہ نوٹس
محکومہ دفعہ ۱ اجاری نہیں کیا گیا۔ مگر مدعا علیہ ریسپانڈنٹ یہ بیان
کرتا ہی کہ مدعی اپیلانٹ کو پوری اطلاع بیع متنازعہ کی تھی میرے
نزدیک اوسکی آگاہی یا خواہش اطلاع کی اس مقدمہ میں بحث طلب
نہیں ہی بلکہ اس مقدمہ میں بحث طلب یہ ہی کہ بایع نے ایسا
نوٹس حسب طریقہ مندرجہ قانون دیا یا نہیں دیا۔ یہ امر ظاہر
ہی کہ بائع نے ایسا نہیں کیا۔ پس ایسی حالتمیں عدالت کو کوئی
اختیار نہیں ہے کہ ایسی علانیہ ضابطہ کی گریز کو معاف کرے۔
اپیل منظور کیا گیا مع خرچہ۔ الہ آباد ہائی کورٹ نے مستحق شفعہ
پر بھی اسقدر ضروری قرار دیا ہی کہ جب شفیع کو اپنے حق شفعہ
پر اصرار ہو تو اوسکو لازم ہی کہ بجائے خاموش رہنے کے وہ اوسی قیمت

پر ایک میعاد معقول کے اندر خرید کرنیکو طیار ہو اور جب یہ خبر ہو
کہ غیر وں سے گفتگو بیع کی ہو رہی ہی تو اوسکو چاہیئے کہ فورًا
بائع سے مراسلت کرے۔ اور یہ ظاہر کرے کہ اوسکو حق مرجح خرید کا
ہی۔ اور دانستہ ایسے فرض کے فروگذاشت مین یہ خیال کر لیا
جائیگا کہ اوسنے اپنے حق شفعہ سے دست برداری کی۔

(انڈین لارپورٹ الہ آباد جلد ہفتم صفحہ ۲۲ - مقدمہ بہیر دن سنگھ بنام لالمن)

ایک موضع کے واجب العرض مین یہ شرط تھی کہ ہر ایک حصہ دار
کو جو اپنے حصہ کو فروخت کرنا چاہیئے۔ لازم ہے کہ قبل اسکے کہ وہ
اوسکو کسی شخص غیر کے ہاتھ بیچے۔ دوسرے حصہ داران سے
اوسکی خریداری کے لئے کہے۔ اور یہ بھی شرط تھی کہ بحالت بیع
بدست کسی حصہ دار کے قیمت جو ادا کیجائے اوسکا حساب بلحاظ
اوس قیمت کے لگانا چاہیئے جسپر کوئی خاص حصہ ۱۸۷۶ء مین فروخت
ہوا تھا۔ ایک حصہ دارنے بلا اسکے کہ دوسرے حصہ داروں سے
اوسکی خریداری کیواسطے کہے۔ اپنے حصہ کو تیسرے شخص کے
ہاتھ اوس قیمت سے زیادہ پر جو حسب تحریر مذکورہ بالا ادا کی گئی

فروخت کیا ایک شریک نے بائع اور مشتری پر نالش حق شفعہ کی دائر
کی اور مدعی نے اوس روپیہ کے ادا کرنے پر جو موافق شرط واجب
العرض حساب کرنے سے ہو دعوی بیع سے مستفید ہونیکا کیا۔
اجلاس کامل سے یہ تجویز ہوئی کہ واجب العرض کی شرط نسبت
ادا کئے جانے قیمت حصہ کی اراضی کے نسبت باوجود اوسکی فروخت
کے واجب التعمیل ہے اور حصہ دار خرید کرنے حصہ کا قیمت طی شدہ
پر قبل اسکے کہ وہ کسی اور شخص کے ہاتھ بیچا جائے مستحق ہے۔
اور بحالت بیع کرنیکے کسی شخص غیر کے ہاتھ اوسکو اختیار ہے
کہ وہ بایع اور مشتری سے اوس قیمت کے ادا کرنے پر اوسکے
دینے کیواسطے کہے۔ اور اگر غیر شخص مشتری نے اوس سے
زیادہ دیا ہو جو موافق واجب العرض کے واجب الادا ہو تو وہ
بائع سے مستحق اوسکے دلا پانیکا ہے (مقدمہ کریم بخش خان بنام ہولاسی دی
انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ششم صفحہ ۱۰۴)
اس غرض سے کہ کوئی حصہ دار مستحق اظہار حق شفعہ کا بربنائے
واجب العرض کے ہو یہ امر بطور ایک شرط ما قبل اظہار اوس شخص کے

ضروری ہے کہ معاملہ بیع ایک حصہ کا ساتھہ ایک شخص اجنبی کے
ہو چکا ہو - اور یہ قیمت شخص اجنبی کے ساتھہ منجانب حصہ دار
فروخت کنندہ کے طے ہوگئی ہو - پس جس طریقے پر کہ دعوے
شفعہ زائل ہو سکتا ہے - وہ صرف یہ ہے کہ یہ ثابت کیا جاوے کہ
اطلاع صاف و صریح اوس حصہ دار کو جو دعوی شفعہ قائم کیا چاہتا ہے
نسبت اوس بیع کے جسکا منعقد ہونا منظور تھا اور نسبت اوس
قیمت کے جسکا ادا ہونا منجانب شخص اجنبی کے قرار پایا تھا -
دیگئی تھی اور حصہ دار مذکور سے اوس قیمت پر لینے کے لئے درخواست
کی گئی تھی اور اوسنے خریداری سے انکار کر دیا تھا - درحالیکہ
وہ فروخت جسکے ہاتھہ دعوی شفعہ پیدا ہوا صاحب کلکٹر نے
بطور مہتمم کورٹ آف وارڈس کے کی تھی - اور قبل فروخت کرنے
جائداد کے صاحب کلکٹر نے ایک اشتہار معرفت تحصیلدار کے جاری
کیا تھا - کہ جس سے کل حصہ دارونکو یہ اطلاع دیگئی تھی کہ جائداد فروخت
کیجاتی ہے - اور جن حصہ دارون کا ارادہ خریداری کا ہو وہ درخواست
کرین تجویز ہوئی کہ اشتہار مذکور ایک اطلاع بقدر صاف و صریح اوس

کے نہین ہے جسکا معاملہ تحت شخص اجنب قرار پایا تھا۔ اور جسکا عمل مین آنا بدست اوسکے مقصود تھا کہ جس سے اون حقدارونکو کہ جنہون نے درخواست خریداری نہین کی بعدازان اپنے حقوق شفعہ کا ظاہر کرنا ممنوع ہوجاوے (مقدمہ سوہاگی وغیرہ بنام محمد اسحٰق وغیرہ۔ انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۶ صفحہ ۴۶۳)

نوٹ۔ (منجانب مولف) طریقہ اجرائے نوٹس کا بہت مفید طریقہ ہے گو لازمی نہو۔ تاہم اوس حجت عظیم کے روکنے کو بہت ضروری ہی۔ جیساکہ اکثر مقدمات مین شفیع کیجانب سے۔ فرضی یا حد سے زیادہ قیمت درج بیعنامہ ہونیکا عذر کیا جاتا ہے

مد ۲۶

باب چہارم
وجود حق شفعہ

باب اول مد ۶ مین یہ قاعدہ مفصل بیان ہوچکا ہی کہ کونسی جائداد کے انتقال مین حق شفعہ قائم ہوسکتا ہے۔ ممالک مغربی و شمالی مین عام طور پر حق شفعہ بہ تبعیت شرائط واجب العرض کے قائم کیا جاتا ہی۔ اور ملک اودھ مین وجود حق شفعہ دفعات ۷ و ۸

ایکٹ ۱۸۷۶ء میں محدود کر دیا ہے۔ چنانچہ باب اول مد ۹
و باب دوم میں پوری تصریح اسکی کیگئی ہے مکرر اعادہ اوسکا
غیر ضروری ہے۔ لیکن یہ اصول وجود حق شفعہ کا ملحوظ رکھنا
چاہیے۔ کہ حق شفعہ ہمیشہ متعلق بیع جائداد غیر منقولہ سے ہوتا ہے
نہ منقولہ سے۔ عام اس سے کہ وہ بیع رضامندی بائع اور مشتری
سے مسترد ہونیوالی بھی ہو۔ کیونکہ بموجب تمام اصول شفعہ
کے جب ایکمرتبہ بیع واقع ہو جاتی ہے۔ تو وجود حق شفعہ کا قائم
ہو جاتا ہے۔ گو مشتری بائع کو بیعنامہ واپس کردے۔
یا دوسرا بیعنامہ تحریر کردے لیکن حق شفعہ پر ایسی واپسی بیع
یا تجدید بیع کو کوئی اثر نہوگا (دیکھو ڈائجسٹ بنگال لا رپورٹ
کالم ۵۲۴ - مقدمہ سید محمد بنام رادہاچرن بوبا جلد ۴)

AC صفحہ ۲۱۹

اگر واجب العرض میں یہ صاف صاف درج ہو کہ قاعدہ حق شفعہ کا
اوس گانون میں صرف مابین میعاد بندوبست جاری رہیگا۔
تو اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ بعد میعاد بندوبست بھی وہ

جاری رہیگا۔ الا اسکی نسبت تحریر خاص واجب العرض مین ہو یا فریقین نے اپنے معاہدے سے شرائط واجب العرض کو بعد میعاد بندوبست بھی جاری رکھنا قبول کیا ہو (مقدمہ رتن سنگھ بنام امراؤ سنگھ الہ آباد ہائی کورٹ رپورٹ جلد ۴ صفحہ ۱۳۰)

ملک اودھ مین قصبات اور شہرون مین بموجب دفعہ ۸ ایکٹ ۱۸۶۶ء وجود حق شفعہ کا محصول رواج مختص المقام اور خاص گروہ اور خاص حالت پر ہے۔ لیکن ہمیشہ ایسے رواج کے ثابت کرنیکو عمدہ اور معتبر شہادت درکار ہے جسکا تجویز کرنا مجوز مقدمہ کی اختیار تمیزی پر محول ہے جسکو ہم باب دہم مین تحریر کرین گے۔

مد ۲۷ رواج قومی یا مقامی

دفعہ ۵ دفعہ ۷۔ ایکٹ ۴ ۱۸۷۲ء متعلق عدالت ہائی پنجاب مین یہ صاف درج ہے کہ رسم و رواج متخاصمین مقدمہ پر (اگر وہ رسم و رواج اصول انصاف کے خلاف نہو یا جسکو قانون حکومت نے منسوخ نکر دیا ہو) عمل کرنا چاہیے اور اسیطرح پر

دفعہ یکم قانون معاہدہ یعنے ایکٹ نمبر ۹ سنہ ۱۸۷۲ع مین اول و سوم کی
پابندی جائز کی گئی ہے جو ایکٹ کے منشا صریح کے خلاف نہیں دفعہ ۱۱
ایکٹ مذکور مین بھی رواج پر لحاظ رکھنا جائز کیا ہے۔ فیلڈ صاحب نے
اپنی کتاب لاجواب شرح قانون شہادت مین نہایت خوبی کے ساتھ
بیان کیا ہے کہ دفعہ ۴ بنگال ریگولیشن نمبر ۱۱ سنہ ۱۸۲۵ع مین یہ حکم درج
ہے کہ جب کبھی کوئی صاف اور صریح رواج نسبت اراضی دریا برد
اور دریا برآمد کے مدت مدید سے جسکی ابتدا یاد سے باہر ہو۔
بغرض انفصال اور تجویز حقوق مالکان اراضیات ملحقہ کے
جسکو ایک دریا ایک دوسرے سے علیحدہ کرتا ہو جاری ہو۔
تو ایسا رواج تمام ان نزاعوں کے تصفیہ کرنے میں جو کہ نسبت
اراضی دریا برد اور دریا برآمد مابین ان فریقین کے ہون جنکی کہ جائداد
اوس رواج کی مطیع و متعلق اور حاوی ہوگا۔ اور فیصلہ ایسے مقدمات
کا حسب رواج مذکور قرار پاویگا۔
ضمن ۵ - دفعہ ۴ - قانون مذکور مین یہہ حکم ہے کہ وہ نزاعین
جو کہ نسبت ایسی اراضی کے ہون جبکہ دریا برآمد سے حاصل ہوئی ہون اور

جسکا کہ قانون مذکور مین کوئی صریح ذکر نہین ہے۔ عدالتین اوس اعلی شہادت کی جو اونکو بہم پہنچ سکین پابند ہونگی۔ جبکہ کوئی نزاع ایسے رواج خاص سے متعلق ہو۔ اور اگر نہو تو عدالتین موافق اصول عدل اور انصاف کے عمل کرین۔

رواج تجارتی

نسبت رواج تجارتی کے پریوی کونسل نے یہ تجویز کیا کہ ثبوت رسم و رواج تجارتی کے لئے ضرورت ایسے قدامت اور شرائط کی اور قسم کے رسمون کے لئے ضروری ہین۔ چندان محتاج الیہ نہین ہے کیونکہ جب تک رواج پورے طور پر قائم نہو چکا ہو۔ بلکہ قائم ہونے کی حالت مین ہو اور جب تک کہ وہ رواج اسقدر مشہور اور معروف نہوجائے کہ ہر معاہدہ کو اوسکے مطیع سمجھین۔ تب تک شہادت سر ایسے حالت کی لیجائیگی کہ جب اوس رواج پر عمل ہوا ہو (مقابلہ کرو شرط پنجم دفعہ ۹۲ قانون شہادت) شرح صدرلینڈ صاحب پریوی کونسل ججمنٹس صفحہ ۳۵۷)

رواج مقامی کے تصفیہ کرنیمین عدالتونکو محض شہادت زبانی پر

انحصار فیصلہ کا تکمنا چاہیئے بلکہ جس مقام متعدد طریقون کا رایج ہونا
بیان کیا جاوے تو ہر ایک طریقے کو بطور ایک تنقیح جداگانہ کے تحقیقات
کرنا چاہیے اور شہادت زبانی جو بنسبت وجود ایسے رواجون کے پیش
کیجاوے اوسکو بدریافت وجوہ رائے شہادت دہندون کے جانچنا
چاہیئے یعنے نسبت واقعہ مظہرہ کے کن وجوہ سے وہ اپنی رائے قایم
کرتے ہین ۔ بہترین ثبوت وجود رواج کا وہ معاملات ہین جنمین اوس
رواج پر عمل کیا گیا ہو ۔ اور وہ دستاویزی شہادت ہے جسکا عملدرآمد ہوا ہو
پس ایسی شہادتون سے رواج کا وجود یقین کرنا چاہیئے ۔
(مقدمہ لچھمین رائے بنام اکبرخان انڈین لارپورٹ الہ آباد جلد اول صفحہ ۴۴۰)

مد ۲۸　　رواج حق چہارم

چونکہ ملک اودہ مین و نیز بعض اضلاع ممالک مغربی و شمالی مین یہ طریقہ
رواج کے درجہ پر قایم ہی کہ رعایاے موضع اگر اپنا مکان بیچتی ہی تو زمیندار کو
زرقیمت مین سے ۔ چہارم وصول کرتا ہی ۔ ہائی کورٹ الہ آباد مین ایک
مقدمہ مین یہ بحث کیگئی کہ اس رواج کو اوس بیع پر بھی اثر رکھنا چاہیئے
جو بنام زرنیلام صیغہ اجراء ڈگری سے بذریعہ عدالت کے ہوتا ہی

ذی علم ججان ہائی کورٹ نے یہ تجویز فرمایا کہ ایسا رواج ایک ثبوت کافی
واسطے اوس بیع کے نہیں ہی۔ جو صیغہ اجرائے ڈگری سے بذریعہ
عدالت کیجاوے۔ (مقدمہ کلیان داس بنام مہابگی رتھ انڈین لا رپورٹ
الہ آباد جلد ششم صفحہ ۲۷) ایک مقدمہ مین چارلس کری صاحب بہادر
سابق جوڈیشل کمشنر اودھ نے مقدمہ واپسی زر چہارم ایک مکان
فروخت شدہ رعایا کے یہ تجویز فرمایا۔ میرے نزدیک ایسا
دعوی صرف بیان رواج پر ڈگری نہونا چاہیے بلکہ ثبوت موجود ہونے
ایسے رواج متنازعہ کا لانا چاہیے اور اوسکی تحقیقات کرنا چاہیے آیا حق مالک اراضی
واسطے ایسے حقوق کے صاف طور پر بذریعہ اندراج کاغذات بندوبست و یا بذریعہ ادا کرنے
ایسے حقوق کے موضع یا قصبہ مین۔ جہان ایسے رواج کا ہونا بیان
کیا جاتا ہے عمل پذیر ہے۔ (مقدمہ مرزا حسین بیگ۔ بنام۔ بیگو خان
منفصلہ ۔۲۔ فروری [illegible] عیسوی۔

ایک مقدمہ مین روبرو ڈبلیو۔ سی۔ کیپر صاحب بہادر جوڈیشل
کمشنر اودھ کے بدعوی حق چہارم قیمت درختان باغ کے بحث
ہوئی۔ آیا یہ حق بطور ایک فیس کے ہی یا بطور ایک جرمانہ تبادلہ

قبضہ کاشتکارانہ موقوعہ باغ یابستان کے چنانچہ بعد تحقیقات مکرر کے

بموجب رواج مروجہ دیہات کے یہ امر ثابت ہوا کہ چہارم زر قیمت

مکانات یا باغات فروختہ کا مالک شفیع کو ملتا ہے اور اسکا وصول

کرنا بتبعیت رواج مقامی کے قابل پذیرائی ہے - (مقدمہ - اکرام احمد

بنام - جھونک وغیرہ منفصلہ ۲۴ - جولائی ۱۸۷۹ء عیسوی -)

مد ۲۹　اصول رواج

رواج جائز کیواسطے ضروری ہے کہ وہ قدیم ہو اور عرصہ تک محلدرآمد

اوسکا اسطور سے جاری رہا ہو کہ اوسپر اعتراض نہوا ہو اور ضرور

ہے کہ وہ وجہہ معقول کے ساتھہ ہو اور یقینی ہو - (مقدمہ لالہ -

بنام - ہیرا سنگھہ - انڈین لارپورٹ الہ آباد جلد دویم صفحہ ۴۹ -)

نتیجہ رواج کا - رواج مقامی شرائط معاہدات تحریری پر اثر

پذیر نہیں ہوسکتا ہے -

(مقدمہ اندر چندر - بنام - بھیمی بی بی بنگال لارپورٹ جلد ہفتم صفحہ ۶۸۲ -

واکینیٹ انڈین لاکیسز جلد اول صفحہ ۱۴۱ ۱۲۳) (۲) کسٹم)

رواج خلاف قانون میراث - رواج مقامی جبکہ قدیم غیر مختلف

ثبوت یقینی اور واضح طور سے ثابت کر دیا جائے تو ایسا رواج معمولی قواعد میراث پر غالب ہوتا ہے۔

(مقدمہ کستورا کلدی - بنام - سنوہر دیو - و مقدمہ سرکار گورنمنٹ - بنام - سنوہر دیو ویکلی رپورٹ ۱۸۶۶ء صفحہ ۳۹ - ڈائجسٹ آف انڈین کانیز جلد اول صفحہ ۱۴۱۳ کسٹم (۳)

دفعہ ۱۳۰ رواج خاندانی

اگر کسی مقدمہ میں یہ بحث کیجائے کہ ترکہ کسی جائداد کا پابند اطلاع ایک خاص رواج خاندانی کے ہے تو ایسا رواج لازم ہے کہ بیان کیا جاوے اور شہادت واضح و الیقینی سے ثابت کیا جاوے۔

(مقدمہ سر و سدا و مہ - بنام بیلاتن و قتل مرنا کوشی ادمہ - ویکلی رپورٹ جلد ۱۵ - بی - بی صفحہ ۴۸ - و ڈائجسٹ آف انڈین لاکیسز جلد اول صفحہ ۱۴۱۳ - کسٹم (۴)

دفعہ ۱۳۱ رواج خلاف قانون

کوئی رواج جو شرائط قانون حد سماعت پر غالب آتا ہو قابل پذیرائی عدالت نہوگا - (مقدمہ موہن لال جی چند - بنام - امرتھلال - اسپیچ دراس انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۳ صفحہ ۱۷۴ -)

ایسا رواج جو خلاف اصول قانون کے ہو در باب قواعد میراث

ایسے شخص کے جو ہندو سے مسلمان ہوا ہو۔

قیاس عام جو تعلقات خاص سے درمیان قانون اور مذہب مسلمانان کے پیدا ہوتا ہے یہ ہے۔ شرع محمدی پابند کرتی ہے ہنود نو مسلم کو لیکن ایک رواج مشہورہ درصورت تبدیل مذہب کے۔ بنا بر پابند کیے جائے ایسے نومسلمون کے مطابق قواعد قدیم میراث مندرجہ شاستر کے۔ ضرور اوس قیاس عام پر غالب آئیگا۔ اور ایسا دستور جو ایک خاص قاعدہ ترکہ پانیکا بابت کسی خاص قسم کے جائداد کے ہو ضرور قوت قانون کے دیگا۔ اگرچہ وہ دستور عام مخالف شاستر اور شرع کے ہو (مقدمہ محمد صدیق۔ بنام۔ حاجی احمد و مقدمہ حاجی عبداللہ۔ بنام۔ حاجی عبد الستار و حاجی احمد انڈین لارپورٹ بمبئی جلد دہم صفحہ اول۔

مد ۳۲ رواج مختص المقامی

رواج مقامی بموجب دفعہ ۲۶۔ ریگیولیشن نمبر ۴ سنہ ۲۷ع نافذہ بمبئی رواج کسی ضلع کا جسمین کہ مقدمہ دائر ہو واسطے تصفیہ مقدمہ دیوانی کے بمقابلہ قانون پیش کردہ مدعا علیہ کے۔ مقدم سمجھا جائیگا

بذریعہ رواج مقامی کے ضلع بڑوچ مین ارضی وقفی جو مذہبی اعتراض کیواسطے وقف مذہبی کیگئی ہو رہن ہوسکتی ہے اگرچہ ایسا معاملہ رآمد خلاف شرع محمدی کے ہے۔

مقدمہ عباس علی زین العابدین - بنام - غلام محمد - انڈین لارپورٹ بمبئی جلد اول صفحہ ۳۰

دفعہ ۳۳ رواج مندرجہ واجب العرض

جو واجب العرض کہ مرتب ہوکر باقاعدہ تصدیق ہوئی ہو - بادی النظر مین ایک شہادت بنسبت وجود حق شفعہ مندرجہ واجب العرض کے ہے لیکن فریق مخالف جو اوسپر حجت کرتا ہو اوسکو موقع شہادت تردیدی پیش کرنیکا حاصل رہیگا۔

(مقدمہ السری سنگھ - بنام - گنگا - انڈین لارپورٹ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۸۷۶)

جس واجب العرض پر کہ دستخط شرکا کی ہوں وہ شرکا کو پابند نکریگی اور نہ اصول حق شفعہ کا اوس سے پیدا ہوگا جب تک ماقبل اوسکے رواج نرہا ہو - واسطے ثابت کرنے ایسے رواج کے یہ امر ضروری نہین ہے کہ خواہ مخواہ شہادت تحریری پیش کیجائے۔

(مقدمہ جیکشن سنگھ بنام ٹھاکرداس ۔ آگرہ - ۵ جلد ۳ صفحہ ۷۵ - ڈائجسٹ آف انڈیا)

لا ریپورٹ صفحہ ۱۴۵ ۱۴۱۔ کشم (۲۷)

(واضح رہے کہ یہ اصول اس نظیر کے اصول نظائر الہ آباد کے خلاف ہیں) ایک مقدمہ حق شفعہ میں یہ تجویز ہوا کہ سوا قبح الفاقیہ جسمیں کہ دعویٰ حق شفعہ بوجہ ہمسائگی کے تسلیم کیا گیا ہو۔ یا کسی وجہ خاص سے بائعان نے دعویٰ کو چلنے دیا ہو واسطے اثبات رواج حق شفعہ موجودہ کسی محلہ کے کافی ثبوت نہیں ہے بلکہ مکرر موقعوں پر تفتیش شفعہ کی بطور ایک حق کے اور اوسکا تسلیمی ہونا اور نافذ ہونا ایک زمانہ دراز تک اور مختلف مقاموں میں دکھلانا چاہیے۔ (ششیو چرن کانذو بنام۔ گوردہن داس۔ آگرہ جلد سوم صفحہ ۱۳۰ ڈائجسٹ انڈین لا ریپورٹ حصہ اول صفحہ ۱۴۶ ۱۲۳۔ کسشم (۲۸)۔)

مد ۳۴ بار ثبوت متعلق رواج

واجب العرض گاؤں کی ایک دستاویز سرکاری قسم کی ہے جو باعلان تمام مرتب ہوئی ہے اور بادی النظر میں شہادت اوس رواج کی متصور ہونی چاہیے۔ جو اوس میں درج ہو۔ پس رواج شفعہ کا واجب العرض میں کافی اور مستحکم ثبوت تحریری ہے اسلیے

بار ثبوت اونپر ڈالنا چاہیے جو اوس سے منکر ہون - اور
اسیطرح جب اوسمین معاہدہ شفعہ باہین حصہ داران موجود ہو
تو قیاس یہہ ہوگا کہ معاہدہ مذکور شرکا پر قابل پابندی ہے -
بلحاظ دستاویز کے سرکاری تسلیم ہونیکی - اور جسطور سے کہ وہ
طیار ہوتی ہے تمامی حصہ داران کی رضامندی خواہ اونکے دستخط
اوسپر ثبت ہون یا نہون اوسکی شرائط کی نسبت قیاس ہونی چاہیے
اور جو نتائج کہ اوس سے اخذ ہون نظر انداز نہونے چاہیے - الا
اس صورت مین کہ تردید اوسکی شہادت مخالف قسم سے ہوتی ہو -
ایک نالش نفاذ حق شفعہ کی جو بربنائے معاہدے اور رواج کی تھی
جیساکہ واجب العرض موضع سے ثابت ہوتا تھا - عدالتہائے
ماتحت نے اس بنا پر ڈسمس کی کہ جو معاہدہ کہ واجب العرض پر
مبنی ہے مدعاعلیہ بایع پر قابل پابندی نہین ہے - کسواسطے
کہ دستاویز مذکور پر دستخط اوسکے ثبت نہین ہین - اور عدالت اپیل
ماتحت نے کوئی وقعت واجب العرض کو بطور ثبوت رواج شفعہ
کے نہی کسواسطے کہ واجب العرض مذکور اوسوقت طیار ہوئی

تھی جبکہ قانون ۷ سنہ ۱۸۲۲ء نافذ تھا - اور اوس وقت کوئی قانونی قیاس اوسکی صحت کے نسبت نہ تھا - دعوی اس بنیاد پر ڈسمس ہوا کہ مدعی کی شہادت سے موجود ہونا شفعہ کا گانو مین ثابت نہین ہوا تھا - عدالت ہائی کورٹ سے یہ تجویز ہوئی - کہ عدالت ہائی ماتحت نے شہادت پر عملدرآمد کرنیمین غلطی کی اور اگرچہ یہ خاص واجب العرض قبل نفاذ اکٹ ۱۹ سنہ ۱۸۷۳ء کے طیار ہوئی تھی تاہم جو عزت اوسکی تحریر کو بطور ثبوت معاہدہ و رواج کے دینی چاہیئے - نہایت مستحکم تھی - (ایسری سنگھ بنام گنگا - انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد دوم صفحہ ۹۹۶) کا حوالہ دیا گیا - (مقدمہ محمد حسین - بنام - منا لال - الہ آباد جلد ہشتم صفحہ ۲۴۴)

فیصلہ پریوی کونسل -

اپیل از ہائی کورٹ ممالک مغربی و شمالی بحضور جناب ملکہ معظمہ باجلاس کونسل اس بیان کی نسبت کہ رواج کے مطابق صرف وارث واحد اہل ذکور کو ریاست پہنچتی ہے ہائی کورٹ نے باتفاق عدالت مرافعہ اولی کے یہ تجویز کی کہ اوس رواج کا اس خاندان مین جاری ہونا ثابت نہوا - برطبق اپیل جسمین اس تجویز کی نسبت

اعتراض تھا یہ بحث منجملہ دیگر اعتراضات کے کی گئی - کہ ماتحت کورٹ
نے اندراج واجب العرض پر بلحاظ اقرار واقعی نہیں کیا - جو ایک موضع
زمینداری کے نسبت تھا - یہ موضع متنازعہ خاندان کے جائداد میں
ایک بڑا موضع تھا آخر مالک ریاست مذکور نے جو تمام حصص موضع پر قابض
تھا ایک اندراج بدین مضمون تحریر کرایا کہ اوسکا پسر اکبر اوسکا وارث ہوگا اور باقی
اشخاص خاندان نان ونفقہ پاوینگے - تجویز ہوئی کہ اگرچہ یہ تحریر موسوم
باندراج واجب العرض ہے مگر یہ تحریر اس نام سے موسوم ہونیکے لائق
نہیں ہے بلکہ یہ تحریر از قسم وصیت تھی جس سے یہ کوشش کیگئی کہ وسکا انتقال
خلاف اصول وراثت وشرع کے کیا جاوے - لہذا اپیل اس وجہ پر ڈسمس ہوئی کہ حسب
تجویز متفقہ ہر دو عدالت ماتحت کے نسبت کسی امر واقعاتی کے ہو تو دست اندازی
نہونی چاہیے - (محمد اسمعیل خان بنام فدایت النسا وغیرہ انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ہشتم صفحہ ۵۱۶)

مد ۳۵ ملک اودھ کا رواج

ایک اور مقدمہ میں عدالت العالیہ پریوی کونسل نے یہ تجویز صادر فرمائی
کہ واجب العرض جو حسب ضابطہ مرتب و تصدیق ہو وہ واسطے ثبوت
رواج وراثت مندرجہ واجب العرض کے شہادت میں پذیرا ہوسکتی ہے -

(مقدمہ ٹیکہ راج کنور - بنام - مہپال سنگھ - لارپورٹ انڈین اپیلس جلد ہفتم صفحہ ۲۳۶ -
وانڈین لارپورٹ کلکتہ جلد ۵ صفحہ ۴۴۷ -) (یہ مقدمہ راج بریلیہ ضلع بارہ بنکی ملک اودھ
کا ہے) - روبرو ڈواکشیر ڈپٹی صاحب بہادر سابق جوڈیشیل
کمشنر اودھ کے ایک اپیل مین جو بنا راضی فیصلہ ڈسٹرکٹ جج صاحب
کے دائر ہوا تھا - بہت شرح وبسط سے رواج محرومی دختران
ہنود مروجہ ملک اودھ کو کہ جو خلاف قاعدہ وراثت مندرجہ شاستر
کے تھا - تحریر فرمایا ہے - چنانچہ خلاصہ تجویز کا حسب ذیل ہے - عام
اس سے کہ ایک رواج خاص جو شاستر متاکشرا یا جیمون اکرنیکا
صاحب وراثت ہونا تسلیم کیا گیا ہے - غالب آتا ہے - ثابت ہے یا نہیں
حکام عالیمقام پریوی کونسل نے بمقدمہ سرپرشاد بنام شیو دیال
لارپورٹس انڈین اپیلس جلد ۳ صفحہ ۲۸۵ - مین اس اصول کی تعریف
کی ہے کہ رواج ایک ضابطہ ہے جسنے خاص خاندانون مین یا خاص ضلع
مین دستورات قدیم کے موافق قوت قانون کی حاصل کرلی ہو -
اور ضرور ہے کہ وہ رواج قدیم - یقینی اور بوجوہ معقول ہو - اور بمقدمہ
رام لکشمی امال - بنام - سوانانا تھہ پرمال ستہوا بنگال لارپورٹ

دفعہ ۳۹۸ - حکام عالیمقام پریوی کونسل نے تحریر فرمایا ہے کہ صحت رواج خاص کی یہ ہے - کہ وہ قدیم اور غیر مختلف ہو - اور یہ بھی ضرور ہے کہ وہ رواج بذریعہ شہادت بین اور غیر مشکوک کے ثابت کیا گیا ہو - مدعا علیہ اپیلانٹ نے صاحب جوڈیشل کمشنر کے سرکلر نمبر ۱۲۷ - وسیلکٹ کیس نمبر ۱۴۱ - منفصلہ ۱۱ جنوری ۱۸۶۸ء کا حوالہ دیا - اور وہ تسلیم کرتا ہے کہ مثل میں اور کوئی ثبوت نسبت وجود رواج مستدلہ کے نہیں ہے مگر میں خیال کرتا ہوں کہ مسٹر چارلس کری صاحب نے سلکٹ کیس نمبر ۱۰ منفصلہ ۱۷ جولائی ۱۸۶۸ء میں عبارت ذیل تحریر کی ہے -

یہ بحث منجانب مدعی پیش کی گئی تھی کہ یہ رواج تمام ملک میں شایع ہے کہ خاندان ہنود میں لڑکیوں کو جائداد اراضی میں ترکہ نہیں ملتا ہے اور یہ رواج یقیناً فیما بین خاندان سین راجپوتوں کے شایع ہے وہ یہ خاندان ہے جسمیں مہپال سنگھہ تھا - بتائید رواج مذکورہ کے جوڈیشل کمشنر کے سرکلر نمبر ۱۶۷ - مورخہ ۲۳ - اکتوبر ۱۸۶۲ء (طبع ثانی نمبر ۱۲۳) کا حوالہ دیا گیا جسمیں ایسے رواج پر جسکے ذریعے سے لڑکیاں اور انسوان تمام ترکہ پانے سے محروم قرار دیگئی ہیں - متفق الرائے جوابات

مصرح موجود ہین۔ اس امر خاص مین مین ضرور اپنے فیصلہ مقدمہ نمبر ۱ سنگھ بنام
اپیلانٹ۔ بنام۔ پرتاب سنگھ وغیرہ رسپانڈنٹ منفصلہ ۲۰ مئی
سنہ ۱۸۷۳ع کا حوالہ دونگا جسمین مین نے احتیاط سے کل ذریعون کو
جو مر اسلات مین متعلق بہ قانون مقامی اس صوبہ کے تھے۔ اور جس رائی کا
اظہار سرکار محولہ بالا مین کیا گیا ہے۔ تسلیم کیا ہے۔ جو نتیجہ کہ مین نے
اوس مقدمہ مین نکالا تھا یہ تھا کہ اوس مقدمہ مین شہادت کافی بہ تائید
تسلیم کسی ثابت شدہ عام رواج مروجہ فیما بین ہنود اس صوبہ کے
نہ تھی جسکے ذریعہ سے لڑکیان یا نسوان تمام تر ترکہ پانے سے
خارج کیجاتی ہین۔ یہہ امر صحیح ہے کہ مسٹر کیمپر کی تجویز بالعد تجویز مسٹر
کری کی ہے اور جو کہ مسٹر کیمپر نے بیان کیا ہے کہ رواج محرومی دختران کا
ایسا ہی جسکا موجود ہونا اونکو ۲۵ سال کے جو دیشلی کا تجربہ اوداھی
ثابت تھا مگر ایسا رواج جسکے وجود عدم وجود کے بابت و حکام اعلی
مختلف الرائے ہین۔ یقینی نہین کیا جا سکتا۔ نہ مسٹر کیمپر کا مقولہ مطلوبہ
ایک شہادت بین غیر مشکوک کے تخصیص رکھتا ہے۔ (مقدمہ نمبر ۴۰ سنہ ۱۸۶۵ع
اپیل ثانی صیغہ دیوانی۔ تلوک ناتھہ مدعا علیہ اپیلانٹ بنام مساۃ جنگھیتا مدعا علیہا رسپانڈنٹ

مد ۳۶ مخصوص فروختنا رواج

ایسا رواج جسکے ذریعے سے میراث دار لوگ حصہ داران عوض کو بیع
کر سکتے ہون - رواج جائز ہے (مقدمہ انندیان بنام دیو راجیان بمبئی جلد دہم
صفحہ ۱۷۱ - ڈائجسٹ آف انڈین لا کیسز جلد اول صفحہ ۱۲۲۲ کسٹم (۱۰۳) -)

ایسا رواج جسکے ذریعے سے کوئی دلال جو اپنی تحریک سے مال فروخت
کراتا ہے اوسکے حقوق مین بذریعہ عدالت کے قابل نفاذ نہوگا -
(مقدمہ ارل باتمک نرسے بنام کیشاوجی اشٹکمپنی بمبئی جلد ہشتم صفحہ ۱۹)

مد ۳۷ فیصلہ سابق

کارروائی تحقیقاتی دو مقدمات ماقبل مین جو ہوئی ہو اوسی قسم کے
واقعات مین اگرچہ نسبت حق کے نزاع ہو لیکن بوجوہ دیگر اگر حق
شفعہ کا وجود تسلیم کیا گیا ہو - تو وہ تحقیقاتی کارروائیان بتائید
رواج کے شہادت مین تسلیم کیجائین گی - (مقدمہ مہیچند ناتھ بسواس
بنام - سوتی بیوہ ویکلی رپورٹ جلد ۷ صفحہ ۲۱۰ - ڈائجسٹ آف انڈین لا کیسز
جلد اول صفحہ ۱۳۴۳ کسٹم (۱۴) -)

واسطے رواج حق شفعہ کے ایک یا دو مقدمہ کا ہونا کافی نہین ہے

دیکھو (مقدمہ بنارسی داس بہو سچند آگرہ رپورٹ جلد اول صفحہ ۳۴۴ - نیز دیکھو دفعہ ۱۳ - ایکٹ اول ۱۸۷۲ء قانون شہادت) -

نالش شفعہ مین جو رواج پر مبنی ہو شہادت ڈگریات کی جو بتائید اس قسم کے رواج کے اون نالشات مین صادر ہوئی ہون کہ جنہین رواج مذکور بیان ہوا ہو اور اوس سے انکار کیا گیا ہو - شہادت مین قابل مقبول واسطے ثابت کرنے وجود رواج کے ڈگری محتم ہی جو رواج مذکور پر مبنی ہو (مقدمہ گجو لال - بنام - فتح لال - انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۶ صفحہ ۱۷۱ سے فرق ظاہر کیا گیا - اور مقدمات قدرت اللہ - بنام سوہنی سوہن شاہ (رپورٹ صیغہ مال و دیوانی و فوجداری جلد ۵ صفحہ ۲۹۰) و شیو چرن - بنام سگورا (رپورٹ ہائی کورٹ ممالک مغربی و شمالی بابت ۱۸۶۶ء صفحہ ۱۳۸) و لچھمن رائے - بنام - اکبر خان (انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد اول صفحہ ۴۴۰) کا حوالہ دیا گیا (مقدمہ گردیال مل بنام جھنڈو مل - انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد دہم صفحہ ۵۸۵) -

باب پنجم

شخص غیر حق مرجح

شخص اجنب

مد ۳۸

شخص اجنب جسطور پر مستعمل اوسکا شرع محمدی مین درباب شفعہ
کے ہو ایسی کچھہ علاقہ کسی رشتہ داری سے جو قرابت داری یا نکاح
سے پیدا ہوئی ہو نہین رکھتا - لفظ مذکور مقابلہ شفیع کے آیا ہے
اور شفیع وہ شخص ہے جسکو حق شفعہ حاصل ہو اور جملہ اشخاص جنکو وہ
حق حاصل نہو از روی شرع محمدی متعلقہ شفعہ کے اشخاص اجنب ہین
کیونکہ بموجب شرع محمدی ورثا ایک مسلمان کے تا حیات اور کوئی
شرعی حق اوسکی جائداد مین نہین رکھتے اور اسلیے کسیطور سے وہ
شریک یا حصہ دار اوسکی جائداد مین نہین خیال کیے جا سکتے - کیونکہ
وہ اگر اپنی جائداد کو بیع کرے تو ورثا مذکور دعوی حق شفعہ کرنے کے
مستحق نہونگے - مثلاً شوہر اگر زوجہ کے نام جائداد اپنی بعوض
مہر کے فروخت کرے تو زوجہ بحالت حیات شوہر کے حصہ دار نہ سمجھی

جائیگی - ایک مقدمہ میں ایک جج ماتحت نے یہ راے ظاہر کی ہے
کہ چونکہ منشا شفعہ کا یہ ہے کہ شخص اجنبی حصہ دار شریک کے تکلیف
یا نقصان کرنے سے باز رکھا جاے تو شخص اجنبی سے مراد وہ شخص ہے
جو بموجب قانون وراثت مستحق پانے قبضہ اوس جائداد کا یہ زمانہ آئندہ
ہو - عدالت خیال کرتی ہے کہ ہرگز شرع محمدی کے بانی کا یہ منشا نہو گا
کہ کوئی شخص جو ایک حصہ جائداد مین بذریعہ قانون وراثت کے پا سکتا ہے
حصہ پانے سے دوسرے شخص کے شفعہ کیوجہ سے باز رکھا جاوے -
مطابق اصول مذہب شیعہ کے زوجہ بطور ایک شخص اوسی خاندان
کے جیسا کہ عورت مدعا علیہا مقدمہ ہذا مین ہے - از روے قانون وراثت
حصہ پا سکتی ہے - لہذا عدالت کی راے مین عورت مدعا علیہا
داخل تعریف شخص اجنبی نہین ہے - جسکا ذکر قواعد شفعہ مین ہے
محمود صاحب جسٹس نے یہ تحریر کیا - کہ جج ماتحت نے حوالہ کسی سند کا
بتائید اس امر کے نہین دیا - اور ہمکو کچھ پس و پیش ہے تجویز کرنے مین نہین ہے
کہ یہ ایک ایسی ایجاد ہے کہ جواز دیے کسی مسئلہ شرع محمدی
کے تمام اس سے کہ وہ مذہب سنی کا ہو یا شیعہ کا جائز نہین -

یہ سچ ہی کہ مذہب شیعہ مین مثل سنیون کے زوجہ وراثتاً مستحق پانے ایک حصہ کی جائداد شوہری مین شمول اوسکی ورثاء دیگر کے ہوتی ہی لیکن حق وراثت از روئی شرع محمدی کے کچھہ حق قائم بالذات جب تک کہ مالک جائداد زندہ ہے نہین ہوتا جب تک کہ وراثت بذریعہ وفات مالک کے نہین پہونچتی تب تک اوسکے وارثون کو کوئی شرعی حق یا حصہ جائداد مین حاصل نہین ہوتا اور وہ کسی معنی سے حصہ دار یا شرکاء جائداد متصور نہین ہوسکتے۔ حقوق مالک جائداد جو مسلمان ہو کامل ہوتے ہین اور جہان تک کہ اوسکی ملکیت سے تعلق ہے اوسکے وارثونکو نسبت اوسکی ملکیت کے اشخاص جنبی محض سے جو باعتبار قرابت داری یا نکاح کے بالکل بے تعلق ہون۔ کچھہ زیادہ حقوق حاصل نہین ہوتے۔

پس لازم آتا ہی۔ کہ مسماۃ مذکور کو کچھہ حق شفعہ نسبت اوس جائداد کے جو اوسکے ہاتھہ بیع ہوئی حاصل نہین۔ اور ضرور ہے کہ وہ ایسا شخص اجنبی متصور ہو کہ جسکی حق مین بیع ہونے سے انحراف نسبت حق شفعہ مقتضیہ شرع محمدی کے عمل مین آیا۔ (فدا علی۔ بنام مظفر علی۔ انڈین لاء رپورٹ الہ آباد

جلد پنجم صفحہ ۶۵)

ایک مقدمہ مین یہ تجویز ہوئی کہ کسی شفیع کا اجنبی کو حصہ وارثی مین شریک کرنے سے حق شفعہ زائل ہوجاتا ہے لیکن حصہ دار موضع کا جسکو حق رہن کر لینے حصہ کا موضع مذکور مین تھا اوس نے قبل حاصل کرنے رہن کے حصہ مذکور کو پاس شخص اجنبی کے (یعنی ایسے شخص کے جسے استحقاق مقدم رہن کا حاصل نہ تھا) رہن کیا۔ حق مذکور زائل ہوگیا۔

(مقدمہ رجو بنام لالمن انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۵ صفحہ ۱۰۵)

مد ۳۹ حق مرجح

باب اول مد ۲ بحث شفع مین نوعیت حق مرجح کی ظاہر کیگئی ہے ونیز باب دوم مین مستحقین شفعہ کا تذکرہ بہ ترتیب اونکے استحقاق یکے بادیگرے کے کیا گیا ہے۔ پس سوا اونکے جو شخص اونکے خلاف ہوکر جائداد کو خرید کرے اوسکے مقابلہ مین اونکا حق غالب ہے حق مرجح سے ایک موضع کی واجب العرض مین ایک یہ شرط تھی کہ جب کوئی حصہ دار اپنا حق حصہ بیع کرنا چاہے تو حق بیع داری کا اول اوسکے حقیقی بھائی کو ہوگا۔ دوسرے اوسکے رشتہ دار قریب تر کو سوم اوسکے حصہ داران دیہہ کو

وچہارم اوسکے حصہ دار و دستکار تھوک کو۔ تجویز ہوا کہ اگر مشتری رشتہ دار نزدیکی ہے۔ اور اوسنے جملہ شرائط کو پورا کیا تو ضرور نہین کہ وہ اوسی تھوک کا ہو جسمین تھوک مین بائع ہو ونیز تجویز ہوا کہ حسب دفعہ ۱۰ قین اہل اسلام مین تو بائع کی زوجہ حسب منشار واجب العرض مذکور رشتہ دار قریب سمجھی جائیگی۔ گو وہ حصہ دار نہین ہے مگر تاہم وہ غیر شخص نہین سمجھی جائیگی۔ یعنے ایسی کہ اوس جائداد مین کوئی اوسکا حق نہو۔ (مقدمہ سید محمد تقی۔ بنام شیخ سمیع اللہ الہ آباد ہائی کورٹ رپورٹ جلد ۵ صفحہ ۱۴۲)

باب ششم

حق شفعہ منجانب بعض ورثار آیندہ یا مساوی الحقوق منجانب اشخاص مشترک

مد ۴۷

جبکہ چند اشخاص مشترک حق شفعہ بنسبت ایک عمارت کے رکھتے ہون اور اونکا حق اسطور کا ہو کہ ہر ایک اونمین سے اس ترتیب سے حق مرجح رکھتا ہو کہ ہر شخص کل کا مستحق ہو۔ اور جبکہ مستحق اول مستغیث ہو یا کل کی جنکی ڈگری کرائے تو شخص ثانی مستحق کل کا ہوجائے۔ تو ایسی

حالت مین ایک منجانب کل مستحقین کے دعوی شفعہ قائم کرسکتا ہی لیکن جس شخص سے استفادیا یا ڈگری حاصل کرے تو اوسکی ساتھیون کا حق ساقط ہوجاتا ہی اورجبکہ صرف دو شفیع ایک جائداد کے نسبت حق شفعہ کرین اور جج ڈگری مشترکہ اون دونون شخصون کے حقمین صادر کرے - اور ایک اونمین سے اپنے حق سے دست بردار ہوجاوے تو ایسی صورت مین شخص ثانی کل جائداد نہین پاسکتا -

(لیگل کمپینین جلد ۲ صفحہ ۱۷۹ و ۱۸۰ - مسئلہ نمبر ۲ و نمبر ۳)

مد ۱۴۱ حق شفعہ منجانب ورثاء آیندہ

برخلاف شاستر ہنود کی شرع محمدی مین زندہ شخص کا اوسکی حیات مین کوئی وارث نہین ہے - نہ ترکہ کا حق زمانہ حیات مورث مین پیدا ہوتا ہی - پس کوئی وارث آیندہ نہ تسلیم کیا جائیگا - مدار دعاوی شفعہ کا شرع محمدی پر ہے - کیونکہ شاشتر مین کوئی اصول حق شفعہ کا نہین ہی اورجبکہ شرعًا حق وراثت قائم نہین ہوتا تو مثلاً زید کو حق شفعہ حاصل ہی - بکر اوسکا بیٹا بعیوض یا ساتھہ - یا بمقابلہ زید کے عمرو سے طلبگار شفعہ کا نہین ہوسکتا - کیونکہ شرعًا اگر زید مرجاوے

تو بمقابلہ عمرو۔ زید کا حق شفعہ باطل ہو گیا۔ اور اوسکے ورثا کو وہ حق نہ پہنچیگا۔ لیکن امام شافعی کے نزدیک ورثہ کو حق شفعہ پہونچیگا لیکن اسطور سے کہ شفیع دعوی کر چکا ہو اور قاضی نے حکم دیدیا ہو۔ اور قبل ادا کرنے ثمن یا بعد ادا کرنے ثمن کے شفیع مرجاوے تو ورثہ کو بہ شفعہ ملیگا۔ (کذا فی الاصل) اور جبکہ شفیع قبل نالش شفعہ وبعد بیع کے مرجاوے تو ورثا شفعہ نکر سکینگے۔ لیکن مشتری کے مرجانے سے شفعہ ساقط نہوگا۔ بلکہ ورثا مشتری سے شفعہ طلب کیا جائیگا۔ (نورالہدایہ شرح وقایہ جلد چہارم باب سقوط شفعہ صفحہ ۴۴ و ۴۵۔)

۴۲ شفیعان مساوی الحقوق

شفیع عقار کا مالک ہوجاتا ہے۔ مشتری کی رضامندی سے یا با قاضی کے حکم سے۔۔ اور شفعہ واجب ہوتا ہی بقدر شفیعوں کی تعداد کے نہ بقدر ملک کے۔ یعنے اگر دو تین آدمی ایک عقار کے شفیع ہوں تو وہ عقار برابر سب میں تقسیم ہوگا نہ بقدر ملک مثلاً ایک زمین میں تین آدمی شریک ہیں۔ ایک نصف کا دوسرا ثلث کا تیسرا اسدس کا مالک نصف نے اپنا حصہ فروخت کیا اور دونوں شریکوں نے اپنا

اپنا شفعہ طلب کیا تو نصف نصف عقار مبیعہ کا دونون کو دلایا جائے گا اور امام شافعیؒ کے نزدیک اوس عقار مبیعہ سے دو حصے صاحب ثلث کو اور ایک حصہ صاحب سدسین کو ملیگا کذافی درمختار۔ جبکہ جماعت اشخاص کی مساوی حق شفعہ کا رکھتی ہو۔ یعنے ہر ایک شریک کی جماعت کو حق مشترک پہونچتا ہو بلا لحاظ تخصیص اونکے حدود حصہ داری کے حق شفعہ مجملاً قایم ہوگا۔ (ہدایہ جلد ۳۔ صفحہ ۵۶۶۔)

ایک مقدمے مین یہ تجویز ہوئی۔ کہ تاثیر بٹوارہ کی یہہ ہے کہ جو جائداد محال جدید مین واقع ہے اوس واجب العرض سے جو ۱۸۵۶ع مین مرتب ہوئی خارج ہو۔ اور اوس سے شرائط نسبت حق شفعہ کے متعلق ہون۔ اور مدعی بعد علیحدگی کے استعمال اوس حق کا بمقابلہ اور نسبت حصہ داران اور جائداد کے جو اسطرح سے علیحدہ ہوگئے۔ استعمال کسی حق شفعہ کا بمقدمہ مدعی اور اوسکی جائداد کے جو اوس محال مین رہی جس سے وہ علیحدہ ہوگئی تھی۔ نہین کرسکتے۔ اور نالش

شفعہ صرف اوس جزو جائداد مبیعہ کی جو اصل محال مین واقع ہے
قابل پذیرائی ہے - مقدمات درگا پرشاد بنام - بسنی و ہولاسی و
شیودت و کاشی ناتھ - بنام - مکتا پرشاد و موتی سا ہ - بنام
مسماۃ - گوکلی ورام پرشاد بنام بلجیت سنگھ و عمر خان بنام مراد خان
و سالگرام بنام دیبی پرشاد کا حوالہ دیا گیا از محمود صاحب جسٹس
یہ قاعدہ شرع محمدی کا ہے - کہ جب ایک سے زیادہ اشخاص مالک
اوس جائداد کے جسکے ذریعہ سے حق شفعہ پیدا ہوا ہے - نالش شفعہ
کرین - تو یہ تصور کرنا چاہیے کہ اونکو بلحاظ تعداد شفیعان کے
فی کس حق شفعہ حاصل ہے نہ بلحاظ حصص ہر شفیع واقع جائداد
مذکورہ کے - اسیقدر مطابق انصاف و عدل و نیک نیتی کے
ضرور ہے کہ اوسکی پیروی اون نالشات متخلف شفع مین
کیجائے جو بموجب واجب العرض کے دایر ہون - اور جسمین
کوئی امر بہ ثبوت اسکے نہو کہ مختلف شفیعان حق مساوی نہین رکھتے
(مقدمہ جے رام - بنام - مہابیر - انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ہفتم صفحہ ۱۲۷)
درحالیکہ دو ہمسر شفیع ہون اور دونون مین سے ہر ایک کو مساوی

حق کرنے دعوی شفع کا بموجب واجب العرض کے ہونا الشات
واسطے نفاذ اپنے حقوق کے درحالیکہ کوئی امر واجب العرض
مین اوسکے خلاف نہو - دائر کرین - قاعدہ شرع محمدی پر
عمل ہونا چاہیے اور گو کسی طرحپر جائداد از روئے ڈگری عدالت
کے مابین کامیاب دعویداران شفعہ کے تقسیم ہوسکتی ہو -
عدالت کو اس امر کی احتیاط کرلی چاہیئے کہ دونو دعویداران
شفعہ پورا پورا حصہ خرید کرین یا بصورت قاصر رہنے ایک کے
دوسرا خرید کرے - یا اونمین سے کوئی شخص کوئی حق واقع ایسی
جائداد کا جسکی بابت نالشات کی گئی ہون - حاصل نکرے
دو نالشات متخالف شفعہ مین عدالت نے ایک دعویدار کے
حقمین ڈگری تین آنہ حصہ کی اور دوسرے حقمین ڈگری ۱۲ پائی
حصہ جائداد کی صادر کی اور دونو ڈگریات مین یہ شرط تھی
کہ قیمت اندر تیس روز کے اداکیجائے - عدالت نے یہ بھی ہدایت
کی کہ اگر دونو شفیع مین سے کوئی ایک تیس روز کے اندر قیمت ادا نکرے
تو دوسرا مستحق ہوگا کہ اوسکا حصہ بہ اداے قیمت حصہ مذکور خریدے

روز کے اندر تاریخ قصور مذکور سے بذریعہ شفعہ حاصل کرے ہر دو
شفیعان نے تیس روز کے اندر روپیہ ادا نہین کیا اور انمین سے ایک
نے پندرہ روز مزید مین قیمت اوس حصہ کی جسکی ڈگری بحق دوسرے کے
ہوئی تھی۔ عدالت مین داخل کی اور دعوی شفعہ حصہ مذکور کا کیا
تجویز ہوئی (بر بحالی تجویز محمود صاحب جسٹس) کہ دعوی ناقابل
پذیرائی ہے۔ کیونکہ دعوی مذکور کے منظور کرنیکی یہ تاثیر ہوگی۔ کہ
اس قاعدۂ قانون کے خلاف عمل ہوگا۔ کہ شفیع کو لازم ہے کہ
کلی جائداد اور نہ صرف جزو اوس جائداد کا جسپر دعوی شفعہ کرنیکا
مستحق ہے۔ خرید کرے (ارجن سنگھ بنام سرفراز سنگھ۔ انڈین لاء رپورٹ الہ آباد
جلد دہم صفحہ ۱۸۴)۔

ملک اودھ مین بموجب دفعہ ۹ ضمن آخر ایکٹ ۱۸ سنہ ۱۸۷۶ء یہ
قرار دیا گیا ہے۔ کہ اگر دو یا زیادہ اشخاص برابر مستحق ایسے حق کے ہون
کہ جنمین قانوناً ایک کو دوسرے پر ترجیح نہ دی سکتی ہو۔ تو ایسی صورت
مین بذریعہ قرعہ اندازی کے تجویز کیا جائیگا۔ کہ انمین سے کون شخص
ایسے حق پر عمل کر سکتا ہے۔

مد ۳۴۳

شفیع و مشتری مساوی الحق

ملک اودھ

چارلس کری صاحب بہادر سابق جوڈیشل کمشنر اودھ نے ایک غیر رپورٹ شدہ مقدمہ میں یہ تجویز صادر فرمائی۔ اس مقدمہ میں یہ واقعات ظاہر ہوئے۔ کہ مشتری بھی حصہ دار محال تھا۔ لیکن بائع اور شفیع دونو مشترک مالک و حصہ دار مندرج کاغذات بندوبست ہیں۔ ایسی حالت میں حصہ دار جو اپنا حصّہ ساتھ بائع کے شریک رکھتا ہے بمقابلہ دوسرے حصّہ دار کے حق مرجح رکھتا ہے۔ (مقدمہ مسٹر بچاون بنام مہدی حسن منفصلہ ۱۷ اپریل ۱۸۶۸ء۔ جوالا پرشاد اودھ رولنگس صفحہ ۱۹۱)

مد ۳۴۴

شفعہ منجانب ولی نابالغ

واقعات مقدمہ یہ ہیں۔ کہ ایک حصہ دار شفیع نابالغ تھا جسکی بابت کہ واجب العرض مرتب ہوئی۔ اور نابالغ کے حق کی تصدیق نہیں ہوئی لیکن نابالغ کے کسی ولی کارپرداز مجاز نے حاضر ہوکر واجب العرض کی تصدیق نکرائے سے نابالغ استفادہ شرائط

واجب العرض متعلقہ نالش شفعہ سے محروم نہین ہوسکتا ولی
نابالغ اسبات کا مجاز ہے - کہ اظہار حق شفعہ کا کرے اور طلب
بالمواثبت اور اقبال یا انکار بتائید حق مذکور عمل مین لاوے -
اور نابالغ اپنے ولی کے اون افعال کا پابند ہوگا جو وسنے
نیک نیتی سے واسطے فائدہ نابالغ کے کیے ہون -

(مقدمہ لال بہادر سنگھہ بنام - درگا سنگھہ انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد سوم صفحہ ۴۳۷)

مد ۴۵ نالشات مخالفہ ہمدگر

اس قسم کی نالشات کو انگریزی مین (رایول سوٹس) کہتے ہین
کاشی ناتھہ و رام لگن دو حصہ داران ایک موضع نے نالشات
جداگانہ دایر کین جنمین ہر ایک نے واسطے نفاذ حق شفعہ پر بنیاد
واجب العرض نسبت بیع ایک ہی حصہ موضع مذکور سو سوئہ شخص
غیر کے دعوے کیا - عدالت مرافعہ اولے نے ایک نالش کے مدعی
کو دوسری نالش مین مدعا علیہ کیا نالشات مذکور کی تجویز یکجائی
عمل مین آئی - اور چونکہ یہ قرار پایا کہ رام لگن کو حسب شرائط
واجب العرض کے کاشی ناتھہ سے بہتر حق حاصل ہے - اوسکی

نالش کی ڈگری کی گئی۔ بشرطیکہ وہ تاریخ ڈگری سے ایک
ماہ کے اندر زرثمن ادا کرے اور کاشی ناتھ کی نالش قطعاً ڈسمس
ہوئی۔ یہ تجویز ہوئی کہ ڈگریات اون مقدمات کے جنمین دو
مخالف شفیع ایک ہی درجہ کی کل جایداد کی نسبت جو بذریعہ ایک
انتقال کے منتقل ہوئی ہو نفاذ شفعہ کی استدعا کیرن کہ اونمین سے
ہر ایک کو ایسی نالش کرنا خواہ مخواہ ضرور ہی ناقص ہین۔ اگر اونکی
رائے مین کسی جایداد مذکور کی نسبت نالش قابل ڈسمس ہو۔ اور اونمین
ایسی صورت کے لیئے کوئی حکم نہو۔ کہ اگر ایک ڈگریدار شفیع اپنی
ڈگری کو بابت حصہ ڈگری شدہ کے نافذ نہ کرائے۔ تو کیا ہوگا
جس صورت مین کہ مخالف ڈگریداران مختلف درجہ کا حق شفعہ
رکھتے ہون۔ تو ڈگری اوّل درجہ ایک نالش مین منجملہ نالشات
مخالف ضرور در اصل ناقص ہوگی اگر اونمین ایسی صورت کے لیئے
کہ شفیع درجہ اعلےٰ اپنے حقکو نافذ نکرائے۔ حکم نہو۔ اس امر کے
نسبت کہ ایسے مقدمات مین کس قسم کی ڈگری ہونا چاہیے۔
محض از روے استدلال صحیح۔ اور کمی و بیشی کرنے اختیار کے عمل

ہوسکتا ہی۔ جو عدالت ہائے عدل کو اختیارہ مین حاصل ہے کہ
اپنی ڈگریات کو ہر مقدمہ کی ضرورت کے موافق ترتیب دین
تاکہ واقعی دادرسی مطلوبہ فریقین کو عطا کرسکین اصول انصاف کو
مقدمہ ہذا سے متعلق کرکے یہ تجویز کی گئی۔ کہ عدالت مرافعہ والے
نے یہ کارروائی بطور مناسب کی کہ ہر ایک مخالف شفیع کے
نام کو بطور مدعا علیہ کے دوسرے مقدمہ شفعہ مین داخل کیا اور شفیع
درجہ اعلےٰ کے دعوےٰ کو ڈگری کیا۔ مگر ڈگری کاشی ناتھ کی
نالش مین ناقص اور خلاف انصاف ہی۔ کیونکہ اوسکے رو سے
نالش کلیتاً ڈسمس ہوئی۔ اور اوسکا دعویٰ شفعہ کلیتاً بلا لحاظ
اس امر ممکن الوقوع کے نامنظور کیا گیا۔ کہ اگر رام لگن شفعہ ڈگری
شدہ کو اندر میعاد کے زرثمن داخل کرکے نافذ نکرا وسے تو کیا ہوگا
چونکہ یہ امر مسلم ہے کہ کاشی ناتھ کو استحقاق شفعہ بمقابلہ مشتری
کے حاصل تھا۔ لہذا اوسکی نالش بمقابلہ مشتری کے بموجب الفاظ
دفعہ ۲۱۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ڈگری ہونی چاہیے تھی
لیکن اس شرط کے ساتھ کہ ڈگری کو جہانتک کہ نفاذ استحقاق شفعہ

سے تعلق ہے - اثر پذیر ہوگی - اگر شام لگن اپنے اعلےٰ استحقاق شفعہ کو جسکی ڈگری اوسکے حق مین کی گئی تھی نافذ کرائے (مقدمہ کاشی ناتھ بنام مکتا پرشاد وغیرہ - انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ششم صفحہ ۳۷۰)

شفیعان مخالف کی جانب سے نالش پہلے دائر ہوجانے سے شفیع کسیطرح حیر اسمات کا مستحق نہین ہوتا - کہ وہ قاعدہ کلیہ شفعہ سے بذریعہ دائر کرنے نالش صرف بابت ایک جزو جائداد مبیعہ کے تجاوز کرے مقدمہ کاشی ناتھ بنام مکتا پرشاد کا حوالہ دیا گیا (مقدمہ سوائی بنام شیو پرشاد - انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ششم صفحہ ۴۵۵)

جب وہ نالشات واسطے نفاذ حق شفعہ نسبت خاص ایک بیع کے دائر ہون - تو نالش متدائرہ اول کا مدعی بطور مدعا علیہ کے دوسرے مقدمہ مین فریق بنایا جائیگا - کیونکہ نسبت اوسکی نالش دوم ایک دعویٰ منجانب ایک شفیع کے بنام دوسرے کے واسطے تجویز کرنے اس امر کے ہی کہ آیا مدعی کو یا مدعا علیہ کو حق مرجح جائداد کی نسبت شفعہ کرنیکا حاصل ہے - (مقدمہ درگا - بنام حیدر علی - انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ہفتم صفحہ ۱۶۷)

دو نالشات مخالف مین جو بابت حق شفعہ کے تھین۔ ہر ایک
شفیع دوسری نالش مین مدعا علیہ بنایا گیا تھا۔ نالشات کی تجویز
یکجائی بربنائے شہادت واحد عمل مین آئی ... اور دونونکا فیصلہ
اور وے ایک تجویز سے مگر بذریعہ علیحدہ ڈگریات کے ہوا۔ ایک
نالش مین شفیع نے ڈگری بعبارت دفعہ ۲۱۴۔ ضابطہ دیوانی
کی تھی۔ دوسرے مقدمہ مین شفیع نے ڈگری تابع اس شرط کے پائی
کہ بصورت نہ جاری کرائے جانے ڈگری کے منجانب شفیع اول
دوسرا شفیع مستحق اوس کے جاری کرانیکا ہوگا۔ ڈگری نالش
اول کا اپیل نہین کیا گیا۔ اور وہ قطعی ہو گئی۔ شفیع دویم نے اپنی ہی
نالش مین اوسکا اپیل کیا۔ اس بنا پر کہ جس روپیہ کے ادا کرنے کا
حکم دیا گیا تھا وہ بہت زیادہ تھا اور شفیع اول کا حق زائل ہو گیا۔
اور ڈگری نالش دویم مین تابع شرط مذکورۂ بالا کے صادر ہونی
چاہیے تھی۔ تجویز ہوی کہ اگر اپیلانٹ یہ چاہتا تھا۔ کہ فیصلہ
مشعر حق مرجح شفیع اول کالعدم ہو جائے تو اوسکو لازم تھا۔
کہ بنا راضی اوس ڈگری کے جو اول شفیع کے حق مین صادر ہوئی تھی

اپیل کرتا - لیکن جبکہ وہ ڈگری قطعی ہوگئی - تو بحث جو مابین شفیع دو شفعونکو تھی وہ پھر بذریعہ اپیل متنازعہ ڈگری شفیع دویم قایم نہیں ہوسکتی -
(مقدمہ جھجو - بنام - شیو سہائے انڈین لاریورٹ الہ آباد جلد دویم صفحہ ۱۲۳)

باب ہفتم

سقوط و محرومی حق شفعہ

دست کشی

مد ۴۶

جبکہ شفیع ایک مرتبہ حق شفعہ قایم کرلیوے دست کش ہوجاوے تو دوبارہ حق شفعہ قایم نہیں ہوسکتا مثلاً ایک شخص نے اپنا مکان بیچا اور شفیع نے حق شفعہ سے دست کشی کی - بعد ازان خریدار نے بعد ملاحظہ مکان کے حسب شرائط اختیاری کے خریداری سے انکار کیا یا بذریعہ ڈگری عدالت بباعث اظہار نقائص مکان خریداری سے منکر ہوا - تو شفیع حق شفعہ قایم نہیں کرسکتا ہے - عام اس سے کہ اوس شخص نے قبضہ حاصل کیا ہو - یا نہیں (ہدایہ جلد ۳ صفحہ ۵۹۸) اگر شفیع نے طلب مواثبت یا اشہاد نکی یا بعد بیع کے شفعہ اپنا چھوڑ دیا - (اگرچہ شفعہ چھوڑ دینے والا

باپ وصی یا وکیل شفیع کا ہو) یا شفیع نے اپنے حق شفعہ کے بدلے میں
صلح کرلی کسی عیوض پر۔ تو ان سب صورتوں میں شفعہ باطل ہو جائیگا
اور صورت آخر میں شفیع کو وہ عیوض بھی پھیر دینا ہوگا۔ اگر شفیع کو خبر
پونہچے کہ زید مکان خرید کرتا ہے۔ اور اوسنے شفعہ چھوڑ دیا۔ پھر یہ کھلا
کہ عمرو نے خریدا۔ یا شفیع کو پہلے معلوم ہوا کہ مکان ہزار روپیہ پر فروخت
ہوا۔ اور اوسنے شفعہ سے دست کشی کی۔ پھر یہ معلوم ہوا کہ ہزار سے
کم کو فروخت ہوا یا ایسے وزنی اعداد متقارب کے بدلے میں بکا کہ قیمت
اوسکی ہزار روپیہ یا زیادہ ہے۔ تو پھر شفیع کو دعوی شفعہ کا پونہچے
گا۔ اگر یہ کھلا کہ اسباب کے بدلے میں مکان بکا جسکی قیمت ہزار روپیہ
یا زیادہ ہے تو شفعہ نپونہچے گا۔ اسواسطے کہ وزنی اشیا کا دینا کبھی شفیع کو
آسان ہوتا ہی بہ نسبت زر نقد کے اور اسباب میں اگر اوسکی قیمت ہزار
روپیہ ہے تو شفیع کو ہزار روپیہ دینا ہوگا اور ہزار روپیہ پر وہ شفعہ کو چھوڑ
چکا ہے۔ اور اگر زیادہ ہے تو بطریق اولے شفعہ نہوگا۔ (کذا فی الاصل)
بعد بیع ایک ثلث واقع ایک موضع کے مشتری نے واسطے تقسیم ایک
حصہ کے درخواست کی۔ ایک شریکدار نے جو حقدار شفعہ کا مستحق

بیع کے تھا۔ اس درخواست کی نسبت کوئی عذر نہیں کیا اور تقسیم عمل میں
آئی۔ بعد ازاں شفیع بسبب مذکور نے دعوی شفعہ کا پیش کیا۔ دونو عدالتہائے
ماتحت نے یہہ تجویز صادر کی۔ کہ مدعی بوجہہ اپنے طریق عمل کے نالش
نفاذ حق شفعہ کرنیسے ممنوع ہے۔ اور نظیر موتی ساہ۔ بنام۔ گوکلی رپورٹ
صدر ممالک مغربی و شمالی بابت ۱۸۶۶ء صفحہ ۵۰۶۔ کا حوالہ دیا۔
عدالت ہائی کورٹ نے یہہ تجویز صادر فرمائی کہ ایسا کوئی امر شفیع
کے طریق عمل میں نہیں ہے۔ کہ جو امر مانع تقریر مخالف (اسٹاپل)
یا دست برداری حق شفعہ نامبردہ کی حد تک پونہچے۔ مقدمہ۔ موتی ساہ
بنام۔ گوکلی۔ سے اختلاف کیا گیا۔ اور مقدمہ بہیرون سنگھہ بنام
لالمن مندرجہ ویکلی نوٹس بابت ۱۸۸۵ء صفحہ ۲۱۴ کا محمود صاحب
جسٹس نے حوالہ دیا (مقدمہ بہمن سنگھہ بنام جمال الدین انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد نہم
صفحہ ۴۴۲) استحقاق شفعہ جو بطبق بیع کے پیدا ہوا ایک استحقاق
جدید ہے اور یہہ وہ استحقاق نہیں ہے جو کسی رہن ما قبل کیوقت پیدا
ہوا ہو کسواسطے کہ واجب العرض کا صاف منشا اوس استحقاق شفعہ
سے ہے جو مختلف اوقات میں بوقوع بیع سے پیدا ہو۔ اور تسلیم بالسکوت

مدعی شفیع کی اوسوقت وقوع مین آئی - جبکہ وہ استحقاق نامبردہ کو پیدا نہتا - اسوجہ سے تسلیم بالسکوت یا حد سماعت عارض نہین ہے

(مقدمہ روپ نرائن - بنام - اودہ پرشاد - انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ہفتم صفحہ ۴۷۱)

تسلیم بالسکوت

مد ۴۷

ایک مقدمہ مین ہائی کورٹ الہ آباد نے یہہ تجویز کی - چونکہ مدعی نے ایک نالش ماقبل مین جو اوسکے نام واسطے انفکاک رہن کے دائر ہوئی تھی - اور بوجہ عدم اختیار سماعت کے ڈسمس ہوئی تھی عذر حق شفعہ کا اپنے جواب مین پیش نہین کیا - اور نہ کوئی خواہش خریداری کی ظاہر کی - لہذا انصافاً اوسکو امتناع اظہار حق شفعہ کی اسوجہ سے ہے کہ اوسنے بیع کو بذریعہ سکوت کے تسلیم کیا -

(مقدمہ شیام سندر - بنام - امانت بیگم انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد نہم صفحہ ۲۳۴)

ملک اودہ

ایک مقدمہ مین مسٹر کیمپر صاحب سابق جوڈیشل کمشنر اودہ نے یہ تجویز صادر فرمائی - اس مقدمہ مین فریقین مسلمان ہین پس بموجب دفعہ ۳ - (ب) ۲ - ایکٹ ۱۸ سنہ ۱۸۷۶ع قانون شفعہ جبکہ فریقین

پابند ہین - وہ شرع محمدی ہے باستثناء اوسقدر کے - کہ جسقدر وہ قانون شریعت - یا اس ایکٹ یا کسی دوسرے ایکٹ یا رواج کے روسے ترمیم ہوگیا ہو باب دوم ایکٹ مذکور مین کوئی ایسا حکم نہین ہی جسکے روسے شرائط شرع محمدی کے درباب ضرورت طلب بالمواثبت کے دعوی شفعہ مین معدوم ہوگئے ہون - مین اس مسئلہ مین عدالت ماتحت سے اتفاق کرتا ہون - کہ مقدمہ مین یہ امر ثابت ہوگیا کہ جسوقت مسودہ دستاویز کا لکھا جاتا تھا - اوسوقت مدعی رسپانڈنٹ وہان پر موجود تھا اور اوسنے دعوی شفعہ کا کیا - لہذا مین تجویز کرتا ہون کہ اگر مدعی کو حق شفعہ حاصل تھا تو اوسنے اوسوقت کے سکوت سے اپنے حق کو تلف کردیا - (مقدمہ محمد تقی علی خان - بنام - محمد علی منفصلہ ۱۱ - دسمبر ۱۸۷۹ع - جوالا پرشاد اودہ ڈیسیزن صفحہ ۱۹۸ -)

مسٹر اسپارکس صاحب جوڈیشل کمشنر نے ایک مقدمہ مین یہ تجویز صادر کی کہ شہادت سے یہ امر ظاہر ہے کہ بیع علانیہ کی گئی تھی اور جملہ حصہ داران موقع پر جمع تھے - باوجودیکہ ضروری اصول قانون کے بائع کی جانب سے نظر انداز کئے گئے - میری راے یہ ہے -

کہ مدعی اپنا حق نافذ نہیں کرسکتا - کیونکہ اوسکو وقوع بیع کی اطلاع
تھی - بلکہ اوسکی رضامندی شریک تھی - لہذا مدعی کے دعوے میں
دفعہ ۱۱۵ - قانون شہادت عارض ہے - (مقدمہ گوکل وغیرہ - بنام
سماۃ چیرو نجا وغیرہ فیصلہ ۲۳ - نومبر ۱۸۷۲ء - سلکٹ کیس نمبر ۴۳)

مد ۴۸ قانوناً ممنوع

اگر شفیع بطور کارندہ بایع کے کام کرے اور مکان کو بحق مشتری منجانب
بایع فروخت کرے - تو وہ قانوناً دعوی شفعہ سے محروم ہوجاتا ہے
اور جبکہ بطور کارندہ مشتری کے کام کرے اور کچھ جائداد واسطے مشتری
کے خرید کرے اوسکا حق شفعہ قایم رہتا ہے - کیونکہ یہہ ایک اصول
ہے - کہ اگر کوئی شخص بطور کارندہ دوسرے کے اراضی مقبوضہ دوسرے کی
فروخت کرے تو دونو صورتوں میں حق شفعہ معدوم ہوجاتا ہے -
لیکن برخلاف اسکے خریداری میں باقی رہتا ہے - اور دونو مسلوں میں
نہایت خفیف اور نازک اختلاف ہے (ہدایہ جلد سوم صفحہ ۶۰۲)
دعوی نفاذ حق شفعہ بمقابلہ خریدار جائداد منضبطہ گورنمنٹ جسنے ایسی
جائداد کو خریدا ہو جسکو حکام مال نے بمواخذہ بقایا مالگذاری کے

فروخت کیا ہو۔ قایم نہین ہوسکتا۔ (مقدمہ محمد ولایت اللہ خان۔ بنام۔ احمد حسین خان آگرہ رپورٹ جلد ۲ صفحہ ۷۰۔ ڈائجسٹ آف انڈین کیسیز جلد ۴۔ صفحہ ۴۳۵ ۔ شفعہ نمبر ۵۔)

دفعہ ۴۹ **شرکت اجنب**

اگر وہ شخص جسکو حق شفعہ حاصل ہو ایسے معاملہ مین شریک ہو جو ہاتھہ شخص اجنب کے کیا جائے۔ یا جو خود مشتری جائداد کا ہوکر کسی شخص اجنب کو خریداری مین شریک کرلے تو وہ بعدہ نسبت بیع کے عذر نہین کرسکتا جسکے ذریعے سے بہ تسلیم بالسکوت اوسنے حق شفعہ سے انحراف کیا۔ اور نہ وہ دعویدار دوسرے دعویداران شفعہ پر اعتراض کرسکتا ہے۔ جو ازروے نالش شفعہ کے غرض اصلی حق مذکور کا نفاذ کراتے ہین۔ قاعدہ یہ ہے کہ وہ شخص اوس حق کا دعوی نہین کرسکتا کہ جس سے خود اوسنے انحراف کیا ہو۔ اور نہ اوسکو اجازت اسبات کی دیجاسکتی ہے کہ اوس نقصان کی شکایت کرے جسکو اوسنے بالسکوت تسلیم کیا۔ کہ درمیان مقدمۂ حال اور اون مقدمات کے کہ جنمین شفیع نے شخص اجنب کو خریداری مین

شریک کر لیا ہو فرق ہے۔ مگر بوجوہ متذکرۂ صدر ہماری یہ رائے ہے کہ کوئی ایسا فرق اصولاً نہیں ہے اور ہم یہ تجویز کرتے ہین کہ جسطرح جبکہ شریک مستحق منفعت فائدۂ حق مذکور سے بوجہ شریک کرنے اجنبی کے خریداری جائداد میں محروم ہوجاتا ہی اسیطرح سے شفیع حق نفاذ شفعہ سے بوجہ شریک کرنے ایسے اشخاص کے دعویداری مین جو مثل مشتری کے اجنبی ہین محروم ہوجاتا ہے۔ (بھوانی پرشاد بنام ڈمرہ۔ انڈین لارپورٹ الہ آباد جلد پنجم صفحہ ۱۹)

ملک اودہ

مسٹر ٹینگ صاحب بہادر جوڈیشل کمشنر اودہ نے بحوالہ نظیر محولہ بالا یہ تصفیہ فرمایا ہی کہ اگر شفیع شخص اجنبی کو اپنے ساتھ دعوی شفعہ مین شریک کرے تو لابد ہے کہ اوسنے اپنے حق شفعہ کو خود تلف کیا۔ (مقدمہ بہودر سنگھ بنام بہاسنگھ سلکٹ کیس نمبر ۱۲۲)

مد ۵۰ ناقابلیت قانونی یا غیر حاضری شفیع

ایک مقدمہ مین۔ یہ بحث ہوئی کہ مدعی ۱۶ سال سے نیپال مین رہتا تھا۔ اور اوسنے اوس جائداد کو جسکی ملکیت کی بنا پر اوسکا دعوی

حق شفعہ مبنی تھا اپنے پسر گنگا پرشاد کے ہاتھہ میں چھوڑی تھی۔ عدالتین ماتحت (جج ماتحت صاحب جج ضلع بنارس) نے نسبت شخص اخیر الذکر کے یہہ تجویز کی کہ اوسنے بذریعہ تسلیم بیع کے جس سے نالش حال متعلق تھی دعوی شفعہ کا کیا۔ مدعی نے اس فیصلہ کی ناراضی سے اپیل کیا۔ برطبق واپسی مقدمہ بحکم ہائی کورٹ عدالت اپیل ماتحت نے یہ تجویز کی۔ کہ گنگا پرشاد کی حیثیت نسبت اوسکے پدر کی حصہ کے ایسی تھی کہ حسب رائے اوسکا منجانب پدر کے بیع یا خرید کرنا قانوناً ناجائز تھا۔ کوئی عذر نسبت اس تجویز کے مدعی اپیلانٹ نے حسب دفعہ ۵۶۷ ضابطہ دیوانی کے نہیں کیا از محمود صاحب جسٹس۔ یہ عام قاعدہ شفع کا ہی کہ کوئی فعل یا ترک فعل کارندہ مجاز یا مہتمم شفیع کا شفعہ پر وہی اثر رکھتا ہی کہ گویا وہ فعل یا ترک فعل خود شفیع نے کیا۔ بس انکار گنگا پرشاد نسبت خریداری جائداد متنازعہ نالش حال کے مانع اوسکا ہی کہ مدعی کی نالش حال سرسبز ہو۔ اپیل معہ خرچہ کے ڈسمس کیا جاتا ہی (مقدمہ سری پرشاد بنام شیو پرشاد انڈین لاء رپورٹ الہ آباد جلد ہفتم صفحہ ۴۱)

مد ۵۱ | شفیع بیدخل

مدعی نے یہ نالش واسطے نفاذ حق شفعہ نسبت ایک حصہ موضع کی جسمین
اوسنے ایک اپنا بقال کے ساتھہ شریک ہونا بیان کیا دایر کی - مدعا علیہم
نالش مذکور جسمین بقال و مشتریان و دیگر اشخاص دعویداران مخالف حق شفعہ
حصہ مبیعہ تھے - صرف شفیعان مخالف نے نالش کے جوابدہی اس بنا پر
منجملہ دیگر امور کی کہ خود مدعیہ اپنے حصہ موضع پر جسکی بنا پر روسے اپنے
حق شفعہ کا پیدا ہونا بیان کیا قابض نہین ہے - عدالت مرافعہ اولے نے اوسکی
نالش کو ڈسمس کیا - بر طبق اپیل صاحب جج ضلع نے اوسکی دعوی کو در اصل
بمقابلہ مدعا علیہم شفیعان مخالف کے ڈسمس کیا مگر مدعا علیہ کا یہ حق قرار دیا
کہ اگر دیگر شفیعان اوس ڈگری سے مستفید ہون جو اونہون نے اپنی
نالش مین حاصل کی ہی تو مسماۃ اوس حصہ کو پا سکتی ہے - ۱۲ جنوری ۱۸۸۸ء
کو مدعیہ کا اپیل دوم منظور ہوا - اور ۲۰ جنوری کو مدعیہ کا حصہ موضع
جسکی بنا پر اوسنے دعوی شفعہ نسبت حصہ مبیعہ کے کیا تہا بعد اجرا ے
ڈگری مصدرہ ایک اور نالش کے نیلام ہوا رسپانڈنٹ نے یہ حجت
کی کہ چونکہ بعد دائر ہونے اپیل کے مدعیہ کا حصہ جسکے ذریعے سے اوسنے
اپنا حق بیان کیا تہا نیلام ہو گیا - لہذا اب کوئی ڈگری اوسکے حق مین صادر

نہین ہوسکتی۔ تجویز ہوئی۔ کہ اس عدالت کو بحیثیت عدالت اپیل صرف
یہ دیکھنا چاہیے کہ عدالت مرافعہ اولی نے دعوی کو بیجا ڈسمس کیا تو مدعیہ
کے حقمین کوئی نقصان اسوجہہ سے نہین ہوسکتا کہ اوسکا حصہ بعدہ
اجرائے ڈگری مصدرہ ایک دوسری نالش مین نیلام ہوگیا۔ اگر مدعیہ
ڈگری اپنے حق مین عدالت اولے سے حاصل کرلیتی تو ایسے نیلام سے
اوسکے حقمین کچہہ خلل نہتا۔ کہ ڈگری کی تائید برطبق اپیل یا تجویز ثانی
کرتی۔ اور نیلام کا ہوجانا کوئی وجہہ اپیل بائع کی نہوئی۔ مزید بران
یہ امر کہ مدعیہ اپنے حصہ سے بوقت ارجاع نالش بیدخل تہی۔ اہم نہین
ہے عدالت کو یہ تحقیق کرنا چاہیے تہا۔ کہ آیا مدعیہ بتاریخ نالش قانونًا
مستحق اوس حصہ کے تہی یا نہین جسکے ذریعے سے حق شفعہ کا پیدا ہونا بیان
کیا گیا ہے۔ تجویز از محمود صاحب جسٹس نقرہ مندرجہ کتاب
ہدایہ ترجمہ ہملٹن صاحب مطبوعہ گرنڈی صاحب صفحہ ۵۶۲ کے یہ معنے
نہین کہ جائداد مشفوعہ مین شفیع کو حق ملکیت حاصل ہو۔ اور نہ محض اسیقدر
کہ حق دعوی یا کسی اور قسم کا حق مشروطہ جو ملکیت کامل سے کم ہو۔

(مقدمہ سکینہ بی بی بنام۔ امیرن وغیرہ انڈین لاء رپورٹ الہ آباد جلد ۱۰ صفحہ ۴۷۲)

مد ۵۲ خریداری مابعد

یکم ستمبر ۱۸۸۱ء کو لچھمی نرائن و رام سرچ لال نے مسماۃ بھگونتا کے ساتھ
ایک اقرارنامہ جسکی رجسٹری باضابطہ ہوگئی تھی بدین مضمون لکھا۔ کہ ہمکو
بعوض دائر کرنے نالش واسطے دلاپانے ۱۲ حقیت موضع کی جسکا دعوے
مسماۃ بھگونتا کو ازروئی حق وراثت بمقابلہ گجادہر کے تھا نصف حصہ ملنا
چاہیے۔ لچھمی نرائن و رام سرچ لال نے واسطے پیروی کرنے و نالشات حقیت
مذکور کے روپیہ لگایا جسکی نسبت ۵۔ اپریل ۱۸۸۳ء کو ابتداءً مصالحہ ہوگیا
تھا اور مسماۃ بھگونتا نے ا ر ۳ پائی منجملہ ۱۲ ار کے جسکے لیے اوسنے دعوے
کیا تھا پایا۔ مصالحہ مذکور مین مسماۃ بھگونتا نے حسب ذیل بیان کیا۔
مین اپنے دو شرکا لچھمی نرائن و رام سرچ لال کو بعوض پیروی دو مقدمات
کے ا ر دیتی ہون۔ مین مدعیہ بقیہ ۳ پائی پر قابض رہونگی۔ اوسی درمیان
مین ۳ ستمبر ۱۸۸۱ء کو گجادہر نے اپنی حقیت ۱۲ ار مین سے ۳ ر متوگدت
کے ہاتھہ بیع کر دیا۔ ۳ ر اپریل ۱۸۸۳ء کو متوگدت نے بدعوی حق شفعہ
حقیت ا ر جسے لچھمی نرائن و رام سرچ لال نے مسماۃ بھگونتا سے حاصل
کیا اس بنا سے نامبردگان پر نالش دائر کی۔ کہ انتقال حقیت کا۔

۵- اپریل ۱۸۸۱ء کو ہوا - دعوی ہذا موضع کے واجب العرض سے یعنی تھا جس سے حق شفعہ شرکا کو نسبت ہر حصہ دار کے جو اپنا حصہ منتقل کرنا چاہے ملا تھا - تجویز ہوئی کہ ۵- اپریل ۱۸۸۲ء کو مصالحہ صرف ایک قطعہ بابت تعداد حصہ بھگونتا و لچھمی نرائن و رام سج لال کے تھا - اصل انتقال لچھمی نرائن و رام سج لال کا ستمبر ۱۸۸۱ء سے نافذ کرایا گیا تھا اور چونکہ یہ انتقال متوگدت کے موضع مذکور میں کسی استحقاق حاصل کرنیکے قبل ہوا تھا - اسلیئے نامبردہ بوقت انتقال حصہ دار شریک نہ تھا لہذا اوسکو خلاف لچھمی نرائن و رام سج لال کے بطور حق شفعہ کوئی دعوی نہ تھا

(مقدمہ لچھمی نرائن بنام متوگدت انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۷ صفحہ ۲۹۱-)

جس صورت میں بموجب واجب العرض کے حق شفعہ ہو اور جسکا حصہ دار پر بروقت فروخت جائداد کے دعوی کر سکے اور جسکا نفاذ کرا سکے تو شخص مشتری حق حصہ دار جسکا مابعد بیع کے وقوع ہو دعوی نفاذ شفعہ کا نہین کرا سکتا جسطرح کہ اوسکا بائع دعوی کر سکتا تھا - اور نفاذ شفعہ کا کرا سکتا تھا - (بمقدمہ شیو نرائن مدعی بنام ہیرا انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۷ صفحہ - ۵۳۵ -

دفعہ ۵۳

حق شفعہ استرداد بیع مین

بیع بالجبر منجانب مشتری بنام بائع

اوس حق شفعہ پر جو پیدا ہو چکا ہے۔ کچھہ اثر نہین رکھتی ہے۔

(دیکھو ڈائجسٹ بنگال لارپورٹ کالم ۴۲۵ ۔ مقدمہ سید محمد بنام ۔ راگو نادہرن بولیا ۔ جلد ۴ ۔ C ۔ A ۔ صفحہ ۲۱۹)

ایک ڈگریدار نے اپنے مدیون کا حق نیلام مین بمعاوضہ اپنے مطالبہ ڈگری کے خرید کیا ۔ لیکن زرڈگری مدیون سے لیکر پھر اوس جائداد کو بدست مدیون مذکور قبل منظوری نیلام کے فروخت کرڈالا ۔ ہائیکورٹ نے ۔ تجویز کیا گو یہ معاملہ ایسے انتقال کے حد کو نہین پہونچتا ہی جو کسی حصہ دار مدیون کیواسطے حق شفعہ کا بموجب واجب العرض کے پیدا کرے ۔ (مقدمہ محمد رضا خان بنام جواہر سنگھہ آگرہ جلد دویم صفحہ اول ۔ ڈائجسٹ آف انڈین لاکیسز جلد ۴ صفحہ ۷۳۵ شفعہ نمبر ۱۵)

ایک مقدمہ شفعہ مین اپیل بنا راضی ڈگری عدالت ابتدائی مبنی بشرائط واجب العرض دائر ہوا لیکن متخاصمین مقدمہ نے باخود راضی نامہ کر لیا جسکے ذریعے سے شفیع اپنے حق شفعہ سے

نسبت ایک جزو جایداد کے دست بردار ہوگیا اور اوس جزو کو بحق مدعا علیہ چھوڑ دیا مشتری نے دعوی شفعہ کو نسبت باقیماندہ جایداد کے تسلیم کرلیا۔ اسی مصالحت پر ڈگری صادر ہوئی۔ بعد ازان ایک حصہ دار سے جو شفیع جہان جایداد مسبوق الذکر واقع تھی۔ اپنا دعوی نفاذ حق شفعہ کا اس حجت سے دائر کیا کہ مصالحت اور ڈگری جو بربنائے اوسکے صادر ہوئی بحق مدعی بمفہوم واجب العرض انتقال کے حد کو پہونچ گئی۔ ہائی کورٹ نے تجویز کی کہ ایسا دعوی شفعہ قابل سماعت نہین ہے۔ (مقدمہ ہنومان رائے۔ بنام۔ اودہ نرائن رائے انڈین لارپورٹ الہ آباد جلد ہفتم صفحہ ۹۱۷)

باب ہشتم

حق شفعہ کب اثر پذیر ہوتا ہے

مد ۵۴ بیعنامہ مین

ایک معاملہ بیع بالوفا ازروے دستاویز مورخہ ۲۳ ستمبر ۱۸۶۷ع کے ہوا۔ مگر انتقال قبضہ کا نہین ہوا۔ اور میعاد گذرنے پر بیع بالوفادار کارروائی بیعیات عمل مین لایا۔ اور سال مہلت بتاریخ

۲۳-جولائی ۱۸۷۰ء منقضی ہوا-بعدہ اوسنے نالش نمبری بیع کامل کرا پانے اور قبضہ کے کی اور ۱۹-دسمبر ۱۸۷۸ع کو ڈگری حاصل کی-شفیع نے نالش شفعہ بتاریخ ۱۵-جنوری ۱۸۷۹ء دائر کی-دونون عدالت ماتحت نے نالش کو بہ بنائے حاسمات ڈسمس کیا-اپیل خاص مین منجانب رسپانڈنٹ کے یہہ اعتراض ہوا کہ حق شفعہ مدعی کو بیع بالوفا کے تکمیل ہونے پر حاصل نہین ہوا بلکہ جو کچہہ اوسکو حق حاصل ہوا وہ اوسوقت پیدا ہوا تہا-کہ جب معاہدہ بیع بالوفا عمل مین آیا تہا-عدالت ہائی کورٹ نے یہہ تجویز کی-کہ حق شفعہ بصورت بیع بالوفا کے جسکے بموجب قبضہ منتقل نہوا ہو-اوسوقت پیدا نہین ہوتا جبکہ بیع عمل مین آئی بلکہ جبکہ بیع بالوفا کامل ہو جائے-(مقدمہ جیکرن رائے-وغیرہ بنام-گنگا دہاری وغیرہ-انڈین لار یورٹ الہ آباد جلد ۳-صفحہ ۱۷۵-)

ایک دوسرے مقدمہ مین یہہ تجویز صادر ہوی کہ وجہہ مخاصمت ایسے شخص کو کہ جو دعویدار حق شفعہ کا نسبت رہن بطریق بیع بالوفا کے ہو رہن مذکور کے بیعنامہ ہونے پر پیدا ہوتی ہی-یعنے نالش

مہلت کے بغیر ادا ہونے زر رہن منجانب راہن کے ختم ہونے پر۔ کیونکہ میعاد مذکور کے ختم ہونے پر مرتہن کو حق مالکانہ جائداد مرہونہ کے نسبت حاصل ہوتا ہے۔ پس میعاد مذکور کی منقضی ہونے پر شخص مذکور نالش نفاذ حق شفعہ کی کرسکتا ہے۔ اور ضرور نہین کہ اوسوقت تک انتظار کرے کہ مرتہن مالکانہ جائداد مرہونہ کا حاصل کرے۔ (مقدمہ ہزاری بنام شنکر دیال انڈین لاریورٹ الہ آباد جلد ۵ صفحہ ۱۴۳)

ایک بیع بالوفا دار نے جو قابض تھا حسب آئین ہفتم ہ۱۸۰۶ع درخواست بیع بالوفا کے بیع لاکلامی قرار پانے کی دی سال مہلت جولائی ۱۸۷۸ع مین ختم ہوا۔ نومبر ۱۸۷۸ع مین بیع بالوفا دار نے نالش واسطے قبضہ جائداد اس بنا پر کی کہ بیع بالوفا بیع لاکلامی ہوگئی ہے۔ نامبردہ نے ڈگری حاصل کی۔ جسکے اجرا مین ۳۰۔ اپریل ۱۸۷۹ع کو قبضہ حسب ضابطہ جائداد کا مطابق قانون کے نامبردہ نے حاصل کیا۔ ۲۳۔ مارچ ۱۸۸۰ع کو نالش بمقابلہ نامبردہ واسطے نفاذ حق شفعہ بابت جائداد مذکور دائر ہوئی تجویز ہوئی کہ میعاد سماعت ایسی نالش مین ۳۰۔ اپریل ۱۸۷۹ع

سے کہ اس بابت میں کہ بیع بالوفادار نے قبضہ جائداد کا اپنی ڈگری اخیر میں
حاصل کیا۔ محسوب ہوگی۔ نہ کہ انقضائے سال مہلت سے۔
(مقدمہ پرگ چوبے۔ بنام۔ بھجن چودھری نمبر ۵ انڈین لارپورٹ الہ آباد جلد ۴ صفحہ ۲۹۱)

جس صورت میں کہ مرتہن معاملہ رہن بیع بالوفا از روئے رہن نامہ قابض
نہو اور بعد بیعبات کے اوسکو نالش قبضہ کی کرنی چاہیے۔ تو
استحقاق نفاذ حق شفعہ اوسوقت پیدا ہوتا ہے جبکہ وہ قبضہ کی
ڈگری حاصل کرے (مقدمہ شنکر لال بنام گجراج سنگھ انڈین لارپورٹ
الہ آباد جلد ۴ صفحہ ۱۴۴)

ایک مقدمہ میں یہ تجویز ہوئی کہ کارروائی حسب آئین نمبر ۱۷ ۱۸۰۶ء
جسکے بموجب ایک رہن بیع بالوفا کے بیعبات ہوئی بنسبت
تعداد زر رہن کے بمقابلہ اون اشخاص کے قطعی نہیں ہے۔ جو بعدہ
حق شفعہ کے نفاذ کا دعوی کریں۔ اور بحث بنسبت تعداد زر رہن کے
پیدا کریں (مقدمہ فاربس۔ بنام۔ امیر النسا بیگم صفحہ ۳ کا حوالہ دیا گیا۔)
نیز یہ کہ بربنائے اصول عام ڈگری مصدرہ نالش معیات رہن
بیع بالوفا اوس شخص پر قابل پابندی نہیں ہے جو فریق نالش نہو

اور حق شفعہ کے نفاذ کا دعویٰ اور اسی قسم کی بحث پیدا کرے
نیز یہ تجویز ہوئی کہ اوس شخص پر جو حق شفعہ کا نسبت رہن
بیع بالوفا کے دعویٰ کرتا ہو لازم ہے کہ وہ کل روپیہ جو بموجب
رہن کے اوسوقت واجب الادا ہو جب وہ قطعی ہوا بطور قیمت
جائداد کے ادا کرے۔ نیز یہ کہ بعد انقضا سے سال مہلت کے
جو بموجب آئین ۔۷ ۱۸۰۶ء کے دیا گیا ہے۔ ملکیت جائداد
مرہونہ کی قطعاً مرتہن کو حاصل ہو گی۔ گو اوسنے ڈگری اثبات
یا استقرار اپنے حق کی حاصل ہی نکی ہو۔ (مقدمہ فارس بنام امیر النساء بیگم
(۳) کا حوالہ دیا گیا اور مقدمات عاشق علی بنام متھرا کندو (۴) خوب چند
بنام لیلا دھر (۵) وجیو راکھن سنگھ بنام حکم سنگھ (۶) و سروپ چندر رائے
بنام مہندر چندر رائے (۷) ولطف حسین بنام عبد العلی (۸) کی تقلید کی گئی

(۳) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۶۳ (۴) انڈین لا رپورٹ الہ آباد
جلد ۵ صفحہ ۱۸۰ (۵) رپورٹ ہائے کورٹ ممالک مغربی و شمالی بابت ۱۸۶۹ء
صفحہ ۱۰۳ (۶) ایضاً صفحہ ۳۵۸ ۔ (۷) ویکلی رپورٹر جلد ۲۲ صفحہ ۵۳۹
(۸) ویکلی رپورٹر جلد ۸ صفحہ ۴۷۶ (مقدمہ توکل رائے دیک کسرو گیرہ علیہا

بنام لچھمن راے وغیرہ جیان انڈین لارپورٹ الہ آباد جلد ششم صفحہ ۳۴۴)

ایک مقدمہ مین ثابت ہوا کہ واجب العرض مین ایک قانون یہ شرط تھی کہ حق شفعہ نہ صرف نسبت معاملات بیع لاکلامی کے بلکہ نسبت معاملات بیع بالوفا اور رہن اور نیز ٹھیکہ کے بھی حاصل ہوگا تجویز ہوی - کہ بموجب اوسکی شرائط کے وقت بیع لاکلامی ہونے بیع بالوفا کے حق شفعہ پیدا ہوتا ہے - وتجویز مقدمہ (الوپرشاد - بنام لیکھمن) پر استدلال کیا گیا -

(مقدمہ عاشق علی بنام متھرا کاندو - انڈین لارپورٹ الہ آباد جلد پنجم صفحہ ۱۸۰)

ایک مقدمہ مین یہ بحث پیش ہوئی - کہ آیا اس دستاویز بیع بالوفا مین انتقال حقیت واقع جائداد داخل ہے - پس احتیاج صرف دفعہ ۵۸ - ایکٹ انتقال جائداد کے حوالہ کی ہی - جسمین تعریف رہن کی یہ ہوئی ہی کہ ہر رہن مین انتقال حقیت واقع جائداد جو بغرض اطمینان مکفول ہوئی ہو داخل ہوتا ہی - چنانچہ دستاویز بیع بالوفا اس قسم کا رہن ہے کہ جو حقیت واقع جائداد اوسکے ذریعہ سے منتقل ہوتی ہی وہ واسطے دار رکھنے حق شفعہ کے کافی ہے -

یہ ضرور نہیں ہے کہ قبضہ کا انتقال ہو۔ تجویز ہوئی کہ دستاویز
بیع بالوفا ایک حصہ دیہہ مذکور کی جسکے رو سے قبضہ منتقل نہیں
ہوا تھا۔ ایک دستاویز انتقال واقع حصہ دیہہ مذکور کے تھی۔
اور حق شفعہ روا رکھنے کے لیے کافی تھی۔ مقدمہ شیو رتن کنور بنام
مہپال کنور انڈین لار پورٹ الہ آباد جلد ۷ کی تقلید کی گئی۔
(مقدمہ عظیمن بی بی۔ بنام امیر علی وغیرہ۔ انڈین لار پورٹ الہ آباد جلد ۷ صفحہ ۲۴۳)

مد ۵۵　شفعہ نیلام عام میں

ایک حصہ دار جائداد محال غیر منقسمہ کا جس محال کا ایک جزو
نیلام عام میں بمواخذہ ایک ڈگری کے نیلام ہوا۔ بموجب
دفعہ ۳۱۰۔ ضابطۂ دیوانی کے حق شفعہ بمقابلہ خریدار نیلام کے
حاصل نہیں کرسکتا ہے محض اس امر سے کہ اوسنے وقت
نیلام کے اظہار اپنے حق کا کیا۔ باشرائط مندرجہ دفعات
۳۰۷-۳۰۶ ضابطۂ دیوانی کی تعمیل کی۔ بلکہ اوسپر فرض تھا
کہ وقت پکارے جانے نیلام کے بولی بولتا۔ اور اپنی بولی کو
بمقابلہ شخص اجنبی کے بڑھاتا جاتا اوس وقت سمجھا جاتا کہ اوسنے

بموجب دفعہ مذکور حق شفعہ حاصل کیا۔ (مقدمہ بہیج سنگھ بنام گوبند سنگھ۔ انڈین لاءرپورٹ الہ آباد جلد دوم صفحہ ۶۵۰)

شرائط دفعہ ۳۱۰ ضابطہ دیوانی کے اوس مقدمہ سے متعلق ہونگے جس مقدمہ مین کہ جائداد بیع شدہ نیلام جزو ایک محال غیر منقسمہ کا ہو۔ اور صرف حق مرافق ایک رہن حصہ مذکور کا زیر نیلام ہو (مقدمہ جیرام داس بنام بینی پرشاد انڈین لاءرپورٹ الہ آباد جلد سوم صفحہ ۱۵)

جبکہ جائداد بہ صیغہ اجراء ڈگری نیلام ہوا اور جملہ شریکداران ہمسایان کو مثل دیگر خریداران کے عدالت مین حاضر ہو کر بولی بولنے کا موقع ہو تو ایسی صورت مین دعوی حق شفعہ نہین ہو سکتا (مقدمہ عبد الجلیل بنام کہلت چند گہوس بنگال لاءرپورٹ جلد اول صفحہ ۱۰۵ و ویکلی رپورٹ جلد دہم صفحہ ۱۶۵)

اگر کوئی جائداد کسی دائن کی ڈگری مین نیلام ہو۔ تو دائن بنسبت اوس جائداد کے دعوی حق شفعہ کا نہین کر سکتا (مقدمہ نظام الدین بنام کہنی جاہ نارتھ ویسٹرن پراونس ہائیکورٹ رپورٹ صفحہ ۵۵۵)

نوٹ - مگر جب کوئی ایسی جائداد بعلت اجرائے ڈگری نیلام
کیجائے جو حصہ کسی جائداد غیر منقسمہ کا ہے - اور دو یا کئی شخص
(جنمیں سے ایک حصہ دار اوس جائداد کا ہے) ایک ہی تعداد
کی بولی بولیں تو ایسی صورت میں حصہ دار کی بولی کو ترجیح
ہوگی دیکھو دفعہ ۳۱۰ ضابطہ دیوانی - یہ دفعہ ساتھہ دفعہ
۱۹۹ - ایکٹ ۱۹ سنہ ۱۸۷۳ع (نافذہ ممالک مغربی و شمالی
اور دفعہ ۱۵۵ - ایکٹ ۱۷ سنہ ۱۸۷۶ع نافذہ ملک اودہ کے

پڑہنا چاہیے -

ایک جائداد غیر منقسمہ و غیر منقولہ کا جز و بعلت ایک ڈگری
کے دائر نیلام ہوا اور اوسکا نیلام بنام مدعی مقدمہ ہذا کے
ختم ہوا - عین قبل اسکے کہ مدعی کی بولی پر نیلام ختم ہوا
مدعا علیہ نالش ہذا نے جو اس حصہ میں شریک تھا اور جسنے
جائداد مذکور پر بولی نہیں بولی تھی ایک درخواست تحریری
عامل نیلام کو جسمیں اوسنے اپنا حق شفعہ بحیثیت شریک بیان
کیا تھا دی اور جائداد مذکور کی بابتہ اوسقدر روپیہ پیش کیا کہ

جسقدر مدعی کی بولی تھی۔ چونکہ عدالت اجراکنندہ ڈگری نے حکم منظوری نیلام بحق مدعا علیہ صادر کیا۔ لہذا مدعی نے نالش حال واسطے دلاپانے دخل جائداد اور منسوخی حکم مذکور اور منظور کیئے جانے نیلام کے بحق اپنے اس حجت سے دائر کی۔ کہ مدعا علیہ نے احکام دفعہ ۳۱۰۔ اکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۷۷ء کی تعمیل نہین کی ہے۔ کیونکہ جائداد مذکور پر بولی نہین بولی ہے۔ پس نیلام اوسکے حقمین غلط طور پر منظور ہوا ہے عدالت مرافعہ اولی نے اس حجت کو منظور کیا۔ اور مدعی کی حقمین ڈگری صادر کی۔ بر طبق اپیل منجانب مدعا علیہ عدالت اپیل کے ماتحت نے تجویز کی کہ قبل اسکے کہ نیلام ختم ہو۔ مدعا علیہ کیطرف سے اسقدر روپیہ کا پیش ہونا کہ جسقدر زیادہ سے زیادہ بولی تھی۔ تعمیل کافی احکام دفعہ ۳۱۰۔ اکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۷۷ء کی متصور ہونی چاہیے۔ اور نالش کو ڈسمس کیا مدعی نے ہائی کورٹ مین پھر اوسی حجت سے اپیل کیا کہ مدعا علیہ نے احکام دفعہ مذکور کی تعمیل نہین کی ہے اور نیلام

اوسکے حقمیں منظور نہیں ہونا چاہیے۔ مسٹر لین وبابو بینی پرشاد
منجانب اپیلانٹ پنڈت نندلال منجانب ریسپانڈنٹ
تجویز عدالت (اسٹریٹ صاحب جسٹس وسٹرل صاحب
جسٹس) اسٹریٹ صاحب جسٹس نے صادر فرمایا۔

اسٹریٹ صاحب جسٹس۔ ہمارے نزدیک صاحب جج کی
یہ تجویز غلط کی کہ مدعا علیہ ریسپانڈنٹ نے احکام دفعہ ۳۱۰
مجموعہ ضابطہ دیوانی کی تعمیل کی ہی۔ یہ الفاظ صاف
ہیں کہ شریک اور شخص دیگر پر لازم ہے کہ بوقت بولنے کے ایک
ہی تعداد کی بولی بولیں۔ پس اسکا یہ مقصود ہی کہ شریک
بطور معمولی بولی بولنے کے علیحدہ بولی بولی۔ اس امر کے
نسبت پیشتر پیچ ہای عدالت ہذا نے ایک سے زیادہ
مرتبہ غور کیا۔ اور مقدمہ حال میں اوسکا اسطرح پر فیصلہ کرنیکے
وقت یہ کہنا کافی ہی کہ ہم سند مقدمہ تیج سنگھ بنام گوبند سنگھ
انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۳ صفحہ ۸۵۰ کو تسلیم کرتے
ہیں اپیل معہ خرچہ ڈگری ہونا چاہیے۔

(مقدمہ ہیرا۔ بنام۔ یونس علی خان۔ انڈین لاء رپورٹ الہ آباد جلد ۴۰۔ صفحہ ۶۰۷)

دفعہ ۵۶ شفعہ بیع ممکن الانفساخ میں

اگر جائداد کی بیع بطور ناجائز ہوئی ہو اسطور سے کہ بائع کو حق فسخ باقی ہو تو جب تک حق فسخ باقی ہے۔ شفیع کو حق شفعہ نہ پہونچیگا۔ اور جب حق فسخ ساقط ہوجاوے مثلاً مشتری اوس جائداد مین عمارت بنالیوے تو شفعہ ثابت ہوجاویگا (کذا فی الاصل) اگر بیع کیوقت شفیع نے شفعہ نہ لیا بعد اوسکے مبیعہ بسبب خیار الرویت یا خیار الشرط یا خیار العیب کے بحکم قاضی بائع کے پاس پھر آگئے تو ایسی صورت مین شفیع کو حق شفعہ نہ پہونچیگا اسلیے کہ یہ فسخ بیع ہے۔ (نور الہدایہ شرح وقایہ جلد چہارم صفحہ ۲۰۴۔ باب ما یجب فیہ شفعہ و یبطل الشفعہ)۔

دفعہ ۵۷ شفعہ بیع ناجائز مین

وہ معاہدہ قانوناً کالعدم ہے۔ جسکے متعاقدین نے نفس معاملہ کے سمجھنے مین غلطی کی ہو۔ (تشریح) رائے غلط نسبت تشخیص مالیت شے متعلقہ معاہدے کے غلطی امر

نہین ہے۔ مثلاً زید جو مستحق ایک ملک کا ہے جو حیات عمرو تک محدود ہے۔ اور اوسنے معاہدہ بیع جائداد مذکور کا خالد سے کیا۔ لیکن۔ وقت معاہدے کے عمرو مرچکا تھا۔ اور متعاقدین معاملہ کو اس واقعہ کی اطلاع نہ تھی۔ یہ معاہدہ کالعدم ہے واضح رہے کہ غلطی واقعہ کی وہ غلطی ہے جو غلطی کرنیوالے کی غفلت قانونی سے نہوئی ہو۔ اور بے احتیاطی اور لاعلمی یا سہو زمانہ ماضی یا حال کا نسبت نفس معاملہ کے یا اوسکے وجود کی بابتہ نہو۔ غلطی ضرور ہے۔ کہ سبب اصلی یا وجہہ موجبہ معاملہ کی ہو غلطی ایسے واقعات مین جو اتفاقیہ اور متعلق ماہیت معاملہ کے یا غیر موجبہ ہو وہ مفید نہین ہے۔ بلکہ مضر ہے۔
مثلاً دو شخص ایک علانیہ معاہدہ کرین جسمین ایک خاص شخص یا خاص خیال متعلق یہ معاہدہ ہو۔ لیکن ہر ایک ان معاہدہ کرنیوالون سے نام کی مواقفیت ہونے سے دہوکا کہایا جاوے۔ اسطور سے کہ جس شخص یا جو خیال مقصود ذہنی ہے وہ دوسرا ہو۔ تو ایسی حالتمین یہ سمجھا جائیگا کہ فیمابین ان دونون شخصون کے کوئی معاہدہ

نہین ہوا۔ بموجب شاستر ہنود کے ہبہ قابل الانفساخ سمجھی جائیگی۔ اگر غلطی یا ناواقفیت قواعد سے واقع ہو۔ کیونکہ معاہدہ بوجہہ غلطی مذکور کے ناقص ہوگیا۔ (دیکھو قانون معاہدہ اکٹ نمبر ۹ سنہ ۱۸۷۲ء دفعہ ۲۰ معہ تشریح صدر لینڈ صفحہ ۷۴)

کوئی معاہدہ اسوجہہ سے قابل الانفساخ نہوگا کہ وہ معاہدہ بوجہہ نافہمی قانون نافذہ ہند کے ہوا تہا۔ لیکن غلطی نسبت ایسے قانون کے جو برٹش انڈیا مین نافذ نہین ہے وہی اثر رکہی گی جو غلطی واقعی کی نسبت ہے۔ مثلاً زید عمر معاہدہ کرین غلطی سے یہ باور کرین کہ ایک خاص قرضہ مین تمادی حد سماعت مجریہ ہند عارض ہے تو ایسا معاہدہ قابل الانفساخ نہوگا۔ اگر زید عمر ایک معاہدہ کرین یگیولیشن متعلق ہندیات نافذہ ملک غیر کو غلط باور کرین۔ تو ایسا معاہدہ قابل انفساخ ہے۔
(دیکہو اکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۲ء دفعہ ۲۱ معہ تشریح صدرلینڈ صفحہ ۴۱)

کوئی معاہدہ صرف اسوجہہ سے قابل الانفساخ نہوگا کہ متعاقدین معاملہ مین سے ایک فریق نے واقعہ مین غلط فہمی کی۔

(دیکھو دفعہ ۲۲ - قانون مذکور معہ تشریح محولہ بالا)

وہ معاملات جنکا بدل حسب تشریح ذیل وہ خلاف قانون ہین -
اول قانوناً ممنوع ہو - دویم - ایسا ہو کہ اگر نافذ کیا جاے تو
کسی خاص منشاء قانون کے برعکس ہوگا - سیوم - فریبی ہو -
چہارم ایسا ہو کہ کسی شخص یا کسی کی جائداد کو نقصان پہونچانیوالا ہو -
پنجم ایسا ہو کہ عدالت اوسکو خلاف تہذیب یا خلاف مصلحت
عامہ خیال کرے - ان سب صورتون مین اگر یہی صورتین بدل معاہدہ
یا مقصود معاہدہ ہون تو کہا جائیگا کہ وہ قانوناً ناجائز ہے -
اور ہر ایسا معاہدہ جسکا بدل یا مقصود خلاف قانون ہو کالعدم ہی

مثلاً

(الف) زید عمرو بکر یہ معاہدہ کرتے ہین کہ ایک جائداد جو اونکو
حاصل ہوگئی ہے - یا جسکو وہ بذریعہ فریب کے حاصل کرنیوالے
ہین - باخودہا تقسیم کرلین گے - ایسا معاہدہ کالعدم ہے کیونکہ
مقصود اوسکا قانوناً ناجائز ہے -

(ب) زید نے عمرو سے یہ معاہدہ کیا کہ اوسکو وہ کسی محکمے مین نوکر کرا دیگا -

اور بعوض اوسکے زید اوسکو ایکہزار روپیہ دیگا - یہ معاہدہ کالعدم
ہے کیونکہ بدل اوسکا قانونًا ناجائز ہے -

(ج) زید نے جو ایک مالک اراضی کا کارندہ ہے بکر سے اس شرط
پر کچھہ روپیہ کا معاہدہ کیا کہ وہ اوسکو اپنے آقا سے پٹہ کسی اراضی کا
دلادیگا حالانکہ اسکی اطلاع اوسکے آقا کو نہ تہی - یہ معاہدہ کالعدم
ہے کیونکہ یہ مبنی بفریب ہے جو زید نے اپنے آقا سے مخفی رکہا -

(د) زید کی حقیت بمطالبہ بقایا مالگذاری کے بموجب
قانون وصول مالگذاری کے نیلام ہوئی جسکی روسے باقیدار
خریداری سے ممنوع تہا بکر نے بخوہش زید سے اتفاق کرکے اوسکو
خرید کیا اور یہ اقرار ہوا کہ بکر زید کو وہ حقیت خرید کردہ واپس کریگا
بشرطیکہ قیمت ادا کردہ زید دیدے - ایسا معاہدہ کالعدم ہے
کیونکہ یہ معاہدہ خریداری کا بجانب باقیدار سمجہا جاتا ہے اور
اس سے منشا قانون کا ساقط ہوتا ہے -

(ہ) زید جو مختار عمرو کا ہے وہ بکر سے یہ معاہدہ کرے کہ وہ
اپنے وبائے کے ذریعے سے عمرو سے کچھہ فائدہ بکر کا کرادیگا تو بکر

تو بکر اوسکو ایکہزار روپیہ دیگا۔ یہ معاہدہ کالعدم ہے کیونکہ خلاف تہذیب ہے

(۹) — زید اپنی لڑکی بکر کو کرایہ پر دے اس معاہدہ سے

کہ بکر اوسکو اپنی حرم بنا وے۔ ایسا معاہدہ کالعدم ہے۔

کیونکہ خلاف تہذیب ہے۔ گو ایسا کرایہ پر دینا بموجب تعزیرات

ہند قابل سزا نہی نہو۔

(نوٹ) اسی مثال کی تحت مین اسکا ظاہر کرنا ضرور ہے کہ

عورات بازاری مخش پیشہ اپنی مقررہ اجرت روزینہ یا ماہانہ کا

دعوی نہین کر سکتی ہین کیونکہ بہ حیثیت قاعدہ محولہ بالا کے وہ

معاہدہ کالعدم ہے۔

ایک مقدمہ مین جارج کیمبل صاحب جوڈیشل کمشنر اودھ نے

نظیر نمبر ۹۲ مین تحریر فرمایا ہے کہ کسی ناچنے والی عورت کا

پرورش کنندہ یا تعلیم دہندہ اوس زیور کو واپس نہین پا سکتا ہے

جو اوسنے اپنے پیشہ کسب سے پیدا کیا ہو۔ وہ مال ویسیکا

ہی جسکے پاس ہے کیونکہ وہ نوکر نہ سمجھی جائیگی۔

(مقدمہ چھجو خان بنام لعل جان وغیرہ)

ایک مقدمہ مین یہ واقعات ظاہر ہوئے کہ زید نے ساتھ ہندہ کے چند سال تک بطور اپنی حرم کے تعلق رکھا۔ ہندہ نے اس معاوضہ مین اپنے وظیفہ سالانہ کا ایک حصہ بذریعہ دستاویز رجسٹری شدہ مورخہ ۲۸ - مارچ ۱۸۶۶ء کے منتقل کر دیا۔ زید نے بمقابلہ ورثاء ہندہ کے واسطے نفاذ معاہدہ کے اس دلیل سے دعویٰ کیا۔ ہائی کورٹ نے تجویز کی کہ وہ معاہدہ نہ خلاف تہذیب تھا اور نہ بدل اوسکا خلاف قانون تھا بلکہ قابل نفاذ (مقدمہ مان کنور بنام جسو دہا کنور الہ آباد جلد اول صفحہ ۴۷۸)۔

دوسرے مقدمہ مین یہ تصفیہ کیا گیا کہ جماع گذشتہ اگر بدل کسی معاہدہ کا قرار دیا جاوے تو وہ خلاف تہذیب نہ تصور کیا جاویگا۔ کیونکہ اوسکو یہ کہنا چاہیے کہ وہ بطور نفقہ مقررہ کے ہی جسکے دینے کا عورت سے اقرار ہوا تھا۔ ایسا معاہدہ گو وہ بطور ایک خدمت معاہدہ کے خیال کیا جاوے جو بدل سابقہ سمجھی گئی ہو۔ تاہم حسب قانون معاہدہ کے یہ ضرور نہین ہے کہ وہ معاہدہ بغیر بدل تصور کیا جاوے۔

(مقدمہ بدلن کنور بنام سکھرانیت سنگھ الہ آباد جلد سوم صفحہ ۷۸۲)

دفعہ ۵۵ معاہدات خلاف مصلحت عام

ایک مقدمہ میں حسب ذیل واقعات بیان ہوئے کہ مدعی نے ایک مکان کو معہ احاطہ خرید کیا اور مدعاعلیہ پر بابت کے اوسکے دخل کا دعویٰ کیا منجانب مدعاعلیہ یہ جواب ہوا کہ بیع اس غرض سے واقع ہوئی کہ روپیہ ایک شخص ثالث کو بطور رشوت کے دیا جاویگا اسواسطے کہ وہ شخص ثالث مدعاعلیہ کو مواخذہ جرم بددیانتی سے بچا دینے کی کوشش کرے۔ عدالت اپیل ابتدائی نے یہ تجویز کی کہ مثل میں ایسی شہادت موجود نہیں ہے جس سے ظاہر ہو کہ مدعاعلیہ اوس مقدمہ بددیانتی میں کوئی فریق تھا۔ اور دعوی کو ڈگری کیا عدالت ہائیکورٹ نے اس رائے سے نسبت واقعات کے اتفاق کیا مگر یہ تجویز کیا کہ ایسا معاہدہ فی الاصل خلاف قانون ہے۔

(مقدمہ راج کرسٹو بنام کیلاش چندر مشرا بھٹاچارجی انڈین لا رپورٹس کلکتہ جلد ہشتم صفحہ ۲۴)

مد ۵۹

انتقال حق نالش شفعہ

حق شفعہ ناجائز ہوجاتا ہے۔ اگر شفیع اپنے حق کو کسی معاوضہ سے بطور مصالحت کے بیچے نیز حق شفعہ ناجائز ہوجاتا ہے اگر شفیع قبل اسکے کہ اپنے دعوے کو پاس قاضی کے رجوع کرکے ڈگری حاصل کرے فروخت کرڈالے اگر شفیع اپنے استحقاق شفعہ کو کسی معاوضہ سے بدل کرے۔ تو گویا اوسنے اس فعل سے اپنے حق کو تلف کیا۔ اور وہ مستحق اوس معاوضہ کا بھی نہیں ہوتا۔ کیونکہ اوسوقت تک وہ حق مستقل یا ملک جائے متنازعہ میں نہیں رکھتا تھا۔ صرف اسقدر کہ اوسکو ایک قوت مالک ہوجانے کی باخراج خریدار حاصل تھے۔ کیونکہ قطع تعلق شفعہ سے بدل معاملہ کا نہ تہا۔ اور بدین وجہہ مطالبہ معاوضہ کا نہیں ہوسکتا (ہدایہ جلد ۳ صفحہ ۵۹۹) اگر شفیع قبل ڈگری قاضی کے ایک مکان کو بیع کرے۔ جسکے ذریعہ سے وہ حق شفعہ قایم کرتا ہے پس وجوہ واسباب استحقاق شفعہ کے ساتھ اوس بیع کے معدوم ہوگئے۔ اور حق شفعہ ناجائز ہوگیا۔ عام اس سے کہ اوسکو بیع مکان

متنازعہ کی خبر نہ ہو۔ یہ وہی صورت ہے۔ **مثلاً** ایک شخص اپنے استحقاق شفعہ سے بلا اطلاع وقوع بیع کے دست کش ہوا ہو یا کسی شخص مقروض کو بلا دریافت تعداد روپیہ کے مواخذہ سے بری کر دیا ہو۔ تو شکل اول مین شفعہ ناجائز ہوگا۔ اور شکل ثانی مین مدیون بری الذمہ ہو جائیگا۔

البتہ یہ دوسری صورت ہے کہ شفیع اپنے مکان کو بطور بیع خیار کے فروخت کرے۔ کیونکہ ایسی حالت مین اختیار استرداد بیع کا باقی رہتا ہے۔ اور حق مالک کلیتاً معدوم نہین ہوتا۔ تو ایسی صورت مین حق شفعہ باقی رہتا ہے (ہدایہ جلد ۳ صفحہ ۴۰۱ لغایت ۴۰۲)

ایک مقدمہ مین محمود صاحب جسٹس نے یہ رائے قائم کی کہ مقدمہ بنام لالمن الہ آباد جلد اول صفحہ ۱۳۲ مین اس عدالت سے یہ اصول قائم ہوا ہے کہ جب کوئی شفیع اپنے دعوی شفعہ کے سرسبز ہونے سے پہلے جائداد متنازعہ کو کسی ایسے طور پر کہ جو خلاف غرض نالش شفعہ کے ہو منتقل کرے۔ تو اثر ایسے انتقال کا یہ ہوتا ہے کہ حق شفعہ زائل ہو جاتا ہے۔ اور ضرور ہے کہ نالش شفعہ

دیکھو پنجاب کے مقدمہ مشتہرہ بسطور ہمہ ایوسر جو پرشاد بنام جمنا پرشاد

منفصلہ ۱۲ نومبر ۱۸۷۲ء مین مسٹر سٹریٹ صاحب جسٹس نے

یہ قاعدہ قائم کیا ہے کہ اگر ڈگری شفعہ محض ذاتی قسم کی ہوتی ہے

تو وہ اس طور پر منتقل نہین ہوسکتی کہ مشتری مستحق اوسکے جاری کرانیکا

ہو۔ وکلاء ذیعلم اپیلانٹ کے یہ حجت ہے کہ جو اصول ان

دو تجویزون مین قائم ہوا ہے وہ مقدمہ ہذا پر حاوی ہے کیونکہ

کارروائی شفیع ڈگریدار کی درباب منتقل کرنے جائداد مشفوعہ

مندرجہ ڈگری بذریعہ تحریر بیعنامہ مورخہ ۲۹ نومبر ۱۸۸۳ء

دراصل بمنزلہ انتقال خود ڈگری کے ہے اسوجہ سے تاثیر اوسکی یہ ہونی

چاہیے کہ حق شفیع ڈگریدار کا درباب جاری کرانے ڈگری کے ساقط

ہوجاوے۔ ہماری یہ رائے ہے کہ یہ حجت گو کہ بظاہر معقول ہے

لیکن وہ قیمت اصل نہین رکھتی (مقدمہ جو بنام لال سن)

مین انتقال منجانب مدعی شفیع قبل ڈگری ہونے اوسکے نالش کے

ہوا تھا۔ اور مقدمہ سر جو پرشاد بنام جمنا پرشاد مین وہ شخص جو

مستدعی اجراء ڈگری ہوا تھا شفیع ڈگریدار نہ تھا بلکہ وہ شخص تھا

جسکی طرف ڈگری منتقل ہوئی تھی - ہمکو اون قواعد سے جو ان مقدمات
مین تحریر ہوئے ہین اتفاق ہے - لیکن اون مقدمون مین باعتبار اصول
کے مقدمہ زیر تجویز ہمارے سے فرق ہے منجملہ مقدمات مذکور
کے مقدمہ اول الذکر مین بحث یہ تھی کہ آیا ایسے مدعی شفیع کو
جو خود مرتکب خلاف ورزی حق شفعہ کا نسبت جائداد متنازعہ
ہوا تھا - ڈگری شفع کی حاصل ہونی دینی چاہیے - اور تاثیر تجویز
آخر الذکر کے یہ ہے کہ یہ اصول بحال کیا گیا - کہ کوئی ڈگری
عدالت کی جو نالش شفعہ مین صادر ہوئی ہو بطور منتقل نہین ہو سکتی
کہ منتقل الیہ کو حق حصول قبض جائداد مشفوعہ کا بذریعہ اجراء اوس
ڈگری کے حاصل ہو یہ مقدمہ جواب زیر تجویز ہمارے ہے ایسا ہی
کہ جسمین شفیع کا حق شفعہ بذریعہ ڈگری کے جو قبل تحریر بیعنامہ مورخہ
۲۹ - نومبر سنہ ۱۸۷۰ع کے ناطق ہوگئی پایہ ثبوت کو پہنچ گیا تھا اور
از روے بیعنامہ مذکور کے ڈگری نہین بلکہ وہ جائداد منتقل ہوئی
تھی جسکے قبضہ ملکیت کی نسبت شفیع ڈگریدار صرف بلا قید
اس شرط کے مستحق تھا - کہ زر ثمن میعاد مین ادا کرے - اور وہ

اعتراض اپیل ہذا کے۔ تجویز اس امر کی ضرور نہیں کہ آیا بعنیامہ جائز ہے
کیونکہ یہ ایک ایسی حجت ہے کہ اگر کبھی پیش ہو تو تجویز ناطق اوسکی
صرف ایک نالش میں جو شفیع ڈگریدار اور درمیان اوسکے مشتری
کے ہو سکتی تھی۔ جب تک شخص آخر الذکر مستدعی اجراء ڈگری
کا نہو یہ معاملہ بطور ایک ایسے حجت متعلقہ اجراء ڈگری کے متصور
نہیں ہو سکتا جو داخل فحوائے دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی
کے ہو۔ فریقین ڈگری پر پابندی مضمون ڈگری کی لازم
ہے اور عدالت جاری کنندہ ڈگری کو کچھ اختیار اوسکے خارج
از لحاظ کرنے یا اوسکو مسترد قرار دینے یا ایسے حجتوں کے دیکھنے
کا نہیں ہے جو اوسکی تحت ڈگری سے باہر ہیں۔ پس از روے قواعد
ضابطہ کے عدالت ماتحت کو سماعت اعتراضات مدیون ڈگری
اپیلانٹ کے جہانتک کہ وہ بعنیامہ نوشتہ شفیع ڈگریدار پر مبنی تھا
جو اجراء ڈگری کی استدعا کر نہیں بجا آوری اوسکے حقوق کی کرتا تھا
ممنوع تھی۔ اور نہ یہ بات متصور ہو سکتی ہے کہ ڈگری اسوجہ سے
مسترد ہو گئی کہ روپیہ اسکا پیشادے منجانب شفیع ڈگریدار کے

حاصل کیا حسب مضمون ڈگری کے اپیلانٹ کو صرف یہی حق حاصل
تھا کہ قبل سے قبضہ جائداد مشفوعہ کے ڈگریدار کو زرثمن وصول کرے التوا
اور ڈگری دارے کہ امبکا پرشاد وہ شخص ہے جو از روئے اوس کارروائی
کے جس سے یہ اپیل پیدا ہوا ہے مستدعی حصول قبضہ جائداد کا ہے۔
اور یہ بات اہم نہیں کہ زرثمن شخص آخر الذکر نے بجانب شخص اول الذکر
کے داخل کیا ہے۔ کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ شفیع ڈگریدار نہ کہ امبکا پرشاد
وہ شخص ہے جسکو اجرائے ڈگری میں قبضہ ملنا ضرور ہے اور اگر امبکا پرشاد کو
کچھہ حقوق جائز از روئے بیعنامہ کے حاصل ہون تو نامبردہ نفاذ
اونکا صرف بذریعہ نالش علیحدہ کے کرسکتا ہے۔ اس امر اخیر سے مقدمہ
ہذا مین باعتبار اصول کے تجویز مقدمہ سر جیو پرشاد بنام جمنا پرشاد
سے فرق ہوتا ہے اگر مقدمہ ہذا مین امبکا پرشاد منتقل الیہ ڈگری شفیع
کا ہوتا اور مستدعا اوسکی از روئے اوس ڈگری کی حصول قبضہ جائداد مشفوعہ
کے ہوتی تو ہم اوسکی درخواست اخیر کو نامنظور کرتے۔ لیکن ایسی صورت
نہین ہے اور اسیوجہ سے نظیر محولہ اوس مقدمہ پر حاوی نہین جو
فرق ہمنے اسطور پر بیان کیا ہے وہ محض ضابطہ کا نہین ہے۔ بلکہ

اصل اصول قانون شفعہ پر مبنی ہے - غرض تنہا حق شفعہ کی یہ ہے
کہ ایسے اشخاص اجنبی خارج رہیں جنکی نسبت بالع کرحصہ داران شفیعان کو
اعتراض ہو - اور اگر کوئی ڈگری شفعہ بطور پر قابل انتقال ہو کر اوسکے
رو سے منتقل الیہ کو قبضہ جائداد مشفوعہ کا اوسی ڈگری کے اجرا مین
حاصل ہو سکے تو ظاہر ہے کہ غرض حق شفعہ کی تلف ہو جائیگی - کیونکہ
ممکن ہے کہ منتقل الیہ ویسا ہی ایک شخص اجنبی ہو جیسا وہ مشتری ہو
جسکے مقابلہ مین ڈگری حاصل کی گئی - یا کہ شخص اخر الذکر ایک شفیع
درجہ اولی کا بہ نسبت اوس شفیع کے ہو جسنے ابتداً ڈگری حاصل کی
جبکہ ڈگری ایکمرتبہ صادر ہوگئی تو پھر اوسپر دقت جاری ہونے کے
کسی شخص کیطرف سے منجملہ اون شخصون کے جو اوسمین فریق تھے
کلام نہین ہو سکتا - جیسا کہ ہم لکھہ چکے ہین - اور اگر کوئی ڈگری
شفعہ بطور جائز منتقل ہو سکے تو تاثیر اوسکی یہ ہوگی کہ منتقل الیہ
کو بلا تجویز اس حجت کے قبضہ دلایا جاوے کہ آیا ایسے منتقل الیہ
کو بہ ترجیح مشتری کی جسکے مقابلہ مین ڈگری حاصل کی گئی - حق
شفعہ حاصل تہا - اور بہ نسبت بیع ڈگری شفعہ کے یہ مفسو ہو سکتا ہے

کہ اوسکی جہت سے وجہ مخاصمت جدید واسطے نالش علیحدہ نفاذ
شفعہ کے پیدا ہوتی ہے۔ اور اس سے یہ لازم آتا ہے کہ اگر منتقل الیہ
ڈگری شفعہ کو اجراء ڈگری کرنی دیجاے تو نہ صرف حقوق مدیون
ڈگری یعنے مشتری کو بلکہ دیگر حصہ داران کو بھی مضرت پہونچ سکتی
ہے۔ بخلاف اسکے ایسے مقدمہ مین جیسا کہ مقدمہ ہذا ہے جسمین
جائداد مشفوعہ کی ڈگری منتقل ہوئی ہے تاثیر اجراء ڈگری کی
صرف یہی ہو سکتی ہے کہ شفیع ڈگریدار کو قبضہ جائداد مشفوعہ کا ہے
اور اگر بیعنامہ نوشتہ نامبردہ جائز ہو تو اوس سے وجہ مخاصمت
علیحدہ واسطے نالش شفعہ کے حاصل ہو گئی جسکو وہ شخص یا اشخاص
دائر کر سکینگے۔ جو یہ سمجھین کہ معاملہ بیع سے خلاف ورزی نسبت
اونکے حق شفعہ کے عمل مین آئی ہے مقدمہ ہذا مین خواہ بیعنامہ
مورخہ ۲۹ - نومبر ۱۸۸۳ع جائز ہو یا ناجائز ضرور ہے کہ وہ خواہ
مخواہ اوسوقت تک معرض تعطل مین رہے کہ ڈگریدار شفیع کو قبضہ
جائداد مشفوعہ کا از روے ڈگری کے حاصل ہو جاے۔ اور
بلحاظ اس راے کے مقدمہ ہذا مشکل ایک مقدمہ ہے جسمین

شفیع ڈگریدار فوراً بعد حاصل کرنے قبضہ از روئے ڈگری کے جائداد کو بیع کردے - پس بلحاظ ان وجوہ اور بغیر پہونچے کچھہ مضرت کے اون حقوق کو جو بیعنامہ مورخہ ۲۹ - نومبر ۱۸۸۳ع سے پیدا ہوں ہم یہ تجویز کرتے ہین کہ عدالت ماتحت نے اجراے ڈگری حسب استدعاے مدعی شفیع کے حاصل ہونے دی ہے - اور ہم اس اپیل کو معہ خرچہ کے ڈسمس کرتے ہین (مقدمہ رام سہاے وغیرہ - بنام - گنگا بخش وغیرہ - انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۷ - صفحہ ۱۰۷)

باب ۹ نہم

ترتیب مقدمہ شفع

عرضیدعوی

مد ۶۰

واسطے ترتیب عرضیدعوی کے باب چہارم اکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ع کا حوالہ کافی ہے لیکن تجربہ سے ثابت ہی کہ ترتیب عرضیدعوی کے مقدمات شفعہ مین اکثر وہ ضروری مطالب جو واگذاشت ہوجاتے ہین جنکا درج ہونا بہ پابندی شرع محمدی بہی ضرور ہے - بموجب شرع محمدی مدارج ذیل کا درج عرضیدعوی ہونا لازمی ہے -

اول۔ نام مدعی و نام مدعا علیہ۔

دوم بائع و مشتری دونوں مدعا علیہ بنائے جائیں۔

سوم۔ جائداد شفعہ طلب جسکا دعویٰ ہے اس تصریح سے لکھی جائے کہ کس شہر اور کس محلہ مین واقع ہے۔ اور اوسکے حدود کیا ہین۔ کیونکہ حق تلف شدہ ہمیشہ معلوم ہونا چاہیے اور دعوی شے مجہول کا صحیح نہین ہے۔

چہارم۔ آیا مشتری جائداد بیع شدہ کا قابض ہے یا نہین

پنجم۔ اسباب شفعہ اور حدود اوسکے یعنے کیونکر اور کس ذریعے سے حق شفعہ پہونچتا ہے۔ اسواسطے کہ حقوق آپس مین مختلف ہوتے ہین۔ شاید کہ شفیع سبب غیر صالح کیوجہ سے دعوے کرتا ہو یعنے شفیع محجوب ہوگیا ہو۔

ششم۔ علم بیع کا کب ہوا۔ اور شفیع نے بیع کی خبر سنکر کیا کیا تھا۔ کیونکہ شفعہ باطل ہوجاتا ہے۔ طول زمان اور اعراض یعنے سبب اول اور ثانی کے ترک کرنے سے۔

ہفتم۔ طلب مواثبت اور طلب شہادت کیونکر واقع ہوئی

اور کسکے پاس واقع ہوئی ―

ہشتم کیونکہ زرثمن پیش کیا گیا ۔ اور کس مقدار مین ―

(نوٹ) واضح رہے کہ شرعاً دعوی کا تحریری ہونا ضرور نہین ہے لیکن انگریزی عدالتون مین جو قواعد تحریری کی پابندی کیگئی ہے بغرض ترتیب دفتر و باقی رکھنے یادداشت مقدمہ کے یہ طریقہ بہت ہی عمدہ اور پسندیدہ ہے بموجب ضابطہ مجریہ عدالت ہائے دیوانی نالشات حق شفعہ کے بابتہ کوئی خاص نمونہ عرضی دعوی کا مقرر نہین کیا گیا ہے ۔ لیکن عام طور پر مقدمات شفعہ مین معمولی واقعات ہوتے ہین ۔ چنانچہ عبارت ملحقہ بالا مین جو شرائط مراتب عرضیدعوی کے نسبت بیان ہوئے ہین ۔ وہ کافی ہین ―

مراتب عرضیدعوی　　دفعہ ۶۱

صاحب جوڈیشل کمشنر اودہ نے دفعہ ۲ سرکلر نمبر ۵ ۱۸۶۳ء مین عمدہ اصول جانچ عرضیدعوی کے تحریر فرمائے ہین ۔ لیکن اکثر حکام اوسپر توجہ تام نہین کرتے ہین ۔ اور کثرت رجوع نالشات بھی زیادہ بسبب عدم توجہ کا ہے ―

دفعہ ۸ ۔ اکثر اسوجہ سے حکام کا بھی وقت ضائع ہوتا ہے اور مستغیثون کو عبث تکلیف ہوتی ہے اور خرچ زائد پڑتا ہے کہ عرضیدعوی بغیر جانچ کے منظور کر لیا جاتا ہے۔ اور مدعا علیہ صرف بطور کارروائی معمولی کے طلب کیا جاتا ہے۔ مقابلہ کر کے اگر کہا جائے تو چند عرائض دعوے ایسے نکلین گے جو وکلا کے لکھے ہوئے ہون۔ عرضیدعوی لینے کے بعد عدالت کو ضرور ہے کہ کما حقہ اوسکی جانچ یکطرفہ کرنیمین امور ذیل کا لحاظ رکھے۔

۱۔ آیا جائداد مایہ النزاع کے مناسب تصریح کی گئی ہے۔

۲۔ آیا اگر واقعات مندرجہ ثابت کیے گئے یا اقبال کر لیے گئے تو اس سے مدعی مستحق دادرسی مطلوبہ کا ہوگا۔

۳۔ آیا عرضیدعوی ایسا لکھا گیا ہے جس سے قطعی فیصلہ شئے متدعویہ کا ہو جائے۔ اور آیندہ نزاع کا مانع ہو (دفعات ۴۲ و ۴۳۔ ضابطہ دیوانی)۔

۴۔ آیا کل فریق کا نام درج ہے اور مناسب ترتیب سے لکھا ہے

۵۔ آیا عرضی دعوی مین فضول مضامین لکھے ہین یا مطول ہے

۶ آیا تعمیل منشاء دفعات ۵۰ و ۵۹ و ۶۰ و ۲۴۴ ضابطہ دیوانی
کے واجبی طور سے کی گئی ہے ۔ امر اول میں ان امور میں سے زیادہ
تر کارروائی میں سہو کیا جاتا ہے ۔ (الف) اگر ممکن ہو تو نمبر خسرہ
بھی (جبکہ قطعات اراضی یا مکانات کا دعوی ہو) درج کیے
جائیں (ب) جہاں ممکن ہو وہاں نمبر ۔ نام ۔ رقبہ ۔ ہر ایک
قطعہ اراضی کا لکھا جائے (ج) جہاں صرف ایک جزو کسی ایسے
اراضی کا دعوے ہو جسکی حدبندی علیحدہ سے ہوئی ہو ۔ تو اس
جزو کی تصریح کسی صاف و بلاشبہ انداز و طریقہ سے کرنا چاہیے
(د) مقدمات متعلق اراضی میں حقیت و قبضہ بہ صراحت درج
ہونا چاہیے ۔ اکثر اس سے دقت واقع ہوتی ہے ۔ کہ عرضی دعوی
میں درج ہونے سے رہ گیا اور عدالت دریافت کرنا بھی سہو کر گئی
کہ آیا اراضی منقسمہ ہے یا غیر منقسمہ ہے اور آیا قبضہ جائداد بطور
پیشہ داران مشترکہ کی ہے ۔ یا پٹی داری مکمل یا غیر مکمل ہے
جہاں اراضیات مشترکہ و منقسمہ کا یکجا دعوی ہو ۔ جبکہ پٹی
داری غیر مکمل میں ہوتا ہے تو وہاں صاف طور پر اسکی تصریح

ہونی چاہیے کہ اراضی منقسمہ کونسی ہے۔ جسکے قبضہ بلاشرکت کی
استدعا ہے۔ اراضی غیر منقسمہ کون سے ہے جسمین حصہ متنازع کا دعوی
ہے۔ جہان حصص بذریعہ تعداد بیگیہ بسوہ یا روپیہ کے ظاہر کیے
جائین تو بصراحت طور سے درج کرنا چاہیے کہ مسلم مجموعہ یا جائداد کتنی
ہے۔ امر دویم کا لحاظ ہر مقدمہ مین رہنا چاہیے۔ مگر خاص توجہ اوس وقت
ضروری ہے جبکہ استدعا واسطے ڈگری استقرار حق یا حکم امتناعی کے
ہو یا واسطے خاص تعمیل کسی خاص معاہدہ کے ہو۔ بلحاظ امر سویم (الف)
یہ غیر معمولی بات نہین ہے کہ مستغیث اصل امر متنازعہ سے گریز کرنے مین
کوشش کرتے ہین۔ مثلاً الف نالش کرتا ہے ب پر واسطے دلاپانے
ہرجہ کے اسوجہ سے کہ ب نے یکم جنوری کو اوسکی تالاب سے
پانی لے لیا اور ب دعویدار اثبات کا ہے کہ تالاب ہماری ملکیت ہے
الف۔ دو عدالتون سے مقدمہ ہار کر واسطے قبضہ تالاب کے
ب پر نالش کرتا ہے۔ بدین بیان کہ ب نے یکم جنوری کو پانی
لیکر الف کو بیدخل کر دیا۔ ب دفعہ ۱۳ و ۴۳ کا عذر کرتا ہے
اور مقدمہ پھر اونھین عدالتون مین جاتا ہے۔ اگر عدالتین دفعات ۴۴

و ۴۳ ۵ کو ابتدا سے پڑہین تو بہت ایسے تنازعات مسدود ہو جا سکتے
ہین اب اجس مقدمہ مین کہ مرتہن صرف بعض چارہ جوئیون کا خواستگار ہے
اور جہان مستغیث صرف تعمیل خاص چاہتا ہے - اور ہر جہ مقابل طلب
کرنا سہو ہو گیا ہے - وہان بھی عدالت کی توجہ دفعات ۴۳
پر ضرور ہے - بلحاظ امر چہارم (الف) ہر ایک مقدمہ وراثت جائداد
مین اور ہر ایک اوس مقدمہ مین جسمین کہ حصص جائداد ما بہ النزاع ہون
ایک شجرہ مکمل جس سے کہ قرابت داری فریقین ظاہر ہو داخل ہونا چاہیے
اس صورت سے مقدمہ کے آغاز ہی مین یہ امر یکسو ہو جائے گا کہ آیا
ایک شخص از قسم ہنود صرف اپنی طرف سے کارروائی کرتا ہے یا انکہ منجانب دیگر افراد
خاندان اپنی کے اور آیندہ نزاع موقوف رہیگی اگر دیگر افراد خاندان کو تعلق ہے
تو اونکی حاضری عموماً بموجب دفعہ ۳۰ ضابطہ دیوانی معاف کیجا سکتی ہے (ب)
اگر انتقال اراضی نمبر ۲ سنہ ۱۸۸۲ء کی دفعہ ۸۵ - کو متروک النظر کرنا چاہیے نسبت امر
چہارم کے اسقدر رکہنا ضرور ہے کہ عرضی دعوی اس متعلق عبارت مین ہونا چاہیے - اور
فضول مضمون کے بہرتی کرنا متناقض اصول مندرجہ ضابطہ دیوانی کے ہے
دفعہ ۵۳ ضمن (الف) و نمونہ عرضی دعوے مندرجہ ضمیمہ ۴

ملاحظہ طلب - اس سے حسب قاعدہ جوابدہی مین نہایت فتور
واقع ہوتا ہے - ان تمام امور پر توجہ اتم عدالت کی درکار ہے
قبل اسکے کہ مدعاعلیہ کے نام سمن جاری کیا جاوے - انکو خفیف
یا غیر ضروری سمجھکر منصرمون کے بھروسے پر چھوڑ دینا چاہیے -
عرضی دعوی مین ہمیشہ (الف) ۱ صراحت قیمت شے متدعوبہ
کی درج ہونا چاہیے - تاکہ عدالت کو ظاہر ہوجاوے کہ آیا اوسکو
اختیار سماعت مقدمہ کا ہے یا نہین اور شمار مختتانہ وکیل مین بکار آئیگا
(۲) تعین دعوی واسطے اغراض کورٹ فیس کے ضروری ہے
نوٹ واضح رہے کہ بتائید دفعہ ۸ سرکلر مذکور - یہ ضروری بخیال
کرنا چاہیے کہ عرضیدعوی خواہ مخواہ اوس نمونہ کے مطابق اور اونہین
الفاظ مین ہو جو نمونہ جات ساختہ - اکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ع کے منسلک
ہین - کیونکہ وہ نمونہ جات محض سیاق تحریر عرضی کا بتاتے ہین
اونکو قوت قانون کی حاصل نہین ہے (جوڈیشل کمشنر سیالکوٹ کیس نمبر ۲۳ ۹ بابت ۱۸۸۵ع)

مد ۶۲　ترمیم عرضیدعوی

حسب شرائط مندرجہ دفعہ ۵۳ - مجموعہ ضابطہ دیوانی جائز ہے

کہ عرضی دعوی بوقت یا قبل از پیشی اوّل عدالت کی رائے کے موافق
نامنظور یا کسی میعاد کے اندر جو عدالت سے مقرر ہو ترمیم ہونے کے
لیئے واپس کیجائے - یا اوسیوقت اور وہین ایسے شرائط پر جو عدالت
دربارہ ادائے اوس خرچہ کے جو عرضیدعوی کے ترمیم ہونے کے
باعث پڑا ہو مناسب سمجھے ترمیم کیجائے - جبکہ مدعی مقدمہ حق شفعہ مین
اپنے عرضیدعوی مین یہ ظاہر کرے کہ زر ثمن جائداد مبیعہ مندرجہ دستاویز
بیعنامہ غلط ہے - اور تعداد واقعی اوس سے کم ہے اس دعوے مین
وہ تعداد ظاہر کرے جسکو وہ کم بیان کرتا ہے اور یہ ظاہر نکرے کہ وہ
اوس تعداد کے دینے پر آمادہ ہوگا - جو عدالت مناسب تجویز کریگی
لیکن اوس تاریخ کو جو واسطے فیصلہ قطعی کے مقرر ہو ایک درخواست اس
مضمون کی پیش کرے - کہ شفیع اوس تعداد زر ثمن کے دینے کو آمادہ ہے
جو عدالت تجویز کرے گی عدالت ہائی کورٹ نے یہ تجویز صادر کی کہ
عدالت پابند اسکی نہین ہے کہ مدعی کو ایسے ترمیم عرضی کی اور نیز تعداد
زر ثمن پیش کرنیکی اجازت دے -

(مقدمہ گنگا پرشاد بنام نوازش علی انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد اول صفحہ ۵۹)

مدعی نے ایک نالش مین واسطے ترمیم عرضی دعوی کے درخواست گذرانی مدعا علیہ نے ترمیم کی نسبت عذرداری کی - عدالت نے واسطے منظوری یا نامنظوری درخواست ترمیم اور واسطے فیصلہ عذرات مدعا علیہ نسبت اوس ترمیم کے ایک تاریخ مقرر کی - عدالت نے بعد سماعت تقریر فریقین حکم منظوری درخواست ترمیم اور نامنظوری عذرات مدعا علیہ صادر کیا - مدعا علیہ نے بناراضی حکم مذکور کے ہائی کورٹ مین اپیل کیا تجویز ہوئی - چونکہ ایسے احکام جنکے رو سے ترمیم عرائض دعوی اوسیوقت اور واپس ہوتی ہے از روی ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۵۹ع قابل اپیل نہین قرار دیگئی ہین اور حکم مذکور اگر کسی قسم احکام مین داخل ہوسکتا ہے تو اوسی قسم مین داخل ہوگا - لہذا حکم مذکور قابل اپیل نہین ہے -

(راج اندر کشور سنگہ بنام - رادہا پرشاد سنگہ انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۵ صفحہ ۴۰۴)

جب بوقت سماعت اول نالش کے عرضی دعوی واسطے کرنے ترمیم اندر زمانہ معین کے حسب احکام دفعہ ۱۰ ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۵۹ع واپس کیجاوے اور مطابق اوسکے ترمیم عمل مین آوے تو وہ بعد ازان واسطے ترمیم کے دوبارہ واپس نہین کیجا سکتی -

(مقدمہ بدر النسا بنام محمد خان انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد دویم صفحہ ۱۷۶)

ایک مقدمہ مین عدالت صاحب جوڈیشل کمشنر بہادر اودہ سے یہ تجویز ہوا کہ اگر کوئی عدالت عرضیدعوی کو ایسی ترمیم کیواسطے ترمیم کرے کہ جس سے نوعیت ایک مقدمہ کی بدل کر دوسری نوعیت ہوجائے یا ہمدگر نقیض ہو تو ایسی ترمیم کا حکم خلاف قانون ہے۔

(مقدمہ نواب مرزا ابو طالب خان بنام لالہ لشبشیر پرشاد وغیرہ جوڈیشل سالک کیس نمبر ۹۲ بابتہ ۱۸۶۵ع)

مقدمہ محض اسوجہ سے خارج نہین ہو سکتا کہ عرضیدعوی مین صراحت اراضی مقبوضہ مدعاعلیہ کی نہین کیگئی۔ نیز تحریر سکونت مدعاعلیہ مین غلطی تھی۔ (رضاعلی۔ بنام۔ پرمانند چتربتی بنگال لا رپورٹ جلد ۱۶۔ بی صفحہ ۴۸۔ ویکلی رپورٹر جلد ۱۴ صفحہ ۴۷۴۔ ڈائجسٹ آف انڈین لا کیسیز جلد ۴ صفحہ ۴۴۰۰۔ پلینٹ نمبر ۱)

ایک مقدمہ مین مدعی نے چند قطعات اراضی کا دعوی کیا۔ لیکن منجملہ قطعات مذکورکے ایک قطعہ کے حدود لکھنا عرضیدعوی مین سہوا رہگئی۔ تجویز ہوا۔ کہ عدالت کیواسطے مناسب طریقہ یہ تھا کہ بحکم ترمیم عرضیدعوی کا موقع دیا جانا چاہیے۔

(جناب علی ملا - بنام - غلام اسد چودھری - دیکلی رپورٹر جلد ۱۴ صفحہ ۱۰۰ - اڈاپٹ

آف انڈین لا کیسز جلد ۴ صفحہ ۴۴۴ - پلینٹ نمبر ۳۴۳ -)

جبکہ ایک شخص بذریعہ وراثت واسطے استقرار حق اپنے حصہ کے کسی روپیہ مین جو بقبضہ مدعا علیہ ہے - دعویٰ کرے - اور مدعا علیہ بجواب بیان مذکور ملک اپنی بذریعہ بیع کے ظاہر کرے اور اوس واقعہ کو مدعی تسلیم کرے - عدالت ہائی کورٹ سے تجویز ہوا کہ مدعی پر فرض تھا کہ وہ اس واقعہ کو کہ اوسنے کیون اوس سے گریز کی ونیز تصریح ان واقعات کی کرنا کہ خلاف واقع یا کم قیمت یا فریب سے بیع واقع ہوئی - جسکی بنیاد پر وہ تنسیخ بیع کی چاہتا ہے - نیز یہ امر کہ بنائے نالش اندر حد عدالت کے پیدا ہوئی اگر کافی وجوہ پائے جائین تو عدالت مدعی کو ترمیم عرضی دعویٰ کی اجازت دے -

(مقدمہ عظیم الدین خان - بنام - ضیاء النسا - انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۸ صفحہ ۳۰۹)

ایک مقدمہ مین دفعہ ۳۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ان الفاظ پر بحث ہوئی (بروقت یا قبل پیشی اول) محمود صاحب جسٹس نے اس بحث خاص مین ایک طول طویل تجویز حسب ذیل صادر کی -

جو سوال کہ میرے اس مقدمہ مین کیا گیا ہے گو بعبارت عام بیان کیا گیا ہے
یہ ہے کہ آیا بموجب دفعہ ۳۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے عرضیدعوی
کسی وقت بعد سماعت اول نالش کے نامنظور کیجا سکتی ہے یا نہین
اس امر پر غور کرنیکے بعد مینے وہی نتیجہ اخذ کیا ہے جو فاضل چیف جسٹس صاحب
نے اخذ کیا ہے۔

الفاظ دفعہ ۳۵ جو واسطے غور امر ہذا کے اہم ہین یہ ہین۔
جائز ہے کہ عرضیدعوی بروقت یا قبل از پیشی اول عدالت کی رائے
کے موافق نامنظور یا کسی میعاد کے اندر جو عدالت سے مقرر ہونیکے
لیے واپس کیجائے یا اوسوقت یا دہین ترمیم کیجائے الخ۔

اب دیکھنا چاہیے کہ واضعان قانون کا یہ منشا تھا کہ جن الفاظ کے نیچے
مینے خط کیا ہے وہ محض ہدایتی ہین یا حکمی۔ یہ بیان کیا گیا ہے کہ
جب بذریعہ کسی قانون کے واسطے عمل مین لانے کسی فعل یا استعمال
کسی اختیار کے کوئی وقت مقرر کیا جائے تو اوس تعین وقت کو محض
ہدایتی تصور کرنا چاہیے۔ بجز اسکے کہ اوسکے بعد الفاظ صریح مشعر امتناع
عمل مین لانے فعل مذکور کے یا استعمال اختیار مذکور کے بعد انقضائے اوس وقت

کے جو اسطرح پر مقرر کیا گیا ہو مندرج ہوں ۔ اور بتائید اس حجت کی بعض فقرات کا جو بہ صفحات ۲۰۷ لغایۃ ۲۰۹ مسٹر ولبر فورس کی کتاب درباب قوانین پارلیمنٹ کے پائی جاتی ہیں ۔ حوالہ دیا گیا ہے ان فقرات میں سے ایک کا حوالہ فیصلہ صاحب جسٹس نے بمقدمہ عجائب بیگم بنام حمیدہ خانم (انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۴ صفحہ ۲۲) بتائید اس رائے کے دیا ہے کہ احکام دفعہ ۲۹۲ مجموعہ ضابطہ فوجداری مصدرہ ۱۸۷۲ء متعلق نمونہ سمن کے محض ہدایتی ہیں نہ حکمی ۔ لیکن ہم نہ تو فقرہ اور نہ تجویز محولہ مقدمہ حال سے متعلق معلوم ہوتے ہیں ۔ کیونکہ جو بحث ہمارے روبرو پیش ہے وہ محض متعلق نمونہ کے نہیں ہے نہ وہ متعلق اوس طریقے کے ہے کہ جس سے افعال عہدہ سرکاری عمل میں آنی چاہئے ۔ جو امر کہ ہمارے روبرو پیش ہے ایک امر نہایت زیادہ اہم ہے کیونکہ تجویز نہیں ہو سکتا کہ تعبیر قانون اس مقدمہ میں محض بذریعہ اس خیال کے ہو سکتی ہے کہ تعمیل واقعی کو تعمیل کلی تصور کیا جائے ۔ پس دیکھنا چاہیے کہ مقدمہ حال میں کن خیالات سے تعبیر قانون میں ہدایت لینی چاہیے ۔ قبل اسکے کہ امر خاص پر

بحث کیجائے مین چاہتا ہون کہ یہ پہلے سے کہدون کہ میری دانست

مین یہ صحیح توضیح قانون کی ہے کہ قوانین متعلق ضابطہ عدالتون کے

ہمارے نزدیک معمولی طور پر حکمی ہوتے ہین اور نہ محض ہدایتی مثلاً

اگر اجازت اپیل کی بنا راضی کسی فیصلہ کے دیجائے اور اوسکے ساتھ

مین احکام ہون جنمین یہ حکم ہو کہ تعمیل بعض شرائط کی کیجاے مثلاً

یہ کہ اپیل کی اطلاع دیجائے اور محلکے لکھے جائین یا دستاویزات اندر

ایک میعاد کے ارسال کیجائین تو اوسکی تعمیل سخت حکمی ہوگی۔

اور عدم تعمیل سے اپیل زایل ہوجائیگا۔ (رسالہ میکسویل صاحب

دربارۂ تعبیر قوانین طبع دوم صفحہ ۴۵۶) وہ قاعدے تعبیری جو متعلق

تعبیر اون الفاظ کے ہین جنسے ہدایتی نکلتے ہون لارڈ ڈسلبوران

صاحب سے بمقدمہ جولیاس بنام لارڈ بشپ آف اکسفرڈ (لا ریپورٹ

مقدمات اپیل جلد ۵ صفحہ ۲۱۴ - دیکھو صفحہ ۲۲۵) جامع طور پر تحریر کیا ہے

یہ سوال کہ آیا کوئی جج یا عہدہ دار سرکاری جسکو بذریعہ ایسے الفاظ کے

اختیار دیا جاوے اسبات کا پابند ہے کہ اوسکا استعمال کسی موقع خاص پر یا کسی

خاص طور پر کیا جائے کسی اور طرح پر طے ہونا چاہیے۔ اور بالعموم اوسکو

منحوائے عبارت یا احکام خاص یا عام منشار اغراض اوس قانون سے جسکے
ذریعہ سے اختیار دیا گیا حل کرنا چاہیے - پس یہ اصول علم تعبیر ہے
اور باستعمال عبارت مری صاحب جسٹس کے قاعدہ عام یہ ہے کہ جس
حال میں کہ قانون میں تصریح اوس وقت کی کیگئی ہو - جسکے اندر عہدہ دار
سرکاری کو کوئی فعل متعلق عہدہ نسبت حقوق وفرائض دیگر اشخاص کے
عمل میں لانا چاہیئے تو وہ محض ہدایتی تصور کیا جائیگا - بجز اسکے کہ نوعیت
اوس فعل کی جو کیا جائیگا یا عبارت مستعملہ واضعان قانون سے ہویدا
بیان وقت سے یہ مقصود تھا کہ اختیار عہدہ دار مذکور میں قید لگائی جائے
ایسا نتیجہ جیسا کہ اخیر سطر مجملہ فقرہ اول میں بیان کیا گیا ہے کہ عدالت نے
ایسی حالت میں نکالا تھا جب واسطے مندرج حساب کرنے خرچہ چونگی جو متولی
کے جو بمقابلہ عرائض دعوی اشخاص عوام کے ہوں اور واسطے منظوری
عدالت ہائے ششماہی کے فہرست اجرت جو کلارکوں حسابات کو
ملی وقت مقرر کیا گیا - ان دونوں صورتوں میں وقت جو مقرر رکھا گیا
تھا حکمی قرار پایا تھا - اور اوسکے عدم تعمیل سے خرچہ کا قائم کرنا اور بسبب فہرست
فیس کی ناجائز قرار پائی تھی (دیکھو کتاب لیبرین صاحب متعلقہ قانون

پالمیٹ صفحہ ۲۰۰) مجھکو اپنے بھائی اولڈفیلڈ صاحب اوس حد تک جہان تک اس امر کے تسلیم کرنیکو متعلق ہی اتفاق ہے کہ الفاظ دفعہ مذکور کے اگر تعبیر بالالحاظ کسی اور خیال کے کیجائی تو اوس سے غرض اور مفہوم نہین ہوتا ہی کہ عبارت قانون قطعاً حکمی ہے یہانتک کہ نامنظور عرضیدعوی کی منجانب عدالت بعد پیشی اول مقدمہ کے ناجائز ہو جائے لیکن میرے رائے مین امر مذکور کا فیصلہ اسطرح سے نہین کیا جاتا ہی جیسا کہ لارڈ بورن صاحب نے فرمایا۔ اوسکا تصفیہ دیگر نوعیت ہونا چاہیے اور بلحاظ عام منشاء واغراض قانون کے ہونا چاہیے اول عدول ذی علم لارڈ صاحب کو قاعدہ قرار دادہ مرسی صاحب کے شامل تصور کرکے مین تین امور قرار دیتا ہون جنسے تجویز اوس امر کی ہوسکتی ہی جو ہمارے روبرو پیش ہے۔

(۱) عبارت و مخواے دفعہ ۵۳ سے کیا ظاہر ہوتا ہے۔

(۲) عام منشاء واغراض احکام خاص مندرجہ دفعہ مذکور کیا ہین۔

(۳) کیا نوعیت فعل کی یعنی اوس اختیار کی جو عدالت کو از روے دفعہ مذکور دیا گیا ہے ایسی تھی کہ جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہی کہ فقرہ بروقت

یا قبل اول پیشی کا یہ مقصود ہے اوس اختیار مین جو عطر حیر عطا کیا گیا ہے قید لگائی جاوے پس اول بنسبت عبارت دفعہ مذکورہ کے لفظ جیسے (جائز ہے) سے بطور قاعدہ عام بلاشبہ معنی اجازت ظاہر ہوتے ہین۔ لیکن قاعدہ مذکورہ حکمت سے بلا خیال منشاء احکام قانون اور اون اغراض کے جنکے لیے احکام مذکور داخل کیے گئے ہین متعلق نہین ہے جس حال مین کہ قانون مین حکم عمل مین لانے کسی شے کا بغرض انصاف یا قاعدہ عام کے ہو تو لفظ جیسے (جائز ہے) ویسا ہی جیسا لفظ شیل (لازم ہوگا) ہے قاعدہ کا کیرن صاحب چیف جسٹس نے بمقدمہ سرکار بنام لیشپ آف اکفرڈ لا ریپورٹ کوئیس بینچ جلد ۴ صفحہ ۲۴۵ قرار دیا ہے۔ علاوہ برین استعمال الفاظ جیرویس صاحب چیف جسٹس بمقدمہ میکڈوگل بنام پیٹرسن ریپورٹ کامن بینچ جلد ۱۱ صفحہ ۷۷۵ سے کیا جاسکتا ہے۔

کہ جب بذریعہ قانون کے اختیار عمل مین لانے کسی فعل عدالتی کا کسی صورت خاص مین دیا جائے تو جن اشخاص کو اختیار مذکور دیا گیا ہے لازم ہے کہ جب وہ صورت پیش آوے اوسکو عمل مین لاوین لفظ

تھے - اسلیے کہ ستعمال نہیں کیا جاتا ہے - کہ اختیار تمیزی دیا جائے
بلکہ اسلیے کہ اختیار دیا جاے (دیکھو کتاب ولیبرٹن صاحب متعلقہ
قوانین پارلیمینٹ صفحات ۱۹۶ و ۱۹۷) بوقت یہ الفاظ داخل
قانون کرنیکے جائز ہے کہ وہ - یا لازم ہوگا کہ اگر - اونکو مناسب
معلوم ہو - یا اختیار حاصل ہوگا یا اونکو جائز ہوگا کہ ایسے افعال
کریں - معلوم ہوتا ہے کہ قانون میں عبارت محض اجازت کے
استعمال کی گئی ہے لیکن یہ امر اسقدر اکثر فیصل ہوچکا ہے کہ
وہ ایک امر بدیہی ہوگیا ہے کہ ایسی صورتوں میں جائز ہے کہ ایسی
عبارت - اقل درجہ تاثیر میں لازمی ہو اور ہمارے نزدیک ابتدائی آراے
عدالت سے بھی یہی ترمیم ہوئی ہے (رسالہ میکسل ویل صاحب
درباب تعبیر قانون طبع دوم صفحہ ۲۰۷) پس رائے عدالتی
نسبت معنے لفظ ہے جسطرحپر کہ وہ دفعہ ۳۵ مجموعہ ضابطہ
دیوانی میں استعمال ہوا ہے کیا ہونی چاہیے - بعد کرنے غور اوپر امر
مذکور کے میں یہ تجویز کرتا ہوں کہ لفظ مذکور کو جسطرح پر کہ دفعہ مذکور
میں واقع ہوا ہے اس فقرہ ہم معنے سے کم و بیش معنی نہیں رکھتا -

یعنے جائز ہوگا کہ لفظ مذکور بغرض عطا کرنے اوس اختیار کے کہا گیا ہو جو عدالت کو اوس ہیج پر حاصل ہوتا۔ اور بذریعہ فقرہ حسب اقتضائے رائے عدالت کے قطعی حکمی معنی الفاظ مذکور کے قائم نہین رہتے۔ لیکن جو اختیار تمیزی کہ اسطرح پر دیا گیا ہے کیا ہمین کلیتا کوئی قید نسبت اون حالات کے جنمین یا نسبت اوس وقت کے جسکے اندر وہ عمل مین لایا جائیگا نہین ہے۔ میرا جواب نسبت اس سوال کے یہ ہے کہ دفعہ ۳۰۵ کا یہ منشا نہین ہے کہ اختیار تمیزی مذکور مین ان دونو قیدون مین سے کوئی قید ہو۔ کوئی شک نہین کہ بلحاظ ان خیالات کے نسبت ایک امر کے ضمنہائے (الف) لغایت (واو) دفعہ مذکور سے حد اختیار تمیزی مین قید لگائی گئی ہے کیونکہ یہ حجت نہین کیگئی ہے کہ عدالت عرضیدعوی کو کسی اور حالات مین سوائے حالات مصرحہ ضمنہائے مذکور کے سرسری طور پر نامنظور کرسکتی ہے۔ لیکن یہ بیان کیا گیا ہے کہ ان الفاظ کے ہونے سے۔ لیکن بعد ازان یہ تصور کرنا چاہیے کہ اوسکا ضمنًا یہ منشا ہے کہ کوئی ایسی قید بابت وقت کے واضعان قانون کے ذہن مین ہنابتر ہے۔ لیکن اگر واضعان قانون کا یہ منشا تھا کہ بلحاظ

حالات کے قیود لگائے جائیں تو یہ کیونکر تصور کیا جائے کہ اوس اختیار تمیزی
مین کوئی قید وقت کی نہیں ہے۔ کیونکہ میرے نزدیک جو دلیل کہ ہوتی ہے
الفاظ متعلقہ پیشی سے ایک قید سے ویسی ہی متعلق ہے جیسی دوسری
قید سے متعلق ہے۔ اور اگر لفظ ہے (جائز ہے) اور فقرہ حسب منشا فقرات متعلقہ کے
رائے عدالت کو ایسا تصور کیا جائے کہ اوس سے قید متعلق وقت مندرجہ
اس فقرہ کے ہر وقت اور قبل پیشی اول کے زائل ہوگئی تو بطور نتیجہ منطقی کے
یہ سب جائز رکھنا چاہیے کہ اونکے ذریعہ سے قید نسبت حالات مختلف
فقرہ ہائے مذکور کے بجائے اسکے کہ وہ شرائط ضروری واسطے استعمال
اختیار تمیزی کے ہوں محض ایک ایسا ہے جس سے عدالت تجاوز کرسکتی ہے
یا جسکو نظر انداز کرسکتی ہے۔ مین الفاظ دفعہ مذکور کی کوئی ایسی تعبیر
نہیں کرسکتا ہوں۔ کیونکہ جیسا مین ابھی ثابت کرونگا۔ ایسی تعبیر خلاف
خاص اعتراض قانون مذکور کے ہوگی۔

لیکن یہ حجت کی گئی ہے کہ عبارت متشابہ دفعہ ۳۵ کے دفعات ۱۱۰
و ۱۱۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی مین استعمال کیگئی ہے۔ اور ان دونوں صورتوں مین
صرف وجہ اس امر کی کہ بیانات تحریری کو استحقاقاً پیش کرنے مین سماعت اول کی

قید کیون لگائی گئی ہے بہتر ہے کہ دفعہ ۱۱۰- الفاظ منفیہ
مندرجہ دفعہ ۱۱۲ سے مشروط ہے اور دفعہ ۱۱۱ مین یہ الفاظ
استعمال کیے گئے ہین لیکن نہ بعدازان دلیل مذکور مین صرف
ظاہری وقعت ہے کیونکہ میرے نزدیک دونون صورتون مین
جواسطرح پر بیان کیگئی ہین داخل کرنا الفاظ منفیہ کا نہ
اس سبب سے ضروری ہے کہ خاص مراد قید وقت قائم کرنیکے
لیئے ایسے الفاظ منفیہ کا ہونا قطعًا ضروری تھا بلکہ اسیوجہ سے
کہ واسطے بنانے مسودہ کے یہ ضرور تھا کہ الفاظ مذکور
بغرض سہولت داخل کرنے اون قیود کے جنکا دفعہ ۱۱۲ مین
ایک جانب اور جزو آخر فقرۂ اول دفعہ ۱۱۱ مین بجانب دیگر
اون قاعدون سے متعلق کرنا مقصود تہا جو اون دفعات مین
مندرج ہین استعمال کیئے جائین - دونو صورتون مین حق فریقین
نسبت پیش کرنے بیانات تحریری کے بعد سماعت اول کے
قائم نہین کیا گیا ہے دونون صورتون مین اختیار تمیزی صریحًا
عدالت کو اسلیے دیا گیا ہے کہ قاعدۂ مذکور مین نرمی ہو صرف تہائی

دفعہ ۳۵ کے لیے ایسے احکام کا ہونا ضروری نہین تہا اور کوئی
دلیل جو عبارت اول دفعات پر مبنی ہو جسکا مینے حوالہ دیا ہے
تعبیر اوس مقدمہ سے متعلق نہین ہے کہ جسکی تعبیر کرنیکی درخواست
ہم سے کیگئی تھی۔ مگر اور دفعات مجموعہ مذکورکے ایسے ہین جنکا
حوالہ واسطے اعتراض مقابلہ کرنیکے زیادہ تر مناسب ہی کیونکہ
صرف دفعہ ۵۳- ہی ایسے دفعہ مجموعہ کی نہین ہے جسکی تعبیر
اوس قسم کی ہو سکتی ہو جو مین دفعہ مذکورکے کرنا چاہتا ہون
اوسی قسم کی قید متعلق وقت دفعہ ۳۲۸- مین پائی جاتی ہے
جو متعلق ڈگریدار کے اس حق کی ہے کہ وہ شکایت معترض ہیا
مزاحم ہونے اجرائے اوسکی ڈگری کی کرے۔ الفاظ یہ ہین
کہ ڈگریدار کو اختیار ہے کہ ایسی مزاحمت یا التعرض کیوقت
سے ایک مہینہ کے اندر کسیوقت عدالت مین اوسکا استغاثہ
کرے کیا قید وقت کی مندرجہ دفعہ مذکور محض ہدایتی تصور
کیجائیگی یا حکمی۔ کیا وہ محض اسوجہ سے ہدایتی تصور کیجائیگی
کہ الفاظ۔ لیکن (بعد ازان) دفعہ مذکو رمین مندرج نہین ہین

مجھکو واضح ہوتا ہے کہ باوجود استعمال ہونے لفظ قبے (جائز ہے) اور باوجود نہونے الفاظ منفیہ کے قید نسبت وقت کے حکمی تصور کرنی چاہیے۔ حکمی اس معنی ہیں کہ اگر مدعی دگر یدار میعاد مصرحہ کو گذر جانے دے تو اوسکو اختیار کرنا ضابطہ محکومہ دفعہ مذکور کا ممنوع ہے قید کسی وقت کی دفعہ مذکور میں شاید غلط سوتع پر قائم کیگئی ہے لیکن۔ تائید اپنی رائے کے میں بجوبی مستند قواعد تعبیر قوانین کا تذکرہ بذریعہ مقابلہ احکام قانون معاملات ہم قسم کے کرتا ہوں۔ اور مجھکو دریافت ہوتا ہے کہ مد ۱۶۷ ضمیمہ ۲ ایکٹ حد سماعت کو (جو متعلق اوسی معاملہ کے ہے) بشمول احکام دفعہ ۴ ایکٹ مذکور کے دیکھا جائے تو اس امر میں کوئی گنجایش شبہ کی باقی نہیں رہتی ہے کہ درخواستیں حسب دفعہ ۳۱۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے بعد گذرنے ایک مہینہ میعاد مصرحہ دفعہ مذکور کے پذیرا نہیں ہو سکتیں بلاشک سوائے اسکے کہ از روئے خود قواعد شمار کرنے میعاد سماعت کے بڑھانا میعاد کا جائز ہو۔ میں چاہتا ہوں کہ ایک اور دفعہ مجموعہ ضابطہ

دیوانی کا حوالہ دون جسمین باوجود لفظ حق کے تصریح ایک ایسی میعاد کی کی گئی ہے جسمین فریقین مقدمہ کو اجازت استعمال ایسے حق کی دیگئی ہے کہ جو اونکو بذریعہ قانون کے عطا کیا گیا ہے ۔

دفعہ ۵۶۷ ۔ مین یہ حکم ہے کہ فریقین مین سے ہر ایک کو جائز ہے کہ مابین اوس میعاد کے کہ جو عدالت اپیل سے مقرر ہو ایک یادداشت عذرات کی نسبت اوس تجویز کے داخل کرے کہ جو عدالت ماتحت نے بر طبق وایسی امور تنقیح طلب کے تحریر کی ہو ۔ بوقت تعبیر دفعہ ہم قسم یعنے دفعہ ۳۵۴ مجموعہ سابق (ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۵۹ء) کے کہ اوسکی عبارت بھی ایسی ہی تھی اجلاس کامل عدالت ہذا سے بمقدمہ رتن سنگھہ بنام وزیر انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ا صفحہ ۱۲۵ ۔ یہ تجویز ہوئی کہ بعد گذر نے اوس میعاد کے جو واسطے داخل کرنے عذرات کے مقرر ہے کوئی فریق استحقاق دعوی سماعت کیئے جانے کا نہین کر سکتا ہے ۔

لیکن عدالت کو اختیار ہے کہ عذرات مذکور بعد میعاد مذکور کے بھی منظور کرے اوس قاعدے سے جو بسطر چہ قرار دیا گیا تھا ۔

عدالت ہذا نے کبھی خلاف اوسکے نہین کیا اور یہی تعبیر دفعہ ۵۷
مجموعہ ضابطۂ دیوانی حال کی کیگئی ہے - لیکن یہ بیان کیا گیا ہے
کہ اوس تعبیر سے جو اسطرحپر دفعہ مذکور کے کیگئی ہے بجاے اسکے
کہ میری راے کی تائید ہو اوس سے تائید راے خلاف کی ہوتی
ہے - کیونکہ اوسمین یہ تجویز کیگئی ہے کہ عدالت کو اختیار بڑہانے
میعاد کا حاصل ہے بجواب اسکے مجھکو صرف یہ مقصود ہے کہ اوس دفعہ
مین قید وقت سے صرف یہ مراد ہے کہ حقوق فریقین مین اور نیز
اختیار عدالت مین ایک قید ہو اور مین یہ اصولاً کہتا ہون کہ نتیجہ
مذکور ایک سند صریح اس امر کی ہے کہ وہ قید وقت کی باوجود
استعمال لفظ میں اور باوجود نہونے اون الفاظ کے جس سے معنے
الفاظ - (لیکن) نہ (ابعد ازان) کے پیدا ہون حکمی تصور کیگئی ہے
اوس دفعہ مین ایسی کوئی عبارت نہین ہے جس سے ظاہر ہو کہ
کسی قید وقت کا اختیار تمیزی اوس عدالت پر لگانا مقصود تہا
جو عدالت کہ میعاد مقرر کر سکتی ہے وہ اوسوقت توسیع بہی کر سکتی
ہے - لیکن اوس فرق سے جو مینے اسطرحپر نکالا ہے مجھکو

ایک اور دفعہ مجموعہ کا خیال آتا ہے کہ جسکا حوالہ میرے بھائی اول صاحب نے دیا ہے اور جسمین میعاد کی قید واسطے عمل مین لانے بعض ایسے افعال کے لگیگئی ہے کہ جو وہ فریق عمل مین لائیگا جو اپیل بحضور ملکہ معظمہ باجلاس کونسل دائر کرے وہ دفعہ ۶۰۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کی ہے جو لفظ بلفظ متعلق دفعہ ۱۱ ایکٹ ۱۸۶۰ء کے ہے دفعہ مذکور مین یہ حکم ہے کہ درصورت عطا ہونے سارٹیفکیٹ کے سائل کو لازم ہے کہ جس ڈگری کا اپیل ہو اوسکی تاریخ سے چھ مہینے کے اندر یا سارٹیفکیٹ کی عطا ہونیکی تاریخ سے چھ ہفتے کے اندر یعنے ان دونوں میعادوں مین سے جو پیچھے گذری خرچہ رسپانڈنٹ کی ضمانت داخل کرے اور بعض دیگر افعال متذکرہ دفعہ مذکور بجا لاوے (بمقدمہ سومج مکی کمنورانڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲ صفحہ ۲۶۴۔ اپیلیٹ ہند صفحہ ۱۱۔ صفحہ ۷۰)

ایک بینچ نے جسمین جناب فیلعلم صیف جسٹس صاحب اور مع دیگر ذیعلم حکام ہائی کورٹ کلکتہ اجلاس فرماتے تھے۔ بوقت تعبیر اون الفاظ کے جنکا مینے حوالہ دیا ہے یہ تجویز کی کہ اس فقرہ کے (لازم ہے کہ چھ مہینے

کے اندر) قطعاً حکمی معنی نہیں تھے اور وقت مندرجہ دفعہ کی توسیع استعمال اختیار تمیزی عدالت سے ہوسکتی تھی اوس قاعدے کو جو اسطرح پر قرار دیا گیا تھا احکام عالی مقام پریوی کونسل نے (مقدمہ جیسیر چودر بنام بھگنا انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱ صفحہ ۷۵۵۔ و لا رپورٹ ہائے ہند جلد ۱۱ صفحہ ۷) میں اختیار کیا جسکی تقلید اجلاس کامل عدالت ہذا نے (مقدمہ فضل النسا بیگم بنام سولو- انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۲۵۰) میں کی یہ تجاویز بلاشبہ اسناد قوی اسبات کی ہیں کہ وہ میعاد جسکی اندر فریق نالش کو بعض افعال کرنے ہوں محض ہدایتی ہے اور اون سے یہ اختیار تمیزی عدالت کا کہ میعاد بڑہاوے زائل نہیں ہوتا ہے۔ گو اون الفاظ قانون کے قبل جسکے ذریعہ سے وہ قید لگائی گئی ہو لفظ شَیل (لازم ہے) واقع ہوا ور یہہ ایسا لفظ ہے کہ اوسکی تعبیر معمولی طور پر جبکی نیکی کیجاتی ہے۔ اور لفظ مے (جائز ہے) بلاشک معمولی طور پر صرف اجازتی تصور کیا جاتا ہے۔ اس تجویز پریوی کونسل میں جہانتک کہ تعبیر قید متعلق وقت موقوعہ دفعہ ۲۰۲ کو تعلق ہے

بلاشبہ قاعدہ اور قانون ہوچکا ہے۔ خیالات حکام عالی مقام نسبت امر مذکور و نیز حکام ذیعلم عدالت کلکتہ کے اوس مقدمہ مین جسکو پریوی کونسل نے منظور فرمایا مختصراً اظاہر کیے گئے ہین۔ اور مین اقبال کرتا ہون کہ تجاویز مذکور سے میرا دل کچھہ عرصہ تک نسبت اس امر کے کشمش و پیچ مین رہا کہ آیا وہ قطعی طور پر تعبیر دفعہ ۳۵ سے بھی متعلق ہین۔ یا نہین لیکن امر مذکور پر بتوجہہ تمام غور کرنیسے مین اپنے بھائی اولڈفیلڈ صاحب سے نسبت اس خیال کے اتفاق نہین کرسکتا ہون۔ کہ اوسنے وہ دقت جو ہمارے روبرو پیش ہے رفع ہوتی ہے مین عبارت دفعہ ۳۵ متعلقہ قید وقت اور عبارت دفعہ ۶۰۲ مین فرق کرتا ہون۔ اور میرے وجوہ فرق مذکور کے مشابہ اون وجوہ کے ہین کہ جو مینے بضمیمہ تعبیر دفعہ ۵۶۷۔ از جانب عدالت ہذا اسکے ظاہر کیے ہین جو قیود نسبت وقت کے دفعہ مذکور مین و نیز دفعہ ۶۰۲ مجموعہ مذکور مین مندرج ہین وہ قیود نسبت حقوق فریقین کے ہین اور وہ تجاویز جنکا مینے حوالہ دیا ہے بدینوجہہ مطابق اون اصول کے ہین جسپر تجویز اجلاس کامل عدالت ہذا

بابتہ تغیر ۴۵ ۔ مجموعہ ۱۸۵۹ء کے بننے ہی وفعات مذکور ہین سے کسی مین عبارت قانون مین کوئی ایسا فقرہ نہین ہے کہ جس سے ایسی قید تصور کیجائے جو اختیارات عدالت مین لگائی گئی ہو۔ اور دفعہ ۵۳ مین فقرہ توصیفے بروقت یا قبل پیشی اول کے اگر اوسکو کچھہ معنی ہین ضرور متعلق اختیار عدالت کے ہونا چاہیے ۔ وہ بلا شبہہ کسی اور شے سے متعلق نہین ہو سکتا ۔ لیکن صرف یہی وجہہ اسبات کی نہین ہے کہ مین مقدمہ حال اور تجویز پریوی کونسل مصدرہ مقدمہ برجور بنام ہیگٹا (انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۰ صفحہ ۵۵۵ - دلارپورٹ اپیل ہائے ہند جلد ۱۱ صفحہ ۷) مین فرق کرتا ہون مین ابہی بیان کرچکا ہون کہ منشار اغراض خاص احکام قانون اور نوعیت اوس فعل کی جس سے وہ متعلق ہی خیالات ضروری واسطے نکالنے صحیح نتائج متعلق تعبیر عبارت واضعان قانون کے ہین اور یہ بات کہ یہ خیالات امر حال پر موثر ہین ۔ مین ثابت کرنیکی ابہی کوشش کرونگا ۔ لیکن مین اس موقع پر تذکرتا یہ کہہ سکتا ہون کہ اوس مقدمہ مین جو روبرو عدالت کلکتہ کے تھا ۔ اور نیز اوس مقدمہ مین

جو روبرو پریوی کونسل کے تعاقب الوقوع تعمیل منشار و اغراض قانون
کی ہوگئی تھی۔ مقدمہ اول الذکر میں خرچہ اندر میعاد کے اسوجہ سے
داخل نہیں ہوسکا تھا کہ تاریخ جمع کرنیکی ایسے وقت واقع ہوئی کہ
جب عدالت بند تھی اور اوس مقدمہ میں جو روبرو پریوی کونسل کے
تھا خرچہ بیرون المیعاد داخل کردیا گیا تھا۔ یا بیرون المیعاد داخل
کرنیکی کوشش کیگئی تھی۔ لیکن بغلطی سے جو بہ نیک نیتی تھی
خرچہ غلط طور پر عدالت مرافعہ اول میں جمع کیا گیا یہ ایسی صورتیں
تھیں کہ جو قواعد سخت قانون حد سماعت میں بھی وجہ واسطے
بڑہانے میعاد کے تسلیم ہوئی ہیں اندر ایسے حالات کے منشار
واضعان قانون کی اصل میں تعمیل ہوگئی کہ وہ شخص جسپر میعاد کا اثر
پہونچتا تھا۔ مستحق رعایت اختیاری عدالت کا تھا یہ ایک امر ہے
کہ جو ازروی قواعد تعبیر قوانین کے جائز ہے۔ کیونکہ اوس سے غرض
قید وقت کی زائل نہیں ہوسکتی ہے نہ اوس سے کوئی بے انصافی
یا سختی یا دقت ہوتی ہے اور میں اس خیال سے باز نہیں رہ سکتا
کہ بوقت کرنے تعبیر دفعہ ۲۰۲ مجموعہ کے منشار و اغراض دفعہ

مذکور اور نوعیت اوس فعل کی جس سے قید وقت متعلق ہے ۔
اور ہونا ایسے الفاظ کا جس سے اختیارات عدالت مین قید لگائی گئی ہو
یہ سب ایسے خیالات ہین کہ جو نظر انداز نہین ہو سکتے تھے اور مین
یہ خیال کرنے سے باز نہین رہ سکتا ہون کہ ان باتونکو ذہن مین رکھکر
کوئی بابت دفعہ ۲۰۴ و دفعہ ۳۰۵ مجموعہ مین یکسان نہین ہے لیکن جب ا
اوس امر اولی کا جو مینے قائم کیا ہے یہ ہے کہ عبارت دفعہ ۳۰۵ مین
کوئی ایسا امر نہین ہے ۔ کہ قید وقت سماعت اول کی جو واضعان
قانون نے لگائی ہے ۔ اسمین توسیع یا تبدیل مطابق اقتضائے
رائے عدالت کے ہونا مقصود واضعان قانون کا تھا ۔ اور مین
ابھی کوشش اس امر کے ظاہر کرنیکی کرونگا کہ ہر دیگر خیال سے تائید اس نتیجہ
کی ہوتی ہے کہ قید وقت کا حکمی ہونا مقصود ہے ۔ اسکے بعد مین
اون دو امور پر متوجہ ہوتا ہون کہ جو مینے شروع مین بیان کی ہین عام
منشاء دفعہ جیسا کہ الفاظ قانون سے صریحًا ظاہر ہوتا ہی یہ ہے کہ
عدالت کو ایسا اختیار دیا جائے جو اختیار اوسکو اوس نہج پر حاصل
نہوتا اور قواعد واسطے ہدایت اور قیود بابت استعمال اختیار مذکور کے

بذریعہ ظاہر کرنے اون شرائط کے قرار دیئے جائین کہ جنکے ساتھ اونکا
استعمال کیا جائے - اون شرائط مین دو اسوجہ اگانہ ہین - ایک
متعلق وقت یا اوس موقع کے جبکہ اختیار مذکور عمل مین لانا چاہیے -
دوسرا متعلق اون صورتون کے جنسے اختیار مذکور متعلق ہے - امر اول
الذکر اس عبارت مین ظاہر کیا گیا ہے - بر وقت یا قبل پیشی اول کے
امر دویم کا ذکر اون مختلف فقرات مین کیا گیا ہے جو جز و ضروری دفعہ
مذکور کے ہین اور کل دفعہ تابع قیود مندرجہ شرط کی قرار دیگئی ہے -
آخر جز و دفعہ واسطے بحث حال کے غیر اہم ہے - پس منشاء عام دفعہ
مذکورہ کی حسب مذکورہ بالا ہے - اوسکی غرض اصلی مثل دیگر قواعد
متعلقہ ضابطہ کے یہہ ہے کہ حتی الامکان عدالتین یکسان ضابطہ
پر عمل کرین - علاوہ برین غرض یہ ہے کہ تصحیح غلطی ضابطہ کی عرضی
دعوی مین حتی الوسع نوبت اولین پر کیجاوے اور انسداد پڑہنے ایسے
جھگڑے کا کیا جائے کہ جو بوجہ کسی نقص باطنی کے اگر اوس نقص کی
اصلاح نہ کیجائے ضرور بالآخر دستمسی نالش کے ساتھہ ختم ہوگا یا اوس
سے کوئی امر باعث بے ترتیبی کا پیدا ہوگا - پس میرے رائے مین عام

منشار و اغراض احکام دفعہ ۲۵ مجموعہ کے بھی ہین۔
نسبت نوعیت اوس اختیار کے جو عدالت کو از روے دفعہ ۲۵ کے
عطا کیا گیا ہے مجھکو بحث کرنے کی ضرورت نہین ہے۔ کیونکہ میری
نزدیک یہ صاف ظاہر ہے کہ اختیار نامنظور کرنے عرائض دعویکا
بموجب دفعہ مذکور کے فی الواقع ایک اختیار تمیزی ہے جسکا استعمال
سرسری طور پر عدالت خود اپنی طرف سے نسبت اون معاملات کے
کرسکتی ہے جیساکہ فقرہ دفعہ مذکور سے ظاہر ہوتا ہے ایسے معاملات
ہین کہ جنپر غور اور جنکا فیصلہ خود عرضی دعوی کو پڑہکر بخوبی کیا جاسکتا ہے
لہذا نوعیت اختیار کے لحاظ سے بلا شبہہ یہ ضرور نہین ہے کہ اوسکی
استعمال کرنیکی وقت کی توسیع کسی نوبت مابعد پر بہ نسبت اول
سماعت نالش کے کیجائے۔ اور بلحاظ نوعیت ایسے اختیار تمیزی کے
میرے نزدیک یہ امر ضروری ہے کہ اوسکا استعمال فوراً اور حتی الوسع
سب سے پہلے موقع پر کیا جائے۔ کیونکہ اگر یہ قرار دیا جاے کہ اختیار
مذکورہ استعمال ہر وقت ہوسکتا ہی تو ہمکو یہ صورت پیش آئیگی کہ ممکن ہے
کہ عرضی دعوی کسی نہ کسی وجہہ مندرجہ فقرات مختلف دفعہ مذکور پر کسی

ایسی نوبت پر یا منتظر کیجائے کہ جب کل شہادت مقدمہ کی لیلیگئی ہو

اور بحیث نمبر لقیین کی آخر تک سن لیگئی ہو - اور عدالت کو سوائے ڈگری

یا ڈسمس کرنے نالش کے کچھہ اور کام کرنا باقی نرہا ہو -

ہمنے عام منشاء اغراض نزعیت دفعہ پر اسقدر ستدلال اسوجہ سے کیا ہے

کہ بلا لحاظ اون خیالات کے لفظ سے خواہ لفظ سیشل خواہ تعیین وقت

خواہ نہونے الفاظ امتناعی سے بنفسہ کوئی ہدایت بخیال واسطے تعبیر

احکام قانونی مثل ایسے حکم کے کہ جیسا اب زیر لحاظ ہی حاصل نہیں

ہوسکتی ہے - اگر یہ قاعدہ تعبیر ہوتا تو عجیب غریب ہر دیگر دفعہ مجموعہ

تعزیرات اور بہت سی دفعات ایکٹ شہادت و دیگر قوانین کی جنمیں

لفظ سے واقع ہوا ہے اور اوسکے بعد الفاظ منفیہ نہیں ہیں تعبیر کی

غلط سمجھی جائیگی - بغرض دینے مثال اس امر کے کہ میری کیا مراد ہے

مین دفعہ ۳۷۹ مجموعہ تعزیرات کو لیتا ہون جسمین بوقت درج کرنے

سزا کے سرقہ کے یہ لکھا ہی دونون قسمون مین کسی قسم کی قید کی سزا

دیجائیگی جو تین برس تک ہوسکتی ہی الخ - واضح ہو کہ اس دفعہ مین لفظ

سے - واقع ہوا ہے اور میعاد سزا بلا کسی ایسے الفاظ منفیہ کے جنسے

ظاہر ہو کہ سزا اوس سے زیادہ ہو گی - جو محکوم ہے - بیان کیگئی ہے
میری دانست مین جو حد کہ دفعہ مذکور مین مقرر کیگئی ہے بلا شبہ ایک قید
نسبت اختیار عدالت کے ہے اور باوجود ہونے امتناع صریح کے
یہ نہین ہوسکتا کہ اوس قید کا لحاظ نہ کیا جائے - یا اوس حد سے تجاوز
کیا جاسکے اب مین ایک دفعہ ایکٹ شہادت کی لیتا ہون دفعہ ۹۱
ایکٹ مذکور مین یہ حکم ہے کہ جائز ہے کہ مضامین دستاویزات بذریعہ
شہادت اصلی یا منقولی کے ثابت کئے جائین - پھر اس مقام پر لفظ صریح
بلا اسکے کہ اوسکے بعد کوئی الفاظ امتناعی جنکے معنے مثل اس فقرہ کے
ہون لیکن نہ اور نہج پر استعمال کیا گیا ہو - با اینہمہ دفعہ مذکور کے یہ معنی
تصور نہین کیے جاسکتے ہین کہ مضمون دستاویزات بذریعہ کسی تیسری قسم
کی ایسی شہادت کے جو اصلی یا منقولی نہو ثابت کیے جاوینگے -
بعد اوسکے جو دلیل چیف جسٹس صاحب نے نسبت اوس نتائج
کے جو بمقابلہ عبارت دفعات ۲۹ - و ۳۲ مجموعہ ۱۸۵۹ع سے
ساتھہ دفعہ ۵۳ - مجموعہ ۱۸۶۱ع جو مجموعہ حال ہے لفظ بلفظ داخل ہے
نکلتے ہین لکھا ہے - مجھکو کچھہ لکھنے کی ضرورت نہین ہے لیکن تجویز

کرنا چاہتا ہون کہ برڈش صاحب نے اپنی شرح متعلقہ دفعہ ۵۳ مجموعہ
۱۸۸۲ع مین تعبیر ماخلہ لغوی اس فقرہ کی بروقت یا قبل پیشی اول کے یہ کی ہے
کہ وہ حکمی ہے اور اوسکے ذریعہ سے عدالت کے اختیار تمیزی مین قید
لگائی گئی ہے۔ ذی علم چیف جسٹس صاحب نے غیر معین ہونا ضابطہ
کا اور تکلیف فریقین اور توقف تصفیہ نالش کا ذکر کیا ہے جو ایسی تعبیر سے
منتج ہوگا کہ جنکے ذریعہ سے عدالت کو یہ اختیار تمیزی حاصل ہو۔
کہ عرائض دعوی کو سرسری طور پر کسی حالت نالش مین بلا کسی قید معیاد
کے یا تابع ایسے قید کے جو عملاً کوئی قید ہرگز نہو نامنظور کرے۔
یہ منشاء واضعان قانون کا بوقت بنانے دفعہ ۵۳ مجموعہ ضابطہ
دیوانی کے ہرگز نہوگا۔ اسمین شبہہ نہین کہ لیٹرپ صاحب چیف جسٹس نے
بمقدمہ موو ہے بنام ڈونگر (۱ انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۵
صفحہ ۲۰۹- رائے خلاف اوس رائے کے جو بینچ اسمقدمہ مین قائم کی
نے ظاہر کی ہے۔ اور میرے بھائی اولڈفیلڈ صاحب نے اوس تجویز
پر عمل کیا ہے مگر نسبت اوس تجویز کے مجھکو ہرگز ضرورت نہین ہے
کہ اوس سے کچھ زیادہ تحریر کرون کہ جسقدر ذی علم چیف جسٹس صاحب نے

اس مقدمہ مین تحریر کیا ہی لیکن بہ تعظیم تمام اپنے بھائی اولڈفیلڈ صاحب سے بنسبت امر ہذا کے اور بہ تعظیم بحد جو مین ہمیشہ راے قانونی مصدرہ مسٹر میکائیل ویسٹراپ صاحب کی کرتا رہا ہون۔ مجھکو اقرار کرنا چاہیے کہ اون وجوہ سے جنپر حاکم موصوف کی تجویز مبنی ہے میرا اطمینان بنسبت اس امر کی نہین ہوتا ہے کہ جو تعبیر معنی دفعہ ۵۳ کی کی ہے۔ اوس سے دفعہ مذکور خلاف کسی اور جز و مجموعہ کے ہو جائیگی۔ یہ دلیل کہ اگر قید سماعت اول مندرجہ دفعہ ۵۳ سے یہ مراد سمجھی جائیگی کہ وہ معنی حکمی قائم کیگئی ہے تو ضمن (د) دفعہ مذکور خلاف فقرہ دویم دفعہ ۳۲ کے ہو جائیگی میری دانست مین اوس سے زیادہ باوقعت نہوگی کہ اگر یہہ کہا جائے کہ احکام دفعہ ۱۱۰ خلاف عبارت شرائط متعلقہ دفعہ ۱۱۲ کے ہین خود میری یہہ راے ہے کہ یہہ مقصود تہا کہ اختیارات عدالت حسب فقرہ دویم دفعہ ۳۲ مثل دفعہ ۱۱۲ کے خاص صورتون سے متعلق ہون اور خود اس امر سے کہ ایسے اختیارات وسیع عدالت کو اون صورتہمین دیے گئے ہین یہہ ظاہر ہوتا ہے

کرون اختیارات کا جو بذریعہ دفعہ ۳۵ کے دیئے گئے ہین متروک ہونیکا
یہ مقصود تھا کہ استعمال وس اختیار تمیزی کا جو بذریعہ دفعہ مذکور کے دیا گیا
ہے سماعت اول پر محدود ہو لیکن بوجہ تعظیم متعلقہ بہ نسبت دیگر ارباب
صاحب چیف جسٹس کے مجھکو لازم ہے کہ بیان اون دقتون کا
کرون کہ جو مجھکو حاکم موصوف کی راے کے تسلیم کرنے مین پیدا ہوتی
ہین نہایت اہم جزو وجوہ فیصلہ کا جسپر تجویز حاکم موصوف کی
مبنی ہے یہہ ہے کہ قید وقت مندرجہ دفعہ ۳۵ کو حکمی سمجھنے سے
ضمن (و) دفعہ ۳۵ بالکل خلاف فقرہ دویم دفعہ ۲۲ کے
ہوجائیگی - واضح ہو کہ اگر یہہ صورت ہے تو بلاشبہہ ایک
دلیل قوی بابت قائم کرنے معنے اجازتی دفعہ ۳۵ کے موجود
ہے - لیکن مین یہہ بات تصور کرنے سے باز نہین رہ سکتا کہ ایسی
صورت نہین ہے بذریعہ دفعہ ۲۲ کے عدالت کو دو جداگانہ
اختیارات دیے گئے ہین - اول یہ اختیار ہے کہ کسی فریق کا نام
جو نالش مین بیجا طور پر شامل کیا گیا ہو خارج کرے دوسرا اختیار مندرجہ
دفعہ مذکور متعلق اسکے ہے کہ نام فریقین مقدمہ کے ایک زمرہ سے

دوسرے زمرے مین رکھی جائین یا اشخاص جدید شامل کیے جائین
واضح ہو کہ استعمال اختیار اول کا ساعت اول پر محدود ہے اختیار
دوم اسطرح پر محدود نہین ہے اور یہانتک تو ہمکو والیمز ایسپ صاحب
چیف جسٹس سے اتفاق ہے لیکن یہ صورت اسوجہ سے ہے کہ
قانون مین ایسا ہی لکھا ہے اور مین مقر ہون کہ ہمکو یہ نہین معلوم
ہوتا ہے کہ کس طرح پر اس تعبیر سے دفعہ ۳۲ - خلاف دفعہ ۵۴
کے ہو جاتی ہے کہ قید وقت کی جو دفعہ آخر الذکر مین مندرج
ہے معنے حکمی قرار دیے جائین - کیونکہ مین یہ قرار نہین دیسکتا ہون
کہ سرسری طور پر واپس کرنا عرضی دعویکا واسطے ترمیم کے یا
اوسکی نامنظوری بوجوہ مندرجہ ضمن (د) دفعہ ۵۳ کے ایسے
معاملات مین کہ جو ہم معنی یا قابل تبدیل ساتھ اوس کاروائی عدالت
کے ہین کہ جو از روے فقرہ دوم دفعہ ۳۲ - کے کیجاتی ہے
کہ یہ دفعہ اضافہ فریقین سے متعلق ہے اور اوسمین کچھ ذکر
منسبت سرسری طور پر نامنظور کرنے عرضیدعوی یا اوسکی
واپسی کا بغرض ترمیم کے نہین ہے - اختیار فریق مقدمہ کا

نسبت ترمیم عرضی دعوی کے بعد اسکے کہ وہ اوسکو ایکمرتبہ حسب
دفعہ ۵۳ - واپس دیگئی ہو علاوہ بلا قید ہے اور اوسمین از روی عبارت
شرط متعلقہ دفعہ مذکور کے قید لگائی گئی ہے - بخلاف اسکے شامل
کرنا اشخاص کا بموجب فقرہ دویم دفعہ ۳۲ کے اون اشخاص پر
محدود ہے کہ جنکی حاضری اوس عدالت کے نزدیک جو فیصلہ مقدمہ
کا کریگی - اسلیئے ضرور ہو کہ وہ جملہ مراتب متنازعہ متعلقہ مقدمہ کو
بخوبی تکمیل کے ساتھہ فیصل اور طے کر سکے - اور بلا شک ترمیم عرضی جدید
کے اس صورت مین اوس وسیع معنی مین نہین ہو سکتی ہے کہ جیسی بموجب
دفعہ ۵۳ کے ہو سکتی ہے کیونکہ جو ترمیم کہ بوجہ فعل عدالت کے
بموجب فقرہ دویم دفعہ ۳۲ - کے مقصود ہے - وہ ایسے معاملات
پر ضرورۃً محدود ہی کہ جو واسطے ظاہر کرنے اوس تعلق کے ضروری
ہون کہ جو فریق جدید کو نسبت منشاء نالش کے حاصل ہو بموجب
دفعہ ۵۳ - کے جائز ہے کہ عرضی دعوی واسطے ترمیم کے واپس
کیا جائے - یا کلیتاً نا منظور کیجائے بموجب دفعہ ۳۲ کے ان
دونون باتون مین سے ایک بات بھی نہین ہو سکتی ہی اور مجھکو واضح

دفعہ ۲ کے قابل اپیل ہین اور احکام مشعر و ایسی عرائض دعوی بغرض ترمیم کے حسب ضمن ۷ دفعہ ۵۰۰ کے قابل اپیل ہین کہ دفعہ ضمن ۲ سے مختلف ہے کہ جسکی بموجب احکام جو حسب دفعہ ۴۳ کے صادر ہوئے ہون قابل اپیل ہین۔ نوعیت فعل عدالت جو بموجب ان دو دفعات کے کیے جائین اسطرح پر قابل فرق ہے اور جب یہ راے نسبت قانون کے قائم کیجاتی ہے تو کچھ اختلاف مابین ضمن ۹ دفعہ ۳۵۰ اور فقرہ دوم دفعہ ۲۳ کے نہین ہوتا اور وقت جو دیسٹراپ صاحب چیف جسٹس نے خیال کی ہے بلحاظ دفعہ ۳۴ مجموعہ کے پیدا نہین ہوتی ہے۔ یہ ممکن ہے کہ اوس دفعہ کے روسے حق مدعا علیہ کا بابت کرنے عذر نسبت نہ شامل کیے جانے اشخاص کے بطور فریق مقدمہ کے باعتبار وقت محدود ہو لیکن اوس دفعہ کے روسے حق مدعی نسبت شامل کرنے اشخاص کے بطور فریق مقدمہ کے محدود نہین کیا گیا ہے لیکن یہ راے مخالف اوس تعبیر کے نہین ہے کہ جو ہمنے دفعہ ۳۵ کے کی ہے۔ کیونکہ اگر ازروے الفاظ کسی مقدمہ کے یہ ضرور ہو کہ کوئی شخص بطور مدعا علیہ بعد اسکے کہ سماعت

اول نالش کی ہوچکی ہو شامل کیا جائے - تو اوسکی نسبت دفعہ ۳۲
مین حکم ہے نام مدعا علیہ جدید کا بموجب اون شرائط کے جو دفعہ ۳۲
مین محکوم ہین شامل کیا جاسکتا ہی - اور عدالت حکم عرضی دعوی کی
ترمیم ضروری کا بموجب دفعہ ۵۳ کے دیسکتی ہے بلاشک مجھکو واضح
ہوتا ہے کہ منشاء دیگر احکام مجموعہ سے نتائج مفید اوس امر کے ظاہر
ہوتے ہین کہ جو مینے قائم کی ہے دفعہ ۳۱ مین یہہ حکم ہے کوئی نالش
بوجہہ بیجا شامل کرنے فریقین کے ساقط نہوگی - اور عدالت کو جائز ہی
کہ ہر مقدمہ مین جو اہالی مقدمہ فی الواقع حاضر ہون اونکے حقوق و
مرافعہ سے جسقدر کہ مقدمہ کو تعلق ہو صرف اوسیقدر کہ بابت امر مابہ النزاع
کا تصفیہ کرے یہہ عام اور حکمی قاعدہ ہے اور دفعہ مابعد (۳۲) مین
یہ اختیار عدالت کا کہ نام اشخاص فریق مقدمہ کو عرضیدعوی سے
خارج کرے سماعت اول پر محدود کیا گیا ہی - مگر عدالت کو یہہ اختیار
دیا گیا ہے کہ نام ایسے اشخاص کا کہ جنکا عدالت مین حاضر ہونا اوسکے
نزدیک اس وجہہ سے ضرور ہو کہ عدالت جملہ مراتب متنازعہ متعلق
مقدمہ کو بخوبی تکمیل کے ساتھہ فیصل اور طے کرسکے شامل کرے -

اور اسکے بعد دفعہ ۳۲ ہے اور اوسکے روسے عدالت کو یہ اختیار
دیگئی ہے کہ حسب دفعہ ۳۲ کے ایسی ترمیم کرنی ضروری معلوم ہو
تو عرضیدعوی کو ترمیم کرے اسکے بعد کی دفعہ (۳۴) مین حکماً
یہ قاعدہ درج کیا گیا ہے کہ عذرات نسبت عدم شمول یا شمول
بیجا فریقین کے جسقدر جلد ممکن ہو اور ہمیشہ مقدمہ کی پیشی اول سے
پہلے پیش کیے جاوینگے ۔ دفعات درمیانی کو چھوڑ کر باب ۴
مین ذکر نالش کی ترتیب کا ہے اور اوس باب مین دفعہ ۴۵ واقع
ہوتی ہے جسمین عدالت کو یہ اختیار تمیزی دیا گیا ہے کہ حکم تجویز
جداگانہ ایسے وجوہ نالش کا صادر کرے کہ جو ایک نالش مین داخل
کیگئی ہون ۔ جو اختیار کہ اسطرح پر دیا گیا ہے صریحاً اس امر پر محدود
ہے کہ وہ کسیوقت قبل پیشی اول کے استعمال کیا جائے بجز اسکے کہ
فریقین راضی ہون کہ مقدمہ کی کسی نوبت مابعد پر اختیار مذکور عمل
مین لایا جائے ۔ مطابقت اون احکام کی دفعہ ۱۰۴ مین بھی پائی
جاتی ہے ۔ اوسکی روسے مدعا علیہ کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ قبل
پیشی اول یا جس حال مین کہ امور تنقیح طلب قرار پاچکے ہون شہادت

کے قلمبند ہونے سے پہلے کسیوقت پر عدالت مین درخواست
کرے۔ کہ نالش صرف انہین بناہاے دعوے سے متعلق قرار دیجاوے
کہ جو ایک مقدمہ مین بسہولت طے ہوسکین۔ اس جگہہ پر بیعہ قید
نسبت وقت کے صریحًا لکھی ہے گو الفاظ منفیہ موجود نہین ہین
اسکے بعد دفعہ ۵۴ واقع ہوتی ہے جسمین اجازت ایسی ترمیم کی
ہے کہ جسکی ضرورت بوجہہ اختیار کرنے ضابطہ محکومہ دفعہ مین
ماقبل کے ہو اس قانون مین بعد قرار دینے اوس قاعدہ کے کہ جہانتک
ممکن ہو وقت ہاے ضابطہ متعلقہ عرضیدعوی حتی الامکان نالش
کے اول ترین نوبت مین رفع کیجاوین ایک اختیار علیحدہ بذریعہ دفعہ
۵۳ کے دیا گیا ہے۔ اور وہ اختیار بذریعہ کسی دفعہ ماسبق کے
نہین دیا گیا ہے اگر مین یہ لفظ استعمال کرسکون توفی الواقع اہم
الفاظ متعلقہ اختیار مذکور کے نامنظوری اور واپسی ہین اور یہ
الفاظ ایسے ہین کہ جو دفعہ ۳۳ - یا کسی اور دفعہ مین جسکا مین نے
حوالہ دیا ہے پاے نہین جاتے ہین - اور گو لفظ ترمیم کردہ دفعہ
۵۳ - مین سے واقع ہوا ہے اوسکو بوجہہ مخوائی عبارت خواہ مخواہ

ایسا تصور کرنا چاہیے کہ متعلق اون ترمیمات کے ہے کہ جو کسی وجہ
مندرجہ دفعہ مذکور سے پیدا ہوں اور نہ ایسے وجوہ سے کہ جنکے
لیئے پہلے قاعدہ مقرر ہو چکا ہے - علاوہ برین جہانتک کہ لفظ
ترمیم کو تعلق ہے فقرہ ب صیغہ "انسیویٹ" "اور" "وین" سے اختیار
مذکور خواہ مخواہ سماعت اول پر محدود ہوتا ہے یعنے ترمیمات بابتہ
کسی وجوہ خاص مندرجہ دفعہ مذکور کے ضرور ہے کہ اوسی نوبت پر
کیجائیں - اس سے میری رائے کی تائید ہوتی ہے کیونکہ مجھکو
یہ معلوم نہیں ہوتا ہے کہ کسطرح یہ تصور کیا جاسکتا ہے کہ الفاظ
"انسیویٹ" "اور" "وین" کسی اور نوبت مقدمہ سے سوائے اوسکے کہ جو
دفعہ مذکور میں مندرج ہے متعلق ہو سکتی ہیں - اصل درحقیقت میں فقرہ
مذکور کی یہی تعبیر کرتا ہوں کہ جو فقرہ اوس زبان کا نہیں ہے
جو میرے خاص زبان سے - لیکن جیسا کہ مینے پیشتر تحریر کیا ہے
خاص وقت متعلق الفاظ واپس کرنے اور نامنظور کرنے کے ہے -
اس مقدمہ میں ہمکو اس اختیار عدالت سے کہ عرضیدعوی واسطے
ترمیم کے واپس کرے صرف ضمناً تعلق ہے - اور ہمکو اس اختیار

عدالت سے کہ عرضیہ دعوی کو کسی وجہ متذکرہ دفعہ ۵۳ سے نامنظور کرے صریحاً تعلق ہے جہان تک کہ تجویز والیشراپ صاحب چیف جسٹس کو تعلق ہے مین یہہ کہہ سکتا ہون کہ اگر وجہ فیصلہ تجویز حاکم موصوف محض اس امر پر مبنی ہوتی کہ عرضیہ دعوی بعض حالات مین متجانب عدالت بعد سماعت اول کے (مثلاً اون صورتونمین جو دفعات ۴۴ و ۴۳ و ۴۷ مین خیال کیگئی ہین) سربنائے اون وجوہ کے ترمیم ہوسکتی ہے۔ کہ جو علاوہ وجوہ متذکرہ دفعہ ۵۳ کے ہون تو مین خواہ مخواہ اوس تجویز کو ایک سند خلاف اوس راے کے تصور کرتا جو مینے نسبت ایک ایسے خاص امر کے قائم کی ہے۔ کہ جسکے داخل کرنیکی ہمکو مقدمہ ہذا مین ضرورت ہے۔ لیکن نسبت ٹھیک اوس امر کے جو صریحاً ہمارے روبرو پیش ہے مین یہہ تجویز کرتا ہون کہ قید وقت مندرجہ فقرہ ۱۱ بروقت اور قبل پیشی اول موقوعہ دفعہ ۵۳ حسب منشاء واضعان قانون حکمی ہے اور اجد زمانہ مصرحہ کے استعمال اوس اختیار کا جو ازروے دفعہ مذکور نسبت نامنظوری عرایض دعوی کے عطا کیا گیا ہے ممنوع

جو کچھ کہ میں نے تحریر کیا ہے وہ بلا شک نامنظوری عرضی دعوی حسب دفعہ ۵۴ سے متعلق نہیں ہے کہ جسمین کوئی لفظ مشعر دخل کرنے قید وقت کے واقع نہیں ہوا ہی کہ اس امر سے بھی تائید اوس نتیجہ کی ہوتی ہے جو میں نے اخذ کیا ہے - اور میں یہ بھی تحریر کرنا چاہتا ہون کہ چونکہ امر مذکور اسوقت ہمارے روبرو پیش نہین ہے - لہذا جو کچھ کہ میں نے اس جگہہ تحریر کیا ہی اوسکو ایسا تصور نہین کرنا چاہیے - کہ اوسکی رو سے کوئی قاعدہ ایک طرح پر یا دوسری طرح پر بنسبت اختیارات عدالت اپیل کے ایسے معاملات مین قائم کیا گیا ہی - میرا جواب بنسبت اوس سوال کے جواب ہمارے روبرو پیش ہے نفی مین ہی -

(مقدمہ رامود داس - بنام - گوکلچند انڈین لاء رپورٹ الہ آباد جلد ۷ صفحہ ۷۹)

نوٹ

لیکن دفعہ ۹ - ایکٹ نمبر ۷ ۱۸۸۸ع کی رو سے دفعہ ۵۴ - ضابطہ دیوانی کے تبدیل ہوگئی اور دفعہ مندرجہ ذیل بجائے اوسکے قایم ہوئے - اب وہ وقت و حجت رفع ہوگئی جسکی وجہہ سے تجویز محولہ بالا مین اسقدر طوالت کی ضرورت ہوئی - اور اب زمانہ ترمیم عرضیدعوے کا محدود ہوگیا -

دفعہ ۹ - ایکٹ نمبر ۶ سنہ ۱۸۸۹ع

دفعہ ۵۳ - کی عیوض عبارت مرقوم الذیل قائم کیجائیگی -

دفعہ ۵۳ - عرضی عدالت کی صوابدید کے بموجب -

(الف) امور تنقیح طلب کی تجویز کیوقت یا اوسکے قبل کسیوقت نامنظور کیجا سکتی ہے - اگر اوس سے بنائے دعوی ظاہر نہوتی ہو -

(ب) امور تنقیح طلب کی تجویز کیوقت یا اوسکے قبل کسیوقت ایسی مدت کے اندر جو عدالت کی طرف سے مقرر ہو - اور ایسی شرطونپر جو ایسے خرچہ کے ادا کرنیکے بابت ہون جو اصلاح کرنیمین عاید ہون - اور جو عدالت مناسب سمجھے ترمیم کی لیے واپس کیجا سکتی ہے -

(۱) - اوسپر دستخط یا اوسکی تصدیق جیسا کہ قبل اسکے ایکٹ ہذا مین حکم ہے ہوئے ہون یا نہوی ہو -

(۲) - اوسمین وہ امور صحیح اور بدون پھیلاؤ کے لکھے نہون - جنکے ہونیکی نسبت قبل اسکے ایکٹ ہذا مین حکم ہے یا اوسمین ایسے امور مندرج ہون - جو وہ نہون جنکی نسبت اوسطور پر حکم ہے -

(۳) یا اوسمین غلطی سے ایسے فریق کو داخل نکیا ہو جسکا داخل کرنا ضرور تہا یا ایسے فریق کو داخل کیا ہو جسکو داخل نکرنا ضرور تھا۔ یا ایسی بنا پر دعوی الکھی گئی ہو جو اوس نالش کی بنائے دعوی نہین ہو سکتی ہے۔

(۴) وہ دفعہ ۳۲ کے احکام کے بموجب نہ طیار کی گئی ہو۔

(ج) کسی وقت قبل فیصلہ کے ادائے اخراجات کی ایسی شرطونپر جو عدالت مناسب سمجھے عدالت کیطرف سے ترمیم وقوع مین آئے مگر شرط یہ ہے کہ کسی عرضی کی نہ تو اوس فریق کیطرف سے جسکے واسطے ترمیم کے واپس کیا جائے اور نہ عدالت کیطرف سے ایسی ترمیم کیجائیگی جس سے نالش ایک حیثیت سے دوسری حیثیت کی یا ایسی حیثیت کی جسکو اوس سے کچھہ مناسبت نہو ہو جائے۔

جب اس دفعہ کی روسے کسی عرضی کی ترمیم عمل مین آئے تو اوس ترمیم کی تصدیق صاحب جج کے دستخط سے ہوگی۔

فیصلہ پریوی کونسل

ایسے عرضی دعوی مین جسمین الزام فریب کا لگایا گیا ہو واقعات مخصوص مندرج ہونے چاہیے۔ عام بیانات گو وہ کیسے ہی قوی الفاظ

ہیں ہون ایسے بیان فریب کی حد تک بھی نہین پہونچتے جسپر کوئی
عدالت لحاظ کر سکے۔

بعد استفسار وکیل مدعی کے جو عدالت نے واسطے دریافت کرنے
اس امر کے طلب کیا۔ کہ آیا وجود واسطے ترمیم کے ہین۔ حالانکہ وجوہ
مذکور معلوم نہوئین بلحاظ نقائص عرضی دعوے کے جسمین اگرچہ الزام فریب کا
لگایا گیا تھا الا وجہہ نالش صحیح نسبت اوسکے ظاہر نہین کی گئی تھی۔
ڈسمس کی گئی۔ تجویز ہوئی کہ ڈسمس کرنا طریقہ مناسب طے کرنے
نالش کا نہتا بلکہ عرضی دعوی نا منظور ہونی چاہیئے تھی کہ اوس طریقہ
سے مدعی کو یہہ حق حاصل ہوتا۔ کہ اگر آیندہ مدعی ایسے بیانات
کر سکتا جنسے نالش صحیح تصور کی جا سکتی تو وہ عرضی نالش جدید
پیش کر سکتا۔ (مقدمہ گنگا نراین گپت مدعی۔ بنام۔ تلکرام چودہری وغیرہ معاعلیم
انڈین لاریپورٹ کلکتہ جلد ۱۵۔ صفحہ ۵۳۳۔)

مد ۴۳ نقائص عرضی دعوی جزو متروک

قانون کا منشا یہہ ہے کہ جہان تک ہو سکے مدعی اون کل واد
رسیون کا چارہ کار ایکہی مرتبہ چاہیے جو ایک بنائے نالش سے

پیدا ہوئی ہوں - مجموعہ ضابطہ دیوانی کی دفعہ ۴۳ کا یہ منشا صاف ہے کہ ہر ایک مقدمہ جہانتک ممکن ہو سکے ایسا صاف مرتب کرنا چاہیے جسمین پوری وجوہ بنا بر تصفیہ قطعی مقدمہ کے شئی متدعویہ کے تحریر ہوں - تاکہ آیندہ کی نزاعوں کا سد باب ہو اس دفعہ کو ساتھ دفعہ ۴۳ - ضابطہ کے پڑہنے سے یہ اصول قائم ہوتا ہے کہ مدعی پر فرض ہے کہ دفعہ ۴۲ - کے شرائط پر غور کرکے دیکھے کہ اوسکو پورا دعوی عدالت مین پیش کرنا چاہیے اور کل چارہ کار کی ایک ہی وقت مین استدعا کرنا چاہیے کیونکہ بحالت فرو گذاشت کے پھر مقدمہ آیندہ مین اوسکا چارہ کار ممنوع ہو جاتا ہے جیسا کہ مقدمہ دعوی اضافہ لگان اور مقدمہ بقایا لگان یا اور حق نالش جو اوس سے پیدا ہوتا ہو - یہ سب اوسیطور سے ممنوع ہو جاتے ہین زمیندار لگان اضافہ شدہ کا دعوی کرے اور جب ہار جائے تو پھر اوسی سال کے اصلی لگان کا تعین کر سکتا ہے -

(مقدمہ کیک چندر مکرجی - بنام - گرودہاس بسواس انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۹ صفحہ ۹۱۹)

عرضیدعوی کے ساتھ ہون - تاکہ فریق ثانی کو نقل عرضیدعوے
اور نقل فہرست دستاویزات کی (جو ذیل عبارت عرضیدعوے
مین لکھی جاتی ہے) پانے سے جوابدہی کا آسان موقع ملے - اور وقت
جواب دینے کے دستاویزات کی صحت و غلطی کا اقبال و انکار
کر سکے - ورنہ ایک دوسری تاریخ اس غرض سے مقرر کرنا پڑتی
ہے کہ مدعاعلیہ اوسروز صحت و سقم دستاویزات کی بابتہ جوابدہی
کو طیار ہو - مثلاً دعوی شفع مین مدعی پر فرض ہے کہ نقل بیعنامہ
مناط بحث جسپر دعوی مبنی ہو - اور ان کاغذات بندوبست
کی نقل باضابطہ جو بادی النظر مین یہ ظاہر کر سکتے ہون کہ وہ جائداد
بیع شدہ کس محال یا پٹی مین ہے اور شفیع و بائع کی حیثیت ملکیت
واقع محال مذکور کیونکر ہے - اسلئے کہ یہ وہ کاغذات ایسے ضروری
ہین کہ ہر مقدمہ شفعہ مین انکی ضرورت ہے گو اکثر مقدمات
مین مدعی یا انکے وکیل فوری تکلیف بچانے کو یا مقدمہ کو جلد
دائر کرنیکی خواہش سے ضروری کاغذات کو ساتھ عرضیدعوے کے
شامل نہین کرتے حالانکہ اسیقدر وقعت غیر ضروری [illegible]

یہ عذر کسی فریق کا کہ میعاد گذرنیوالی ہے۔ غیر موجبہ ہے۔ ہر آئینہ میعاد کے تحفظ کا ذمہ دار مدعی ہے اوسپر فرض ہے کہ بنائے نالش پیدا ہوتے ہی اپنے حق کی چارہ جوئی کرے۔ اور وہ سبھی وقت کو غفلت مین ضایع نکرے کیونکہ نقائص عرضیدعوی کے روکنے کو یہہ عذر جہل کافی نہین ہے۔

مد ۶۵ شمول فریق مقدمہ

عدالت کو حسب دفعہ ۳۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے اختیار ہے کہ بروقت پیشی اول یا پہلے اوس سے کسی فریق کی درخواست پر یا خود حکم دے کہ کوئی شخص فریق بنایا جائے۔ یا جو ناجائز فریق بنایا گیا ہو وہ خارج کیا جائے۔ یا مدعی علیہ کے زمرہ مین یا مدعا علیہ مدعی کے زمرہ مین ملایا جائے۔ لیکن کوئی شخص بغیر رضامندی خود زمرۂ مدعیان مین ملایا نہ جائیگا۔ مگر مدعی کو چاہیے کہ عرضیدعوی کو اس ہوشیاری سے مرتب کرے کہ حقدار وںمین سے کوئی چھوٹ نہ جائے۔ اور جنکے مقابلہ مین بنائے مخاصمت نالش پیدا ہوئی ہے وہ سب زمرۂ مدعا علیہ مین ملائے جائین۔ کیونکہ ناقص ترکیب

اشتمال غیر یقین سے عدالت کا وقت ضایع ہوتا ہے - اور خواہ مخواہ ترمیم کرنا پڑتی ہے - جیسا کہ مقدمات شفعہ مین اگر شفیع کئی مشترکہ الحق حصہ دار ہین تو مناسب یہی ہے کہ سب مدعی بنائے جائین گو ایک شریک بھی انکی طرف سے دعوی کر سکتا ہے ویسا ہی ضرور ہے کہ بائع و مشتری دونون مدعا علیہ بنائے جائین ورنہ بموجب شرع محمدی کے بھی نالش ناقص رہیگی -

ایک نالش شفعہ مین مشتری نے اپیل دوم مین یہ عذر کیا کہ بائع فریق نہین بنا ہے - تجویز ہوئی کہ - خواہ اس ترک سے کہ بائع نالش انفاذ حق شفعہ مین فریق نہین بنایا گیا - نالش قابل پذیرائی ہو یا نہو - لیکن چونکہ مشتری کو اس ترک سے مقدمہ ہذا مین کچھ نقصان نہین ہوا ہے - لہذا یہ عذر جو مقدمہ کے ایسے نوبت اخیر مین کیا گیا ہے منظور نہین ہو سکتا ہے -

(مقدمہ ہیرالال - بنام - رام جس انڈین لاء رپورٹ الہ آباد جلد ۸ صفحہ ۷۵)

مد ۶۷ بنائے مخاصمت

لفظ بنائے مخاصمت - اور بنائے نالش - یا طور بنائے دعوے

کے معنے ایک ہین مفہوم قانونی اسکا یہ ہے کہ وہ فعل یا ترک فعل
یا واقعہ حایلہ جسکی وجہ سے استغاثہ کرنا پڑے۔ اور انگریزی مین اسکو
کاز آف اکشن کہتے ہین۔ مسٹر نیگ صاحب بہادر جوڈیشیل کمشنر اودہ
نے سلکٹ نمبر ۱۱۱ مین یہ تجویز صادر کی ہے کہ لفظ بنائے نالش یعنے
سکاز آف اکشن کے معنی مین خاص حصہ بنائے دعوی کا بنا علیہ
صرف وہی عدالت مجاز سماعت نہوگی کہ جہان کل بنائے دعوے
پیدا ہوئی ہو۔ بلکہ وہ عدالت بھی مجاز سماعت ہے جہان جزو خاص
بنائے دعوی کا واقع ہو۔ یعنے جہان عہد شکنی عمل مین آئی ہو۔
(لارپورٹ مقدمات دیوانی صفحہ ۴۴۸ مقدمہ جیکسن بنام اسپل انڈین لارپورٹ
مدراس جلد اول صفحہ ۳۷۵۔ مقدمہ محمد عبد القادر وغیرہ بنام ایسٹ انڈین
ریلوی کمپنی۔ انڈین لارپورٹ کمپنی کلکتہ جلد ۹ صفحہ ۱۰۴ لا لیجی لال بنام ہردی نرائن)۔
اس مقام پر تمثیلاً ایک نظیر کا انتخاب تحریر کیا جاتا ہے۔ وجہہ خاص
(بنائے نالش) ایسے شخص کو جو دعوی دار حق شفعہ کا ہو نسبت
رہن کے جو بطریق بیع بالوفا کے ہو رہن مذکور کے بیعیات ہونے
سے پیدا ہوتی ہے۔ یعنے سال مہلت کے بغیر ادا ہونے زر رہن

منجانب راہن کے ختم ہونے پر کیونکہ میعاد مذکور کے ختم ہونے پر مرتہن
کو حق مالکانہ جائداد مرہونہ کے نسبت حاصل ہوتا ہے پس میعاد مذکور
کے منقضی ہونے پر شخص مذکور نالش نفاذ حق شفعہ کی کرسکتا ہے
اور ضرور نہیں کہ اوسوقت تک انتظار کرے کہ مرتہن قبضہ مالکانہ
جائداد مرہونہ کا حاصل کرے۔ (مقدمہ ہزاری رام بنام شنکر دیال انڈین
لا رپورٹ الہ آباد جلد ہشتم صفحہ ۷۷۰)

دفعہ ۴۹

مقام نالش

بموجب دفعہ ۱۵- ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء ہر نالش سب سے ادنےٰ
درجہ کی عدالت میں جو اوسکی تجویز کرنیکی مجاز ہو رجوع کیجائیگی۔
دفعہ ۱۶- ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء۔ مقدمات جنمیں دعوی اقسام مفصلہ
ذیل سے ہو بقید تعداد مالیت یا اور قیود کے جو کسی قانون کے
روسے مقرر ہوئے ہیں اوس عدالت میں دائر کیجائے کہ جسکے
اختیار سماعت کے حدود ارضی کے اندر جائداد واقع

(الف) واسطے حصول جائداد غیر منقولہ کے

(ب) واسطے تقسیم جائداد غیر منقولہ کے۔

(ج) واسطے کرانے بیعیات یا انفکاک رہن جائداد غیر منقولہ کے

(د) واسطے تصفیہ کرانے کسی اور حق یا مرافق کے جو جائداد غیر منقولہ میں یا اوس سے متعلق ہون۔

(ہ) واسطے پانے معاوضہ کسی نقصان کے جو جائداد غیر منقولہ کو پہونچا ہو۔

(و) واسطے پانے جائداد منقولہ کے جو فی الواقع تحت قرات یا قرقی ہو۔ مگر شرط یہ ہے کہ جو نالشات واسطے دادرسی کے نسبت ایسی جائداد غیر منقولہ کے یا معاوضہ نقصان ایسی جائداد غیر منقولہ کے ہون جو مدعا علیہ کے قبضے مین ہو یا مدعا علیہ کے لیے کسی اور کے قبضے مین ہو اور خود مدعا علیہ کی تعمیل حکم سے اوس تمام دادرسی کا حصول ممکن ہو تو جائز ہے کہ اوس عدالت مین رجوع کئے جائین۔ جسکے علاقہ کے حدود ارضی کے اندر جائداد واقع ہو یا اوس عدالت مین جسکے علاقہ کے حدود ارضی کے اندر مدعا علیہ فی الواقع اور بالارادہ سکونت رکھتا ہو یا کاروبار کرتا ہو۔ یا حصول منفعت کے لیئے خاص کام کرتا ہو۔

تشریح

اس دفعہ مین جایداد کی لفظ سے وہ جایداد مراد ہے جو برٹش انڈیا مین واقع ہو بموجب دفعہ ۲ - اکٹ نمبر ۷ سنہ ۱۸۸۸ع دفعہ ۱۶ - اکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ع کے بعد دفعہ ۱۶ - الف بڑہائی گئی ہے —

(الف) - (۱) جہان یہ بات غیر متیقن ہو یا بیان کیجاے کہ دو یا دو سے زیادہ عدالتون مین سے کن عدالت کے اختیار سماعت کے حدود مقامی کے اندر کوئی جایداد غیر منقولہ واقع ہے تو عدالتہاے مذکورہ مین سے ہر ایک کو اختیار ہوگا کہ اگر اوس شبہہ کے سبب موجود ہونیکا جسکا بیان کیا جاے یقین ہو تو اس بارے مین ایک تحریر قلمبند کرکے جایداد مذکور کے متعلق کسی نالش کی سماعت اور فیصلہ کرنیکا اقدام کرے — اور اوس نالش مین اوسکی ڈگری کا وہی اثر ہوگا جو اوسکے اختیارات کے حدود مقامی کے اندر جایداد مذکور کے واقع ہونیکی صورت مین ہوتا — مگر ہمیشہ یہ شرط ہے کہ نالش مذکور ایک ایسی نالش ہو جسکی نوعیت اور مالیت کے بابت عدالت مذکور اختیارات عمل مین لانیکی مجاز ہو —

(۲) جہان دفعہ ماتحت (۱) کے رو سے کوئی تحریر قلمبند ہو چکی ہو
اور عدالت اپیل یا عدالت تجویز ثانی مین یہ عذر پیش ہو کہ اوس
نالش کی ڈگری یا اوسکے متعلق کوئی حکم جو بابت جائداد مذکور کے ہے یا قبضہ
رکھتا ہے ایسی عدالت سے صادر ہوا ہے جسکو ایسے
مقام مین جہان جائداد مذکور واقع ہے اختیار سماعت حاصل نہین ہے
تو عدالت اپیل یا عدالت تجویز ثانی عذر مذکور کی سماعت نہین کریگی
اگر اوسکی رائے مین ارجاع نالش کیوقت نالش مذکور کی نسبت عدالت
مذکور کے اختیار سماعت رکھنے کی نسبت وجہ شبہہ کا معقول
سبب پایا جاوے —

دفعات مجموعہ ضابطہ دیوانی

(دفعہ ۱۹) اگر نالش واسطے دادرسی نسبت ایسی جائداد غیر منقولہ
کے یا معاوضہ نقصان ایسی جائداد غیر منقولہ کے ہو جو ایک ہی
ضلع کے حدود کے اندر عدالتہائے متعددہ کے علاقہ اختیار مین
واقع ہو تو جائز ہے کہ نالش اوس عدالت مین رجوع کیجائے جسکے
علاقہ اختیار کے اندر اوس جائداد کا کوئی جزو واقع ہو بشرطیکہ کل

وحقوق ہون مالیت مدعابہا قابل سماعت عدالت مذکور کے ہو
اگر وہ جایداد غیر منقولہ اندر حدود اضلاع متعدد کے واقع ہو تو
نالش کسی عدالت مین جو درجہ کے مراتب کے لحاظ سے اوسکی
سماعت کے مجاز ہو۔ اور جسکے علاقہ کے اندر جایداد مذکور کا کوئی
جزو واقع ہو رجوع کرنا جائز ہے۔

(دفعہ ۲۰) اگر کوئی نالش جسکا ایک سے زیادہ عدالتون مین رجوع
ہونا جائز ہے ایسی عدالت مین رجوع کیجائے۔ جسکے علاقہ اختیار کے
حدود ارضی کے اندر مدعا علیہ یا جملہ مدعا علیہم فی الواقع بالعموم بود
وباش رکھتے ہون یا کاروبار کرتے ہون۔ یا منفعت کے لیے بذات
خاص کام کرتے ہون تو اوس مدعا علیہ یا کسی مدعا علیہ کو اختیار ہے
کہ فریق ثانی کو اپنے ارادے سے دربارہ گذرانئے درخواست
کے بغرض موقوف رہنے کاروائی مقدمہ کے بذریعہ اطلاع
تحریری مطلع کرکے عدالت مین اوس مضمون کی درخواست دیے
اگر عدالت کو بعد سماعت بیان اون فریقون کے جنکو عرض کرنا
منظور ہو۔ اس بات کا اطمینان ہوجائے کہ مقدمہ کے کسی

اور عدالت مین رجوع ہونے سے انصاف ہونیکی زیادہ امید ہے
تو اوسکو اختیار ہے کہ کارروائی مقدمہ کو قطعاً تاصدور حکم ثانی
موقوف رکھے۔ اور نسبت اوس خرچہ کے جولاحق حال فریقین
یا کسی فریق کے ہوچکا ہو جو حکم مناسب سمجھے صادر کرے۔
ایسی صورت مین اگر مدعی درخواست کرے تو عدالت کو لازم ہے
کہ کیفیت اوس حکم کی جسکے روسے کارروائی ملتوی کیگئی ہو
عرضیدعوی کی پشت پر لکھکر عرضیدعوے واپس کرے۔
چاہیے کہ ایسی درخواست سب سے پہلے موقعہ ممکن الحصول پر اور
ہر صورت مین امور تنقیح طلب کے قرار پانے سے پہلے داخل کیجاوے
اور اگر کوئی مدعاعلیہ ایسی درخواست نکرے تو یہ سمجھا جائیگا کہ گویا وہ
مقدمہ کے رجوع ہونے پر راضی ہوا تھا۔

(دفعہ ۲۱) جب عدالت دفعہ ۲۰ کے بموجب کارروائی ملتوی
کرے اور اپنا مقدمہ مدعی کسی اور عدالت مین دوبارہ دائر کرے
تو اوس عرضی نالش کے بابتہ کچھ رسوم نہ لیجائیگی۔ مگر شرط یہ ہے کہ
عدالت سابق مین اوسکے رجوع ہونیکے وقت رسوم کامل لیگئی ہو

اور اُس عدالت سے عرضید عوی واپس کیا گیا ہو۔

(دفعہ ۲۲) جب ایک سے زیادہ عدالتون مین رجوع ہونا جایز ہو اور وہ سب عدالتین ایک ہی عدالت اپیل کے ماتحت ہون تو مدعا علیہ کو اختیار ہے کہ طرف ثانیون کو اپنے اس ارادے سے کہ مقدمہ کو دوسری عدالت مین منتقل کرانے کے لیئے اوس عدالت مین درخواست دیا چاہتا ہے۔ بذریعہ اطلاع تحریری مطلع کرکے اوسی کے مطابق درخواست دے۔ اور عدالت اپیل طرف ثانیوں کا بیان سنکے اگر اونکو کچھہ عرض کرنا ہو بہ بات تحریر کریگی کہ منجملہ اون عدالت ہاے ذی اختیار کے کس مقدمہ مین کارروائی ہو گی۔

(دفعہ ۲۳) جب وہ عدالتین مختلف عدالت ہاے اپیل کے تحت ہون مگر ایک ہی ہائی کورٹ کے تابع ہون تو مدعا علیہ کو اختیار ہے کہ طرف ثانیون کو اپنے اس ارادے سے کہ وہ عدالت ہائی کورٹ مین یہ درخواست دیا چاہتا ہے کہ مقدمہ کسی ذی اختیار عدالت مین منتقل کیا جائے بذریعہ اطلاع تحریری مطلع کرکے اوسی کے مطابق

درخواست داخل کرے اور اگر نالش کسی ایسی عدالت مین رجوع
کیجائے جو عدالت ضلع کی ماتحت ہو تو وہ درخواست معہ عذرات
طرف ثانیون کے اگر کچھ ہون اوس عدالت ضلع کی معرفت پیش کی
جائیگی جسکی عدالت مذکور ماتحت ہو اور ہائی کورٹ کو اختیار ہوگا
کہ بعد سماعت عذرات طرف ثانیان کے اگر کچھ ہون بعد اوسکے طے
کردے کہ منجملہ عدالت ہاے ذی اختیار کے مقدمہ کی کارروائی
کس عدالت مین ہو —

(دفعہ ۲۴) اگر وہ عدالتین مختلف عدالت ہائی کورٹ کی
ماتحت ہون تو ہر مدعا علیہ کو اختیار ہے کہ طرف ثانیون کو اپنے
اس ارادے سے کہ وہ بحضور اوس ہائی کورٹ کے جسکے علاقہ کے
اندر عدالت مذکور واقع ہو جسمین مقدمہ دائر ہوا ہے درخواست
دیا چاہتا ہے — اطلاع تحریری کے ذریعہ سے مطلع کرکے اوسکے بعد
ہائی کورٹ مین درخواست دے — اگر نالش کسی ایسی عدالت مین
رجوع کیجائے جو عدالت ضلع کے ماتحت ہو تو درخواست معہ عذرات
مدخلہ طرف ثانی — (اگر کچھ عذرات ہون) اوس عدالت ضلع

کے معرفت بھیجی جائیگی جسکی عدالت مذکورہ ماتحت ہو۔ اور وہ
عدالت ہائی کورٹ طرف ثانی کے عذرات پر غور کرنیکے بعد
(اگر کچھ عذرات ہوں) یہ امر طے کریگی کہ منجملہ چند عدالت ہائے
ذی اختیار کے مقدمہ کی کارروائی کس عدالت مین ہوگی۔
(دفعہ ۲۵) عدالت ہائی کورٹ یا عدالت ضلع مجاز ہے کہ اہالی
مقدمہ مین سے کسی کی درخواست پر فریق مقدمہ کو اطلاع دیکر اور جن
فریقون کو عرض معروض کرنا ہو اونکا بیان سنکر یا خود اپنے مرضی سے
بغیر دینے ایسی اطلاع کے کسی فریق مقدمہ کو عام اس سے کہ وہ کسی عدالت
مرافعہ ادنی مین دائر ہو یا کسی عدالت اپیل مین جو ماتحت عدالت
ہائی کورٹ یا عدالت ضلع مذکور کی ہو (جیسی کہ صورت ہو)
اپنے پاس طلب کرکے خود اوسکی تجویز مین مصروف ہو یا کسی اور
عدالت ماتحت مین تجویز کے لیے منتقل کرے جو بلحاظ نوعیت مقدمہ
اور تعداد یا مالیت شے دعوی کے اوسکی تجویز کرنیکی مجاز ہو
واسطے اغراض اس دفعہ کے اڈیشنل جج اور اسسٹنٹ جج کی عدالتیں
عدالت ضلع کی ماتحت سمجھے جائینگے۔

مد ۶۹

تشخیص مالیت

مقدمات حق شفعہ میں تعین رسوم عدالت کا مطابق قیمت اراضی
یا مکان یا باغ کے ہوگا۔ جسکے حق شفعہ کا دعوے ہو۔ اور وہ قیمت
حسب ضمن ۵ دفعہ ۷ ایکٹ کورٹ فیس ۱۸۷۰ع کی محسوب ہوگی
(ضمن ۷۔ دفعہ ۵۔ ایکٹ ۷ ۱۸۷۰ع)

ضمن ۵

مقدمات قبضہ اراضی و مکانات و باغات میں تعین دعوی
کا مطابق مالیت شئے متنازعہ کے ہوگا۔ اور وہ مالیت واسطے
اراضی کے ---

(الف) استمراری مالگذاری - دہ چند مالگذاری کا ---

(ب) اراضی کل محال یا حصہ معین اوس محال کی ہو جسکے سالانہ مالگذاری
سرکار میں ادا کیجاتی ہو یا جزو ایسے محال کی ہو اور مندرجہ جمعبندی
اور اوسکا بندوبست استمراری نہو۔ تو اوس مالگذاری کی پنجگونہ

(ج) جس حال میں کہ اراضی مالگذار سرکار نہو۔ یا جز مالگذاری سے
معاف ہو یا بجائے مالگذاری مذکور کے اوسکی بابتہ ایک تعداد

معین ادا ہوتی ہو اور منافع خالص اوس اراضی کا عرضی نالش کے پیش ہونیکی
تاریخ کے پہلے برس مین حاصل ہوتا رہا ہو۔ تو اوس منافعہ خالص کے پندرہ
گنا پر تعین مالیت کا ہوگا۔ لیکن جس حال مین کہ کوئی منافع خالص اوس سے
پیدا نہوا ہو تو تعین مالیت کا اوس تعدادی ہوگا جو عدالت اوس حیثیت سے
اراضی قرب وجوار کے مالیت کے لحاظ سے اوسکے واسطے قرار دے۔

(د) جس مقدمہ مین کہ اراضی ایک جزو محال مالگذار سرکار کی ہو لیکن وہ
کوئی حصہ معین اوس محال کی نہو اور تشخیص جمع جداگانہ کے حسب قوئہ بالا
اوسپر نہوئی ہو تو اس اراضی کی مالیت مروجہ وقت کی موافق رسوم محسوب ہوگی
بموجب دفعہ ۴۔ ایکٹ نمبر ۷ سنہ ۱۸۸۷ع (نالشات کی تعین مالیت
کا ایکٹ) جب کوئی ایسی نالش جسکا رسوم عدالت کے ایکٹ مصدرہ
سنہ ۱۸۷۰ع دفعہ ۷ کے فقرہ ۴۔ یا ضمیمہ دویم کے آرٹکل ۱۷
مین ذکر ہے۔ ایسے اراضی و حقیقت واقع اراضی سے متعلق ہو جسکی
مالیت قواعد تحت دفعہ آخر مذکور الصدر کے ذریعہ سے ٹھہرائی گئی ہو
تو جس مقدار مین کہ واسطے اغراض حد سماعت کے شے دعوی نالش کے
مالیت ٹھہرائی جائے۔ وہ اراضی یا حقیت مذکور کی اوس مالیت سی

زیادہ ہنوگی جو قواعد مذکورۂ کے ذریعے سے تشخیص ہوئی ہو۔ بموجب دفعہ ۹
ایکٹ نمبر ۷ سنہ ۱۸۸۷ع جسمین ایسی نالشات مین جو غیر اون نالشات کے
ہون جنکا رسوم عدالت کے ایکٹ ۷ مصدرہ سنہ ۱۸۷۰ع کی دفعہ ۷ کے
فقرہ ۵ و ۶ و ۹ و فقرہ ۱۰ کے ضمن (د) مین حوالہ دیا گیا
ہے۔ رسوم عدالت کے ایکٹ کے روسے رسوم عدالت بموجب مالیت (د) ادا کیے جائین۔ توجہ مالیت کہ رسوم عدالت کے شمار کے لیے
لائق تشخیص ہو وہی مالیت اغراض اختیار حد سماعت کے لیے بھی
ہوگی۔ بموجب اشتہار گورنمنٹ آف انڈیا صیغہ سپریٹ (صیغہ)
ارشاد (جوڈیشل) نمبر ۱۷۴۶ مورخہ ۴ اپریل سنہ ۱۸۹۲ع (تنقیح)
ارشاد کے اسطور پر ہوئی ہے۔ باستعمال اون اختیارات کی
جو نواب گورنر جنرل بہادر کشور ہند کو بموجب دفعہ ۳ کورٹ فیس
ایکٹ سنہ ۱۸۷۰ع کے حاصل ہین۔ جناب ممدوح اشتہار نمبر ۹ صیغہ
مال تجارت مورخہ یکم فروری سنہ ۱۸۸۹ع کو منسوخ فرماکر یہ حکم صادر فرماتے
ہین جبکہ نالش نسبت دخلیابی یا حق شفعہ ایسی جائداد اراضی کے ہو
جو مالگذار سرکار ہو اور جسکا بندوبست استمراری نہو۔ اور رجسٹر کلکٹری

مین جداگانہ درج ہون ہو تو مالیت شے متدعویہ نالش مذکور کی
یا اوسکی کسی جزو کے حصہ کی بناپر اغراض تعین کورٹ فیس واجب الادا کے
بہ لحاظ تعداد حصہ مدعی یا الگذاری شخص سے جسکے ذریعہ سے واسطے اوس کے
حصہ کے جداگانہ تشخیص ہوکر درج رجسٹر کلکٹری ہوئی ہے۔

مد ۷ دو یا زیادہ دادرسی

جس شخص کو ایک ہی بنائے دعوے کے نسبت کئی چارہ جوئیون کا
استحقاق ہو اوسے اختیار ہے کہ اون تمام یا اونمین سے کسی چارہ
جوئی کی نالش کرے۔ لیکن جس حال مین کہ (بغیر اجازت عدالت کے
جو قبل پیشی اول حاصل کیگئی ہو) اون چارہ جوئیون مین سے کسیکی نالش
ترک کرے۔ تو مین بعد بابتہ اوس چارہ جوئی کے جو ترک کیگئی ہو مجاز
نالش کا نہوگا۔ اس دفعہ کے اغراض کے لیئے دستاویز معاہدہ اور کفالت
نامہ جو اوسکی تعمیل کی اطمینان کے لیے لکھا جائے۔ دونون بمنزلہ بنائے
دعوے واحد کے متصور ہونگے (دفعہ ۴۳) ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ع
دفعہ ۴۵۔ ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ع۔ برعایت قواعد مندرجہ باب ۲
اور دفعہ ۴۴۔ مدعی کو اختیار ہے کہ ایک ہی مقدمہ مین چند بنائے

دعوی کو مقابل ایک ہی مدعاعلیہ یا چند مدعاعلیہم مشترک کے شامل کریں

اور جن مدعیونکو اوسی مدعاعلیہ واحد یا مدعاعلیہم مشترک پر چند بنا ہائے

دعوی کے رو سے جنمین اونکا حق مشترک ہو دعوی پہونچتا ہو۔

اونکو اختیار ہے کہ ایسے بناے دعوی کو ایک ہی نالش مین شامل

کرین۔ اگر عدالت کے نزدیک ایسی بنائے دعوی کا ایک مقدمہ مین

تجویز پا لے کرنا دشوار معلوم ہو تو عدالت مجاز ہوگی کہ قبل پیشی اول خصوص وقت

خود چاہے یا کسی مدعاعلیہ کی درخواست پر یا مقدمہ کی نوعیت یا بعد

پر اگر فریقین راضی ہون کسی ایسے بنائے دعوی کے علیحدہ تجویز ہونیکا

حکم دے۔ یا اوسکی علیحدہ انفصال کے لئے جو اور حکم ضروری یا مقتضائے

مصلحت سمجھے صادر کرے۔ چند بناہائے دعوی اگر شامل کی جائین

تو اختیار سماعت عدالت کا نسبت اوس مقدمہ کی شے متدعویہ

کے اوس تعداد مالیت مجموعی پر منحصر ہوگا۔ جو بتاریخ رجوع نالش ہو

عام اس سے کہ کوئی حکم حسب فقرہ ۲۵ دفعہ ہذا کے دیا گیا ہو

یا نہین۔ ایک مقدمہ مین ایک موضع کے دو حصہ داران نے جنکے

حصے جدا جدا تھے بذریعہ جدا جدا دستاویزات کے ایک شخص کے

پایا ن بیچ کیا۔ ایک تیسرے حصہ دار سو ضع مذکور نے بالعان خریدار

کو اپنے نالش شفع مین فریق قرار دیکر نسبت ہر دو جائداد مبیعہ کے

دعوی کیا عدالت ہائی کورٹ نے تجویز کیا کہ ترتیب مقدمہ کی

بوجہ غلط شامل کرنے مدعا علیہم کے و نیز بناہائے مختلف کے خراب ہے

لہذا نالش وجوہ مناسب پر ڈسمس کیگئی۔

(مقدمہ بھگوتی پرشادگر۔ بنام۔ بندالیشری گر۔ انڈین لارپورٹ الہ آباد جلد ششم صفحہ ۱۰۲)

مدعی نے واسطے اس اقرار حق کے دعوی کیا کہ چند انتقالات جو مدعا علیہ

نمبر ۱۔ ایک ہندو بیوہ نے بحق دیگر مدعا علیہم کے کیئے ہین۔ ناجائز ہین

نیز مدعیان مستحق چند فائدہ کے بعد وفات بیوہ مذکور کے ہے۔ اور

علاوہ اسکے اجرائے حکم امتناعی نسبت ہمشکل انتقالات کے زمانہ

آیندہ مین عدالت ہائی کورٹ نے تجویز فرمایا کہ عرضی دعوی

جیساکہ تہا قابل پذیرائی نہ تہا کیونکہ اسمین مختلف بناہائے دعوی

شامل تہین۔ جو بموجب دفعہ ۴۵۔ ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۷۷ء ایک نالش مین

شامل نہین ہوسکتی تہین ضابطہ جو عدالت یا جج کو عملدرآمد کرنا چاہیے

نسبت اون نالشات کی جسمین ایسا غلط اشتمال ناجائز بناہائے نالش

سکتا ہے کہ دعویٰ خارج کیا جائے۔

(مقدمہ اباجی بھوج - بنام - بابی راتھوز انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۵ صفحہ ۲۷۹)۔

ایک مقدمہ میں جبکہ بنا بر وجوہ مختلفہ فریقین کے دائر ہوا تھا مدعی نے دادرسی خاص اس بات کی ایک قطعہ اراضی میں حصہ عالی - یا بحالت نا منظوری اسکو واسطے ڈگری بقایا لگان کے بمقابلہ مدعا علیہم مذکور - یا انہیں سے چند مدعا علیہم کے مقابل میں جو وقت تحقیقات کے منفرداً ذمہ وار پائے جائیں - مانگی تھی اور مدعی سمجھا جاتا ہے کہ مدعا علیہم کے صرف ایک مدعا علیہ کے فعل سے بے دخل رہا - پس اگر مدعی مستحق ڈگری بقایا لگان سکا تھا تو بمقابلہ مدعا علیہ و دیگر وارثوں کے حصہ رسدی بمقابلہ دیگر مدعا علیہم کے ہائیکورٹ میں بحوالہ دفعات ۴۱ و ۴۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی یہ تجویز فرمایا کہ عرضی دعویٰ نامناسب مرتب ہوا تھا کیونکہ کوئی عذر نسبت دادرسی متبادلہ کے نہیں کیا گیا - لہذا عرضی دعویٰ کو بوجہ اشتمال متعدد بنائے نالش کے خارج ہونا چاہیے۔

(مقدمہ جیاکی ناتھ مکرجی - بنام - بمرنجن چکرپتی - انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲ صفحہ ۹۴۹)

دفعہ ۴۶ - ضابطہ دیوانی - اگر کسی مدعا علیہ کو یہ عذر ہو کہ مدعی نے

ایک ہی مقدمہ مین چند بناہاے دعوی شامل کیے ہان جنکا ایک مقدمہ
مین تصفیہ نہین ہوسکتا - تو اوسکو اختیار ہے کہ قبل پیشی اول یا ہر
حال مین کہ امور تنقیح طلب قرار پاچکے ہون کسی شہادت کے قلمبند
ہونے سے پہلے کسیوقت عدالت مین اس مضمون کی درخواست دے
کہ عدالت کے حکم سے مقدمہ صرف انہین بناہاے دعوی سے
متعلق قرار دیا جاوے - جو ایک مقدمہ مین بسہولت طے ہوسکین
دفعہ ۴۴ - اگر ایسی درخواست کے سماعت ہونے پر عدالت کو ایسے
جملہ بناہاے دعوی کا ایک ہی مقدمہ مین طے کرنا دشوار معلوم ہو تو
عدالت یہ حکم دے سکے گی کہ اونمین سے کوئی بناے دعوی خارج
کیجاے - اور یہ ہدایت کرسکیگی کہ عرضی دعوے کی ترمیم اوسکے
مطابق کیجاے اور خرچہ کی نسبت جو حکم قرین انصاف سمجھے صادر
کرے ہر ترمیم جو اس دفعہ کے بموجب کیجاے جج کے دستخط تصدیقا
مزین ہونگے -

دفعہ ۱

میعاد حد سماعت

(تعریف) حد سماعت ایک زمانہ مقید کو کہتے ہین جسکو قانون

مانغ الوقت نے سال یا مہینوں یا دنوں کی تعداد کے ساتھ محدود
کر دیا ہے۔ گو عام طور پر لوگ قیاس کرتے ہین۔ کہ استحقاق حق کو کسی
زمانہ محدودہ کا پابند نکرنا چاہیے۔ کیونکہ بحالت گذر جانے اوس وقت
کے قانوناً وہ دعوے ممنوع السماعت ہو جاتا ہے۔ اور یہ بے انصافی
ہے۔ لیکن جو لوگ اس اصول کو جانتے ہین۔ کہ قانون کی بنا
انصاف پر ہے وہ کبھی ایسا اعتراض نکرینگے۔ یہ خیال کرنا چاہیے
کہ کسی نالش کیواسطے اگر ایک زمانہ محدود نہوتا تو سماعت نالشات
کی کوئی انتہا ہی نہ ہوجاتی۔ اور عدالتون مین نالشون کا وہ ہجوم ہوتا
کہ انصاف قضایا کی نوبت ہی نہ آتی۔ علاوہ اسکے طماع وجھگڑالو
وحریص لوگون کو نزاعات کے طول دینے کا غیر محدود وقت ہاتھہ آتا
مثلاً زید بکر سے سودی روپیہ قرض لیتا تو بکر دوامًا اسیکا متمنی رہتا۔
کہ جس مدت طویل تک روپیہ نہ ادا ہو اوسکو بہت بڑا فائدہ سود کا
ہو گا۔ حالانکہ مجبور مدیون پر جبر صریحی ہوتا۔ اور ایک زمانہ محدود کرنے سے
دونو فریق کو اپنے عہود کے قائم رکھنے کی فکر رہتی ہے شرع محمدی مین بھی
بعض نالشون کے واسطے ایک زمانہ محدود ہے۔ جیسا کہ نالش

شفعہ کیواسطے تین یوم (دیکھو نور الہدایہ شرح وقایہ جلد ۴ باب شفعہ صفحہ ۱۴۲) اور قانون نے ایک سال کی عام طور پر میعاد مقرر کی ہی جو صرف خاص اتفاقات سے پیدا ہوتی ہین۔ مثلاً نابالغ یا مجنون یا فاتر العقل ہونا۔ یا دیگر قانونی عذر سے مجبور رہنا۔ اونکو قانون نے خود وسعت دیدی ہے۔ ہر آینہ مصلحت عامہ مقتضی اسکی تھی اور ہے۔ کہ استغاثہ کیواسطے ایک زمانہ محدود کیا جائے۔ بموجب مد ۱۰ ضمیمہ ۲ ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء میعاد حد سماعت نالش استقرار حق شفعہ کی عام اس سے کہ وہ حق قانون یا رواج یا معاہدہ خاص پر مبنی ہو۔ ایک سال مقرر ہے اور آغاز شمار اوسکا اوسیوقت سے ہو گا (الف) جبکہ مشتری نے بموجب اوس بیع کے جسکی نسبت اعتراض ہی قبضہ قرار واقعی کل ملکیت فروخت شدہ کا حاصل کر لیا ہو (ب) یا جس حال مین شئے فروخت شدہ ایسی نہو کہ خود اوسکا قبضہ مل سکے اوسوقت سے جسوقت سے کہ بیعنامہ کی رجسٹری ہو گئی ہو۔ واضح ہو کہ اون مقدمات مین کہ جنمین بیع قطعی واقع ہوا ور شئے منتقلہ ایسی ہو جسکا قبضہ قرار واقعی مل سکے۔ ایسی صورت مین زمانہ آغاز حد سماعت کا۔ صاف

لیکن بیع شرطی یعنے بیع بالوفا یا بیع جائداد مشترکہ میں مسئلہ آغاز شمار حد سماعت میں بہت اختلاف ہے۔ لہذا یہ مسئلہ دو جداگانہ صورتوں میں تحریر کیا جاتا ہے اول آغاز حد سماعت۔ دوئم میعاد حد سماعت معیّنہ۔

(اول)

مد ۲۷

آغاز سماعت

(بیع بالوفا)

جبکہ بذریعہ کسی معاہدہ خاص یا بموجب شرائط واجب العرض کے کسی حصہ دار پر جو اپنا حصہ منتقل کیا چاہتا ہو یہ لازم ہو کہ وہ قبل انتقال طرف شخص اجنبی کے درخواست لینے حصہ مذکور کے اپنی شرکا سے کرے تو حق شفعہ بصورت بیع بالوفا کے جسکے ذریعہ سے قبضہ منتقل نہ ہوا ہو اسوقت پیدا نہیں ہوتا۔ جبکہ بیع عمل میں آئی ہو بلکہ جب بیع بالوفا کامل ہو جائے اور بتائید مد ۱۰ ضمیمہ دوئم ایکٹ ۱۵ ۱۸۷۷ء میعاد حد سماعت اوس تاریخ سے محسوب ہوگی جبکہ قبضہ قرار واقعی کل ملکیت فروخت شدہ کا حاصل ہو (مقدمہ جیکرن دیے بنام گنگادہاری رائے انڈین لاء رپورٹ

الہ آباد جلد سوم صفحہ ۱۷۵)۔

جس حالت مین کہ مرتہن قابض جائداد مرہونہ کو خرید کرے اوسکا قبضہ مالکانہ تاریخ خریداری سے شروع ہوتا ہے۔ و میعاد یکسالہ اوسی تاریخ سے شمار ہوگی (محمد نظیر وغیرہ بنام گنگارام وغیرہ آگرہ رپورٹ جلد ۳ صفحہ ۲۶۰)

ایک مقدمہ مین یہ طے پایا کہ اگر جائداد بیع بالوفا ہو تو نالش حق شفعہ کی میعاد کا شمار سال مہلت کی تاریخ کے گذرنے سے کیا جائیگا۔ کیونکہ قبل اسکے بیع کامل نہین تھی۔

(پدری داس بنام۔ درگا پرشاد ہائی کورٹ رپورٹ الہ آباد جلد۔ بابت ۱۸۶۸ع)

نوٹ (مولف) واضح رہے کہ بالفعل و بالعلم ججان ہائی کورٹ الہ آباد نے اس امر سے اختلاف کیا ہے۔ جو نظایر مابعد سے ظاہر ہوگا

قبضہ واقعی

بمقدمہ گوشائین گوبند پرشاد بنام فاطمہ بی بی۔ مندرجہ جلد ۲۔ رپورٹ ہفتہ وار صفحہ ۹۔ کلکتہ۔ ہائی کورٹ نے۔ تجویز کیا کہ الفاظ قبضہ پانے کا مطلب یہ ہے کہ جائداد مبیعہ پر مشتری کا قبضہ ہونے سے گو اوسنے درحقیقت پہلے سے خرید ہو پس قابض ہونے سے تاریخ قبضہ

شروع ہوئی - اور اوسی تاریخ سے حق شفعہ کی میعاد یکسالہ شمار ہوگی - اگر قبضہ واقعی سے شمار میعاد نہو تو بوجہ خفیہ خرید خریت کے حق شفعہ میں کمال زوال آجائیگا - جبکہ تکمیل رہن بیع بالوفا کی ہوگئی اور بعد انقضائے سال مہلت بیعیات کے دخل ہوگیا - لیکن جائداد مرہونہ پر دوسرے کا قبضہ تھا - لہذا ایسی صورت میں جبکہ مشتری جائداد مذکورہ دوسرے مرتہن کو بحکم عدالت بیدخل کرکے اپنا قبضہ واقعی جس تاریخ پاویگا اوسی تاریخ سے حق شفعہ کی نالش ایک سال کے اندر رجوع ہوسکیگی - خریدار استحقاق انفکاک جائداد غیر منقولہ کو (جو بوقت خریداری بقبضہ مرتہن ہے) جائداد مذکورہ پر قبضہ قرار واقعی حسب مراد - دفعہ ۱۰ ضمیمہ ۲ ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ع ([illegible]) اوسوقت حاصل ہوتا ہے جبکہ استحقاق انفکاک اوسکے نام مکمل طور پر منتقل ہوجائے - مگر اسکے وارث صاحب [illegible] نے رائے دی کہ ایسے خریدار کو قبضہ قرار واقعی جائداد پر اوسوقت تک نہیں ملتا - جبتک کہ وہ قبضہ ظاہری طور پر نہ پالے یعنی بعد انفکاک رہن کے اوسکا لگان وغیرہ منافع نہ لے -

(مقدمہ مگلیشر سنگھ بنام جواہر سنگھ - مندرجہ انڈین لارپورٹ الہ آباد جلد اول صفحہ ۳۱۱

(فل بنچ) -

ایک مقدمہ مین عدالت ہائی کورٹ سے یہ استفسار کیا گیا کہ حصہ محال غیر منقسمہ کا قبضہ قرار واقعی حسب مراد (مد ۱۰) ضمیمہ ۲ ایکٹ ۲ء مشتلہء سے مل سکتا ہے - یا نہین - اور اگر مل سکتا ہے - تو قبضہ مذکور کسطور کا ہوتا ہے - بغرض اس امر کے کہ محال غیر منقسمہ سے حقیت زمینداری خالص مراد ہے ہم یہ تجویز کرتے ہین - کہ حقیت زمینداری کی تعریف اسطور پر ہوئی ہے - کہ ایسی حقیت جسمین کل اراضی کا قبضہ و اہتمام یکجائی ہو - اور لگان جو کاشتکاران اور اکرین عام اس سے کہ وہ کاشتکاران خود مالکان ہون یا نہون معہ تمام دیگر منافعہ محال کے - جو یکجا جمع ہوتا ہے - اور بعد منہائی اخراجات کی بالبقی مالکان مین مطابق قاعدہ معینہ کے تقسیم ہوتا ہے ہماری دانست مین اکثر محالات زمینداری مین تقسیم منافع کی صرف ایکمرتبہ سال مین ہوتی ہے - اور یہ ظاہر ہے کہ جب مزارعان پر کوئی سخت آفت آوے تب یہ ممکن ہے کہ ایک تقسیم منافع اور دوسری تقسیم کے درمیان

اوس سے زیادہ عرصہ - بلا کسی تقسیم کے تین خواہ چار سال منقضی
ہوجائین - پس بلاشبہہ اگرچہ حصہ واقعی محال زمینداری سے حق
واقع اراضی ظاہر ہوتا ہے الا یہ عیان ہے - کہ منتقل الیہ ایسے حق کا
محض استحقاق طلب منافعہ کا بقدر اپنے حصہ کے ایسے وقت پر جب
تقسیم عمل مین آوے - حاصل کرتا ہے - یا محال مذکور کا بٹوارہ کرا سکتا ہے
المختصر آسان تمثیل اسکی یہ ہے - کہ اوس سے مقدار حق شریک واسو اقع
جائداد مشترک کے ظاہر ہوتی ہے جسکی بابت وہ مستحق ہے کہ محالات
مشترکہ سے منافع دلایا وے - ہماری نسبت مین - یہ تجویز کرنا کہ ایسی
صورت مین نمبردار سے منافعہ پانا مساوی قرار واقعی قبضہ پانیکے ہی بمنزلہ
تاویل بیجا الفاظ مذکورے ہی - اور بلاشبہہ کسیطرح پر یہ ہمارے خیال مین
نہین آتا کہ کسطرح پر ایسا حصہ واقع محال غیر منقسمہ قابل قبضہ قرار واقعی کے
باعتبار معنی معقول لفظ مذکور کے ہوسکتا ہی جس صورت مین کہ ایک جزو
اراضی علیحدہ کو ایک شخص فروخت کرے - اور دوسرا شخص خرید کرے
تو مشتری اوسوقت قبضہ قرار واقعی حاصل کرتا ہے کہ جب وہ اراضی
مشتریہ پر دخل کرے - اور ایسی ہی اور بھی صورتین مین - کہ جنمین

کو بھی وقت پیدا نہیں ہو سکتی لیکن حصہ واقع محال غیر منقسمہ کی صورت
قطعی دوسری ہے اس صورت میں حق حصول منافع کا خریدار کو وقت
بیع سے حاصل ہوتا ہے لیکن ایسے حق کا تصرف واقعی صرف اسوقت
پر ممکن ہے جبکہ تقسیم منافع کی آیندہ عمل میں آئے اور مزید برآن اسے
تصرف واقعی کی نسبت یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ بمنزلہ قبضہ قرار
واقعی کل ملکیت فروخت شدہ کے ہے کیونکہ تصرف فایدہ محصولکا
ہر تقسیم منافعہ مابعد پر عود کرتا ہے یہ حجت کیجاتی ہے کہ تاریخ
مرور متذکرہ فقرہ سوم مد ۱۰ ضمیمہ ۲ ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۷۷ع
یعنے وہ تاریخ رجسٹری بیعنامہ سے "متقضی اشخاص اکثر مستحق
شفیع کو اسطرح پر زائل کرینگے کہ وقوع بیع کو بارہ مہینہ تک تاریخ
رجسٹری سے پوشیدہ رکھینگے ہمکو اسبارہ میں بہت شک ہے
کہ آیا ایسا ہو گا۔ لیکن اسمین کچھ شک نہیں ہے کہ مراد واضعان
قانون کی ایک یہہ ہے کہ میعاد سماعت میں قلت کیجائے
اور دوسرے یہ ہے کہ رجسٹری کی ترغیب ہو اور غالباً نہیں
خیالات کی وجہہ سے لفظ "قرار واقعی" اور حکم مرور متذکرہ۔

مد - ۱۰ - محولہ بالا مندرج ہوا ہے یہ بھی حجت کی گئی تھی - کہ اگر حصہ واقع محال غیر منقسمہ کی نسبت یہ تجویز کیجائے کہ اوسکا قبضہ قرار واقعی نہین مل سکتا اور اوسکی میعاد سماعت کی نسبت یہہ قرار پائے کہ تاریخ رجسٹری بیعنامہ سے محسوب ہوگی - تو اوس صورت مین کہ حق قسم مذکور جسکی قیمت سو روپیہ سے کم ہو منتقل کیا جائے اور اوس صورت مین رجسٹری ضروری نہین - یا جسکا معاملہ زبانی ہو تو قانون کی رو سے کسی میعاد کا تعین ہونا بحق شفیع کے پایا نہ جائیگا - اسمین کچھہ شک نہین کہ اس حجت سے ایک امر نہایت دقت طلب پیدا ہوتا ہے - لیکن اوس بحث کا طے کرنا داخل امر مستفسرہ ہمارے کے نہین ہے - اسوجہ سے ہم اوسکا تصفیہ کرنا ضروری نہین سمجھتے - پس ہمارے رائے مین حصہ محال غیر منقسمہ کا قبضہ قرار واقعی حسب مراد مد ۱ ضمیمہ ۲ - ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء کے نہین مل سکتا

(مقدمہ اونکار داس - بنام - نرائن انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۴ - صفحہ ۲۴ -)

نالش نفاذ حق شفعہ مین جو نسبت بیع ایسی جائداد کے ہو جسمین حصہ محال غیر منقسمہ جز اً شامل ہے - اور جسپر قبضہ قرار واقعی نہین مل سکتا

میعاد تاریخ رجسٹری بیعنامہ سے محسوب ہوگی ۔

(مقدمہ بھولی بنام - امام علی انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۸ صفحہ ۱۷۹) ۔

بیع بالوفادار نے جو قابض تھا حسب آئین ہفتدہم ۱۸۰۶ء درخواست بیع بالوفا کی بیع لاکلامی قرار پانیکی دی سال مہلت جولائی ۱۸۷۸ء کی میں ختم ہوا - نومبر ۱۸۷۸ء میں بیع بالوفادار نے نالش قبضہ جائداد کی اس بنا پر کی کہ بیع بالوفا بیع لاکلامی ہوگئی ہے نامبردہ نے ڈگری حاصل کی جسکی اجرا میں ۳۰ - اپریل ۱۸۷۹ء کو قبضہ حسب ضابطہ جائداد کا مطابق قانون کے نامبردہ نے حاصل کیا ۲۸ مارچ ۱۸۸۰ء کو نالش بمقابلہ نامبردہ واسطے نفاذ حق شفعہ بابتہ جائداد مذکور دائر ہوئی - تجویز ہوئی کہ میعاد سماعت ایسی نالش میں ۳۰ اپریل ۱۸۷۹ء سے یعنے اوس تاریخ کو بیع بالوفادار نے قبضہ جائداد کا اپنی ڈگری کے اجرا میں حاصل کیا محسوب ہوگی نہ کہ انقضای سال مہلت سے ۔

(مقدمہ پراگ چوبے - بنام - بھجن چودھری انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۴ صفحہ ۲۹۱)

(دوئم)

مد ۴۳

میعاد سماعت

سنہ ۱۸۷۰ع مین تجاویز عدالت ہائی کورٹ الہ آباد مصدرہ سنہ ۱۸۶۵ع و
سنہ ۱۸۶۶ع کی پیروی پر اس عدالت کے ڈویژنل بنچ سے بمقدمہ
بہری داس بنام درگا پرشاد (رپورٹ ہائی کورٹ ممالک مغربی و شمالی سنہ ۱۸۷۰ع
صفحہ ۲۰۸) ہوئی — اوس مقدمہ مین جو اسٹے ظاہر کیگئی کہ اس عدالت
سے بارہا یہ تجویز ہو چکی ہے کہ میعاد سماعت اس قسم کے مقدمات
مین جیساکہ یہ مقدمہ ہے سال مہلت کے منقضی ہونے سے محسوب
ہونی چاہیے — اور یہ تجویز ہوئی کہ ایسے فریق کو جو دعوی حق
شفعہ کا نسبت جائداد متعلقہ بیع بالوفا کے رکھتا ہو لازم ہے
کہ بعد گذرنے اپنا سال مہلت مندرجہ اطلاعنامہ معیاد کے منقضی
ہونے کے پیشتر پیش کرے — اس سے واضح ہوگا کہ تجویزات صدر دیوانی
و عدالت ہذا بالاتفاق خلاف اوس کے ہوتی رہی ہے جو
حکام ذیل سے جو تجویزات متواتر کام مجرو کنندگان مقدمہ
ہذا مین قائم کی ہے — تجویزات عدالت کلکتہ موافق تجویزات صدر
دیوانی بنگالہ اور ایک موافق تجویزات عدالت ہذا کے ہوتی رہی ہیں

۲۳ فروری ۱۸۶۵ء کو (بمقدمہ گوردیال مہند بنام ٹیکن
سنگھ ویکلی رپورٹ جلد ۲ صفحہ ۲۱۵ -) اجلاس کامل سے (بیلی صاحب
جسٹس مختلف رائے) یہ تجویز ہوئی کہ حق شفعہ محض بیع بالوفا یا
رہن کے عمل میں آنے پر درحالیکہ راہن کو حق انفکاک باقی ہے
پیدا نہیں ہوتا - اور یہ بھی تجویز ہوئی کہ یہ امر غیر اہم ہے - کہ آیا
دعوی حسب ضابطہ شفعہ کا کسی اور وقت بجز اوس وقت کے ہوا
جبکہ بیع قطعی ہو چکی تھی - یہ تجویز نسبت ایک دعوی شفعہ شرع
محمدی کے ہوئی ہے - مگر قاعدہ وہی ہے جو کہ مقدمہ بیع بالوفا
زیر تجویز ہمارے میں مرعی رہا ہے - اسیطرح ۱۸۶۶ء میں اوسی عدالت
کے ڈویژن بنچ سے بمقدمہ سید امیر علی بنام ہباوسدری دیبیا
(ویکلی رپورٹر جلد ۶ صفحہ ۱۱۶) پھر یہ تجویز ہوئی کہ جو فریق دعوی شفعہ کا
نسبت جائداد مبیع بالوفا کے رکھتا ہو اوسکو لازم ہے کہ دعوے
اپنا سال مہلت متذکرہ اطلاعنامہ بیعیات کے منقضی ہونے پہلے
پیش کرے -

(مقدمہ الہ پرشاد بنام لچھمن انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد سوم صفحہ ۱۰۲)

(فیصلہ پریوی کونسل مقدمہ فارئیس - بنام - امیر النسا بیگم مورس انڈین اپیلس صفحہ ۲۴۰)

مد ۳۴۷ میعاد سماعت بیع بالوفا

میعاد سماعت نالش حق شفعہ متعلقہ رہن بیع بالوفا میعاد صیغہ نمبر ۱۲۰ ضمیمہ ۲ - ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ع یعنے چھہ سال ہے (مقدمہ نانک پرشاد بنام رام پلٹن انڈین لارپورٹ الہ آباد جلد چہارم صفحہ ۲۱۸) کی تقلید ہوئی اور جس صورت میں کہ مرتہن معاملہ رہن بیع بالوفا از روئی رہن نامہ قابض نہو اور بعد بیعیات کے اوسکو نالش قبضہ کے کرنی چاہیئے تو استحقاق نالش بنفاذ شفعہ اوسوقت پیدا ہوتاہی کہ وہ قبضہ کی ڈگری حاصل کرے - واقعات اس مقدمہ کے اسٹریٹ صاحب جج نے اسطرح بیان کیے - بتاریخ ۱۴ - جنوری سنہ ۱۸۶۵ع موجی لال مدعاعلیہ نمبر ۲ - مدعی اپیلانٹ کے چچا نے ایک دستاویز بیع بالوفا بابتہ ۸ پائی حصہ موضع کسمرا کے بحق گجراج سنگھہ مدعاعلیہ نمبر ۱ کے تحریر کی بتاریخ ۲۹ ستمبر ۱۸۷۴ع اطلاعنامہ بیعیات جاری ہوا اور سال مہلت ۲۹ ستمبر ۱۸۷۵ع کو منقضی ہوا بتاریخ ۲۸ - جولائی ۱۸۷۶ع گجراج سنگھہ نے نالش قبضہ ۸ پائی حصہ کی بہ تقویت حکم بیعیات کے دائر کی اور اوسکا دعوے

عدالت مرافعہ اولی سے ڈگری اور عدالت مرافعہ ثانی سے ڈسمس ہو کر آخرکار عدالت ہذا سے بتاریخ ۲۰ مئی ۱۸۸۱ء ڈگری ہوا۔ یہ وہی تاریخ ہے کہ جس روز مدعی اپیلانٹ نالش ہذا۔ پیدا ہونا اپنی وجہ مخاصمت کا بیان کرتا ہے۔ یہ مقدمہ جواب زیر تجویز ہے ۱۹۔ جنوری کو رجوع ہوا اور بیان مدعی یہ ہے کہ نامبردہ از روے حق شفعہ مستحق ۴ پائی حصہ کا ہے۔ جسکی ڈگری بحق گجراج سنگھ کے ہوئی ہے عدالت مرافعہ اولے نے دعوی کو ڈگری کیا۔ مگر عدالت مرافعہ ثانی نے اوسکو اس تجویز سے ڈسمس کیا کہ نالش ایک سال کے اندر ۱۹ ستمبر ۱۸۸۱ء سے جبکہ سال مہلت منقضی ہوا دائر ہونی چاہیے تھی از روے ایک تجویز اجلاس کامل عدالت ہذا کے (مقدمہ ناتھہ پرشاد بنام رام پلٹن رام) یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ مد ۱۰ ضمیمہ ۲۔ ایکٹ ۱۵ ۱۸۷۷ء معاملات رہن بیع بالوفا سے غیر متعلق ہے۔ مقدمہ ہذا میں کچھہ روداد ثبوت اسکے نہیں ہے کہ گجراج سنگھہ کو قبضہ قرار واقعی ۴ پائی کا حاصل ہوا۔ اور اگر حاصل ہوا تو بھی اوس سے مد سماعت ایک سالہ محولہ بالا کچھہ زیادہ متعلق نہوتی۔ اور نہ ہماری یہ راے ہے کہ مد ۱۴۴

حسب بحث تکمیل اپیلانت کے کچھہ تعلق اوس صورت کے نالش سے
رکھتی ہے جو ہمارے روبرو پیش ہے پس ضروری ہے کہ میعاد حد سماعت
شش سالہ بموجب مد (۱۲۰) متعلق کیجائے - اور جب تجویز ہوا کہ جب
یہی کہ مدعی کا حق دعویٰ نالش کب پیدا ہوا پس یہ اپیل عدالت مرافعہ ثانی
کی کہ نالش ایک سال کے اندر ۱۹ ستمبر ۱۸۸۲ء سے دائر ہونی چاہیے
تھی صحیح نہیں ہے کیونکہ بیع بالوفا اوس وقت منسوخ نہ تھا اور اوسکو نالش بغرض
حصول قبضہ کے دائر کرنی پڑی تھی - یہ سچ ہے کہ حکم بیعات سے
جس حد تک کہ وہ تھا گجراج سنگھہ کو ایک استحقاق ملا تھا لیکن
وہ استحقاق جب تک کہ گجراج سنگھہ استقرار اوسکا عدالت دیوانی
سے نکراتا اور ڈگری قبضہ کی نام برده کو ازروے اوسکے نہ ملتی
صاف وصریح نتھا خصوصاً ایسی صورت مین کہ مقدمہ گجراج سنگھہ
کے نسبت اوسکے راہن نے مزاحمت کی تھی - پس ہمارے
نزدیک یہ تجویز کرنا معقول معلوم ہوتا ہے کہ مدعی کو حق نالش
اوس وقت حاصل ہوا جبکہ ازروے ڈگری عدالت ہذا استحقاق
گجراج سنگھہ پایۂ ثبوت کو پہنچ گیا - اور اوسکو ایسی حیثیت

حاصل ہوئی کہ جب وہ چاہے قبضہ جایدادی حصہ متنازعہ کا بذریعہ
جاری کرانے اپنے ڈگری کے قبضہ حاصل کرنے۔ ہرگاہ رائے ہمارے
یہہ ہے جو نسبت اس مسئلہ کے قرار پائی ہے کہ نالش ہذا بخوبی تمام
بین المیعاد ہے۔ (مقدمہ رشک لال بنام گجراج سنگھ انڈین

لا رپورٹ الہ آباد جلد ۴ صفحہ ۱۲۱۴۔

مقدمہ الوپرشاد بنام سکن ہائیکورٹ الہ آباد نے نسبت
میعاد سماعت کے یہہ تجویز فرمایا کہ بموجب دفعہ ۱۰ ضمیمہ
دوم ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ع میعاد یکسال اس وقت سے قرار پائی
ہے جبکہ مشتری نے بموجب اوس بیع کے جسکے نسبت اعتراض ہے قبضہ
قرار واقعی کل ملکیت فروخت شدہ کا حاصل کرلیا ہو۔ عدالت ماتحت نے
یہہ تجویز کی ہے کہ مشتری نے قبضہ قرار واقعی بتاریخ ۹۔ دسمبر ۱۸۷۸ع
حاصل کیا تھا اور نالش یکم ستمبر ۱۸۷۹ع کو دائر ہوئی پس ظاہر ہے کہ دعوی
بیچ میعاد سماعت عارض نہیں ہے۔ (انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد سوم صفحہ ۴۱۸

الوپرشاد بنام سکن)

دوسری تاریخ متذکرہ خانہ سوم دفعہ ۱۰ ہماری دانست میں متعلق بیع بالوفا سے

متعلق نہین ہوسکتی کہ جسمین بالکل اوصاف رہن کے پائے جاتے ہین
اور مزید برآن اوسمین ضرورت اعانت معیابت کی ہوتی ہی قبل اسکے
کہ مشتری حق مالکانہ حاصل کرسکے ہماری دانست مین بیع متذکرہ مد ۱۰
بیع قطعی ہونی چاہیئے - کہ جسکا اثر و نفاذ فوراً اون صورتونمین کہ جہان
حقیت منتقل شدہ قابل قبضہ قرار واقعی کی ہو اور جس صورتمین کہ قابل
قبضہ قرار واقعی کے نہو بذریعہ پیدا کرنے استحقاق از روی باضابطہ
رجسٹری شدہ کے ہو ہم سمجھتے ہین کہ معاملات بیع بالوفا کی فہرست
مد ۱۰ سے خارج کرتے ہین بوجہ اسکے کہ اوسمین خاص حکم جو اوسکے نسبت
متعلق ہو نہین ہے - ہم اوسکو داخل مد ۱۲۰ - کے کرتے ہین
ہم اون خرابیون کو بخوبی سمجھتے ہین جو اسوجہ سے پیدا ہونگی کہ
شفیع کو جو نسبت بیع بالوفا کے اعتراض کرے - جو قطعی ہوگیا ہو
میعاد سماعت چھہ سال کی دین اور جن صورتونمین کہ حسب العرض
مین حق شفعہ نسبت رہن کی درج ہو دو وجہ مخاصمت اوسی میعاد کے ساتھہ دونون
مرتبہ مین لیکن میری دانست مین واضعان قانون نے اس قسم معاہدہ کو بوقت صدور حکم
نسبت نفاذ حق شفعہ کے فروگذاشت کیا ہی کہ جسکے باعث مقدمات مندرجہ حکم

استصواب کی نسبت کوئی حکم صراحتاً نہین ہے - پس ہمارا جواب یہہ ہونا چاہیے
کہ میعاد سماعت جو ایسی نالش سے متعلق ہے جسکو شفیع واسطے نفاذ اپنے استحقاق بمقابلہ
بائع و مشتری حسب منشاء بیع بالوفا متعلقہ حصہ جزوی واقعہ محال غیر منقسمہ کے دائر
کرے وہ ہے جو مد (۱۲۰) مین درج ہے یعنے چھہ سال ہے (مقدمہ نانک پرشاد بنام ٹام بلٹن
علم انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۴ صفحہ ۲۱۰) ایک مقدمہ مین محمود صاحب جسٹس نے
تجویز فرمایا کہ ہمارے یہہ رائے ہے کہ اپیل جہان تک کہ اوسکو بحث حد سماعت سے
تعلق ہے کچھہ وقعت نہین رکھتا ہے - حیدر علی کی نالش جہان تک کہ اوسمین دعوی
شفعہ کا نسبت بیع ۱۴ - دسمبر ۱۸۸۰ع کے کیا گیا ہے مناسب طور پر ایک
سال کے اندر بعد بیع کے دائر ہوئی تھی - اور بائع اور مشتریان پر جو ایسی نالشمین ضرور
اشخاص ضروری تھے وواجبا طور پر نالش دائر کیگئی تھی نالش تابع ضمن ۱۰ - ایکٹ
حد سماعت کے تھی - اور ظاہر ہے کہ اندر میعاد کے تھی جہان تک کہ
درگا اپیلانٹ کی حالت سے تعلق ہے - یہہ سچ ہے کہ اوسپر نالش بطور
مدعا علیہ مقدمہ کے بعد گذرنے ایک سال کے تاریخ بیع سے دائر ہوئی
تھی - لیکن دعوی بمقابلہ اوسکے اوس قسم کا نہین ہے جسکا منشاء مد ۱۰ ایکٹ
حد سماعت مین ہے - نامبردہ فریق مقدمہ اسوجہہ سے نہین بنایا گیا تھا کہ وہ

شریک اوس بیع کا تہا جسکی نسبت اوسنے شفعہ کی استدعا کی گئی تہی - بلکہ اسوجہ سے بنایا گیا تہا - کہ اوسنے بذریعہ دایر کرنے نالش متقابل شفعہ کے حیدر علی مدعی کے لئے یہہ بات ضروری کردی تہی - کہ وہ اپنی نالش مین استدعا واسطے اس استقرار کے کرے کہ اوسکو ایسا حق شفعہ حاصل ہے جو بمقابلہ حق درگا مدعا علیہ کے قابل ترجیح ہے - اس قسم کا دعوے بطور دعوی شفعہ کے تصور نہین ہوسکتا - بلکہ وہ بطور دعوی واسطے اثبات حق خریداری جایداد کے بہ ترجیح شفیع ثانی کے تصور کیا جاسکتا ہے - بعبارت دیگر یہہ نالش جہانتک کہ درگا کو اوس سے تعلق ہے - ایک دعوی منجانب ایک شفیع کے بنام دوسرے کے واسطے تجویز کرنے اس امر کے ہے کہ آیا مدعی یا مدعا علیہ کو حق مرجح خرید نے جائداد کا بذریعہ شفعہ کے حاصل ہے - دعوی دراصل واسطے استقرار حق کے تہا اور چونکہ کوئی خاص حکم نسبت ایسے دعوے کے قانون حد سماعت مین نہین ہے - لہذا عدالت اپیل ماتحت نے یہہ تجویز درست کی ہے کہ وہ تابع ضمن (۱۲۰) ایکٹ حد سماعت کے ہے کیونکہ حق نالش بنام درگا اوسوقت پیدا ہوا کہ جب شخص آخر الذکر نے اپنی نالش شفعہ کی ۴ - دسمبر ۱۸۸۳ء کو دائر کی (مقدمہ درگا بنام حیدر علی انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ہفتم

صفحہ ۱۶۷) — ایک مقدمہ متدائرہ منصفی اکبرپور ضلع فیض آباد مین عدالت
منصفی سے یہہ تجویز ہوا - کہ نالش حق شفعہ بیعبات مین بموجب مد ۱۲۰
اندر چھہ سال کے ہوسکتی ہی - عدالت اپیل اول نے اوس فیصلہ کو منسوخ کیا -
لیکن عدالت جوڈیشل کمشنر اودہ نے فیصلہ منصف کو بحال کیا - اور مد ۱۲۰
کا حوالہ صحیح قرار دیا - (غیر رپورٹ شدہ مقدمہ اولاد حسین مدعی اپیلانٹ بنام ظہور خان
مدعا علیہ ریسپانڈنٹ اپیلانٹ نمبر ۱۲۵ [illegible] —

بیع حق انفکاک

ایک مقدمہ مین عدالت ہائی کورٹ نے یہہ تجویز صادر کی کہ بصورت ہونے
حق انفکاک منجانب اون بیست مرتہن قابض کے ایسی بیع کا یہہ اثر ہے کہ حق
انفکاک بذریعہ حاصل ہوجانے دونو حقیتون کے مرتہن کو - زائل ہوجاتا ہی
یہہ صحیح طور پر نہین کہا جاسکتا کہ ایسی کوئی جائداد فروخت کی گئی ہے کہ
جو قابل دخل واقعی ہے حسب مراد ضمیمہ ۲ - ایکٹ ۱۰ کے ہو - ایسی
قانون مین جبکہ معیاد سماعت ہے جسکا منشا یہہ ہے کہ اطلاع حقیقی
یا معنوی - اوس شخص کو پہونچے - کہ جسپر اثر کسی فعل کا جو دوسرے شخص نے
کیا ہوا جس سے حق اعتراض کرنیکا اوسکو پیدا ہوتا ہو پہونچتا ہے - اور یہہ جا

ایسے فعل کے میعاد سماعت بخلاف اوسکے جہانتک اوسکے چارہ کار کو تعلق ہے
ایک خاص وقت سے شروع ہوتی ہے لفظ (واقعی) سے کسی مادی یا قابل
حس فعل سے مراد ہے جس سے خود کسی شخص کے دماغ میں یہ خیال گذری یا گذرنا
چاہیے کہ اوسکے حق نقصان پہونچا۔ حق انفکاک کا بر طبق بیع جسکے رو سے
حق مذکور منتقل کیا گیا ہو قابل دخل اس قسم کے ہونا نہیں کہا جا سکتا ہے۔ اور شفیع
کو جو نسبت بیع مذکور کے عذر رکھتا ہو ایک سال کی میعاد واسطے دائر کرنے
اپنی نالش کے تاریخ رجسٹری دستاویز بیعنامہ سے دی گئی ہے۔ یہ نتیجہ پیدا
ہوا کہ میعاد سماعت تاریخ رجسٹری بیعنامہ سے شروع ہوئی۔ اور
نالش اندر میعاد کے ہے (مقدمہ شیام سندر بنام امانت بیگم۔ انڈین لاء رپورٹس
الہ آباد جلد نہم ۹۔ صفحہ نمبر ۲۳)۔

مد ۷۵ محسوبی میعاد

دفعہ ۱۴۔ (ایکٹ حد سماعت نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء)

ہر نالش کی میعاد معینہ کے شمار کرنے میں وہ مدت داخل نکی جائیگی جسمیں
کہ مدعی بہ تندہی تمام واقعی دوسری کارروائی دیوانی کی پیروی میں
مصروف رہا ہو متعلق اس کے کہ وہ اوسی مدعا علیہ کے نام پر عدالت مرافعہ اولے

مین ہو یا عدالت اپیل مین بشرطیکہ وہ کارروائی اوسی بنائے دعوی پر
مبنی ہو۔ اور بہ نیک نیتی ایسی عدالت مین اوسکی پیروی کی گئی ہو جو بوجہ نقص
اختیار سماعت یا اسیطرح کے اور سبب سے اوسکو مسموع نکر سکتی ہو۔
جو میعاد سماعت ایسی نالش کے واسطے مقرر ہو جسمین کارروائی بحکم دفعہ ۲
مجموعہ ضابطہ دیوانی کے موقوف کی گئی ہو اوسکے شمار کرنے مین ۔ وہ
عرصہ جو درمیان رجوع نالش اور تاریخ موقوفی کارروائی کے گذرے اور
وہ وقت جو اوس عدالت سے جسمین کارروائی موقوف کی گئی ہو اوس عدالت
تک جانے مین جہان از سرنو رجوع کیجائے ضروری ہو محسوب نہوگا۔ جو میعاد
سماعت کسی درخواست کے واسطے مقرر ہو۔ اوسکے محسوب کرنے مین وہ وقت
جسمین کہ سائل اوسی دادرسی کے لیے دوسری درخواست کر رہا ہو
شمار نکیا جائیگا بشرطیکہ درخواست اخیر الذکر بہ نیک نیتی ایسی عدالت مین گذرانی
جو بوجہ نقص اختیارات سماعت یا اسیطرح کی اور سبب سے اوس درخواست کو منظور نکرسکتی ہو

تشریح (الف) جس عرصہ تک کہ نالش یا درخواست سابق دایر رہی ہو
اوسکی شمار مین اوس نالش کے رجوع کرنے یا درخواست دینے کا دن اور وہ تاریخ
جسمین کہ کارروائی اوسکی ختم کی گئی ہو دونو شمار کیجائینگی ۔

تشریح (ب) مدعی ایسی اپیل کا مجیب جو بربنا رعدم اختیار سماعت
پیش کی گئی ہو حسب منشاء دفعہ ہذا کے پیروکار نالش کا متصور ہوگا۔
ایک مقدمہ مین مدعی نے ایک درخواست اجراء ڈگری کی دی۔ اوسپر
عذرداری ہوئی۔ بعدہ مدعیکو نالش نمبری کرنی پڑی کہ جسمین تین سال کا
زمانہ گذرا۔ اور مدعی نے ڈگری پائی۔ عدالت ہائیکورٹ نے تجویز فرمایا
کہ ایام اس نالش نمبری کے حسب مضمون دفعہ ہذا مدعی کو درخواست اجراء ڈگری
مین مجرائی جاتے۔ (انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد اول صفحہ ۳۵۵)۔ زید کے
مقدمہ مین میعاد سماعت ۱۱ مئی ۱۸۷۱ع کو ازروی قانون میعاد ختم ہوئی
مگر اوسنے ۹ مئی ۱۸۷۱ع کو بعدالت (ب) اپنا مقدمہ دایر کیا لیکن
عدالت مذکور نے بتاریخ ۲ مئی ۱۸۷۱ع عرضی دعوی زیدکو واپس کردیا
اس حکم سے کہ اوس عدالت کو اختیار سماعت ایسے مقدمات کا نہین ہے
سایل آجکی تاریخ سے اندر ایک ماہ کے بعدالت مجاز اپنے نالش دایر کرے
چنانچہ زید نے عدالت مذکور مین ۱۰ مئی ۱۸۷۱ع کو نالش دائر کی
ہائیکورٹ سے تجویز ہوا کہ اس نالش مین حد سماعت عارض
ہے۔ عدالت غیر مجاز سماعت کو یہ لکھنے کا اختیار نتھا کہ سایل

کسب اپنی عرضی نالش کو عدالت مجاز میں پیش کرے اور
ایسی صورت میں یہہ خیال کرنا چاہیے کہ عدالت مذکورنے
کوئی میعاد مقرر نہیں کی۔
وچونکہ بعد مجرا دینے ایام من ابتدائے ۵۔ مئی لغایت ۷
مئی کے بہی میعاد گذر گئی تہی اسلیے عرضی دعوے مسمول
(مقدمۂ نانگیا۔ بنام ۲۔ ونگاپتا مندرجہ رپورٹ ہائی کورٹ مدراس
جلد ۵ صفحہ ۷۰۴)
الفاظ "اوسی مدعاعلیہ" مندرجہ دفعہ ہذا سے یہہ مراد ہے
کہ جو شخص مقدمۂ اول میں مدعاعلیہ تہا۔ وہی مقدمہ ثانی
میں بھی مدعاعلیہ ہو۔
مثلاً۔ مقدمہ سابق صرف بنام ایک مدعاعلیہ کے منجملہ چند
مدعاعلیہم کے تہا اور مقدمہ حال بنام جملہ مدعاعلیہم کے دائر
ہوا ایسی صورت میں جو ایام مقدمۂ اول کے دوران
میں صرف ہوئے حسب منشار دفعہ ہذا مجرا نہ ملین گے۔
(مقدمہ نیل مادہیپ سرکار۔ بنام سکرسٹوداس سرکار مندرجہ ویکلی رپورٹ

جلد ۵ صفحہ ۱۸۹) —

اسی دفعہ میں الفاظ — اسی طرح کے اور سبب ہے — اس سے وہ سبب مراد ہے جو بوجہ غفلت مدعی کے نہوا ہو یعنی ایسا سبب اتفاقیہ ہو جو مدعی کے امکان سے باہر ہو (مقدمہ لچھمن پرشاد بنام سمبھو پرشاد — سدرلینڈ ویکلی رپورٹ کلکتہ جلد ۱۷ صفحہ ۲۲۴) —

زید و عمرو نے بمیعاد ۳ سال ابتدائے ۳ — مارچ ۱۸۶۶ء کاروبار شراکت کا نہایت ۱۸ — جولائی ۱۸۶۶ء کیا —

بعد ختم شراکت حساب کتاب ہو کر کچھ روپیہ زید کا عمرو کے ذمہ باقی نکلا — چنانچہ منجملہ اس باقی کے عمرو نے کسقدر دیا — جب بعد تقاضا زر باقی ادا نکیا تو زید نے عمرو پر نالش کی —

عدالت منصفی سے ڈگری بحق مدعی صادر ہوئی مگر عدالت ضلع سے فیصلہ منصف اس حکم سے منسوخ ہو کر دعوی مدعی خارج ہوا —

مدعی خارج ہوا کہ عرضی دعوی مین دعوی دلاپانے زرباقی کاروبار
شراکتی کا تہا حالانکہ دعوی واسطے تصفیہ کرا پانے حساب بیوپار
شراکتی و دلاپانے زرباقی کے بمقابلہ عمرو مدعاعلیہ کے دایر کیا تہا
منجملہ اور عذرات کے یہہ بہی عذر کیا کہ مقدمہ کا تصفیہ ایک ثالث سے ہوچکا
ہی مگر منصف نے اس عذر کی سماعت نکی - و ڈگری بحق مدعی
صادر کی - حاکم ضلع نے بصیغہ اپیل فیصلہ منصف منسوخ کیا -
مگر عدالت ہائی کورٹ سے فیصلہ عدالت ضلع منسوخ ہوکر فیصلہ منصف
بحال رہا (مقدمہ سوپیا بنام گری ایا - مندرجہ مندراس جورسٹ جلد ۲ صفحہ ۹۳)
ایک مقدمہ مین روبرو عدالت ہائی کورٹ الہ آباد کے یہہ واقعات
ظاہر ہوے - بتاریخ ۲۶ - اگست ۱۸۷۶ع رام سوبہگ واہن بعلی
پرشاد عدالت جج ماتحت مین ایک نالش جسکی میعاد ۱۵ - ستمبر ۱۸۷۶ع
کو ختم ہوگئی دایر کی جسمین شریک ہوے یہہ نالش عدالت ضلع کو
منتقل ہوگئی تہی - جہان سے بتاریخ ۱۶ ستمبر ۱۸۷۶ع مدعیون کو عرضی
نالش اس بنا پر واپس ملی - کہ نابسردگان کو علیحدہ علیحدہ نالش دایر کرنی
چاہیے تہی - بتاریخ ۲۳ - ستمبر ۱۸۷۶ع رام سوبہاگ وانس نے عرضی

نالش جدید عدالت ضلع مین پیش کی اور وہان سے بتاریخ یکم اکتوبر
۱۸۷۸ع اوسکی نامنظوری کا حکم اس بنا پر صادر ہوا کہ نامبردہ کو یہ نالش
عدالت جج ماتحت مین رجوع کرنی چاہیے تھی۔ رام سوبہاگ داس نے بنا ضمنی اس
حکم کو ہائی کورٹ مین اپیل کی اور عدالت موصوف نے حکم مذکور کو بتاریخ ۲۸ جنوری ۱۸۷۹ع
بحال رکھا لیکن یہہ تجویز کی کہ عرضی نالش رام سوبہاگ داس کو واپس ہونی چاہیے بتاریخ
۱۰ اپریل ۱۸۷۹ع رام سوبہاگ داس کی عرضی نالش اوسکو واپس دی گئی
اور نامبردہ نے اوسکو اوسی روز روبروے جج ماتحت کے پیش کیا۔
تجویز ہوئی کہ زمانہ میعاد کے شمار کرنے مین رام سوبہگ داس یہ
دعوی نہین کرسکتا کہ سواے زمانہ من ابتداے ۲۳ ستمبر ۱۸۷۹ع
لغایت ۱۰ اپریل ۱۸۷۹ع کے کوئی اور زمانہ خارج کیا جاے۔ کیونکہ
۱۴ اگست ۱۸۷۸ع سے ۲۶ ستمبر ۱۸۷۸ع تک نامبردہ نے پیروی
اپنی نالش کی ایسی عدالت مین کی تھی جسکو اختیار سماعت حاصل تھا۔ اور
عدالت جو نالش نامبردہ کو منظور نکرسکی ۔ وہ ناقابلیت بوجہ نقص
اختیار سماعت یا اسی قسم کی کسی اور وجہ سے پیدا نہین ہوئی تھی
بلکہ بوجہ اشتمال بیجا مدعیون کے تھی۔ اور یہہ ایک ایسا نقص ہے کہ

کہ جسکی بابت جز نابردہ کو ذمہ دار متصور ہونا چاہیے - اور ۱۶ اسی ۲۳ - ستمبر تک نابردہ نے پیروی اپنی نالش کی کسی عدالت میں نہیں کی اور وہ اوس زمانہ کے خارج کرا پانیکا دعوے نہیں کر سکتا -
(مقدمہ رام سوہنگ داس مدعی بنام گوبند پرشاد وغیرہ مدعاعلیہم - انڈین لا ریورٹ الہ آباد جلد دہم صفحہ ۶۲۲)

ایک نالش عدالت جج ماتحت میں دائر کی گئی - حاکم موصوف نے بعد سات مہینہ کے عرضی دعوی اسوجہ سے واسطے داخل کرنے عدالت منصف کے واپس کی کہ دعوی کا تعین زیادہ کیا گیا ہے کوئی امر بہ ثبوت اس امر کے نہیں تھا کہ مدعی نے نالش مذکور عدالت جج ماتحت میں بہ نیک نیتی دائر نہیں کی - تجویز ہوئی کہ بوقت شمار کرنے اوس میعاد سماعت کے جو واسطے نالش مذکور کے معین ہے - وہ زمانہ کہ جسمیں عرضی دعوی مذکور عدالت جج ماتحت میں داخل رہی خارج کرنا چاہیے (مقدمہ ابھی چرن سندی وغیرہ بنام کرتا رتہ سی داسی انڈین لا ریورٹ کلکتہ جلد ۷ صفحہ ۲۸۴)

محض ناواقفیت قانون - ایک وجہ کافی واسطے دیر کے حسب دفعہ

ایکٹ میعاد سماعت نمبر ۱۵ بابت ۱۸۵۹ء تسلیم نہین ہوسکتی - تمپائی
سیتارام نے بحیثیت وارث و قائمقام قانونی اوسکے چچا مستوفی کا
وائن کے ایک ڈگری حاصل کی اور اس ڈگری مین یہہ ہدایت ہوئی کہ
ڈگری وائن کی جائداد سے جو سیتارام کے قبضہ مین تھی وصول کیا
جاوے - باجرای اس ڈگری کے ایک جائداد قرق کی گئی سیتارام
نے اس بیان سے کہ یہہ جائداد خود اوسکی تھی قرقی کے واگذاشت کا
دعوی کیا مگر عدالت نے حکم مشعر بحالی قرقی ۲۰ - نومبر ۱۸۶۸ء کو
صادر کیا ۱۸۶۹ء مین سیتارام نے نالش نمبری واسطے انفساخ اس حکم کے دائر کی یہہ نالش
۱۸۷۰ء مین بوجہ عارضہ ۴۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی ایکٹ ۱۴
۱۸۵۹ء ڈسمس ہوئی - اور سیتارام نے بنارا جی حکم ۲۰ - نومبر ۱۸۶۸ء
کے جو صیغہ اجراء مین صادر ہوا تھا اپیل داخل کی - یہہ اپیل بوجہ عارضہ
تمادی حسب دفعہ ۱۵۲ ضمیمہ ۲ - ایکٹ میعاد سماعت نمبر ۱۵ بابت ۱۸۵۹ء
کے نامنظور ہوئی - تجویز ہوئی - کہ وہ وقت جو واقعی کارروائیون
نالش منسوخی حکم صیغہ اجراء مین صرف ہوا تھا اوس دیر کے شمار نہین
جو قبل دائر ہونے اپیل کے ہوئی منہا ہوسکتا ہے - لیکن مدعی مستحق

اسکا نہین ہے کہ وہ وقت جو درمیان تاریخ حکم اپیل شدہ اور تاریخ ارجاع نالش مذکور کے گذرا استثنا کیا جاوے۔ (مقدمہ سیتارام پراجی بنام تیا ولد سیری شیٹ ۔ انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۳ صفحہ ۲۰۳)

درخواست اجرائے ڈگری سے یہ دفعہ متعلق نہین ہے کیونکہ ضمیمہ ۲ منسلکہ ایکٹ ہذا کی حصہ ۳ مین بذیل ۱۷۹ ۔ حاشیہ ۳ مین فقرہ ۳ مین صاف حکم ہے کہ " درخواست مذکور متعلق قانون سے بعدالت مناسب دائر و داخل ہونی چاہیے " پس قبل داخل کرنے ایسی درخواست کے ڈگریدار کو دریافت کرنا لازم ہے کہ جس عدالت مین وہ درخواست دینا چاہے مجاز ہی یا نہین کیونکہ بغیر اسکے یہہ نہین کہا جاسکتا کہ سائل نے یہ تندہی قرار واقعی کارروائی کی (دیکھو کمتر ناتھ ولی بنام گوسائین داس ولی مندرجہ ویکلی رپورٹ جلد ۳ صفحہ ۱۰ و انڈین ڈائجسٹ مولفہ کول صاحب صفحہ ۱۰۸)

وغیرہ مقدمہ جیون سنگھ بنام سمرنام سنگھ منفصلہ ہائی کورٹ الہ آباد مندرجہ انڈین لا رپورٹ بابتہ ۱۸۷۶ع جلد اول باجلاس کامل یہ طے پایا کہ ۔ اجرائے ڈگری کی درخواست حسب مراد دفعہ ۱۵ ایکٹ ۹ بابتہ ۱۸۷۱ع بمنزلہ نالشات نمبری نہین ہے ۔ مگر جو نالش کہ قطع نظر بحث اختیار

سماعت کے کسی غلطی سے نان سُوٹ ہوئی ہو تو اوسکی ایام شمار میعاد
مین مجرا نہونگے - ایسی صورت مین مدعی کو لازم ہے کہ کارروائی
نان سُوٹ کو وہ منسوخ کرائے لیکن جب مقدمہ بوجہ نقص اختیار
سماعت کے خارج ہو تو ایام ضرور مجرا ملینگے (دیکھو دیانا ئین چودہری
بنام بندرابن چندر سرکار چودہری مندرجہ ویکلی رپورٹ کلکتہ جلد ۷ صفحہ ۱۶۰)

دفعہ ہذا متعلق ایسے مقدمات یا درخواست ہا کے نہین ہے
جو از روے ایکٹ ۱۸ سنہ ۱۸۷۳ع (قانون لگان اضلاع ممالک مغربی وشمالی)
وایکٹ ۱۹ سنہ ۱۸۷۳ع (قانون مالگذاری اضلاع ممالک مغربی وشمالی)
وایکٹ ۱۷ سنہ ۱۸۷۶ع (قانون مالگذاری ملک اودہ) وایکٹ ۱۸ سنہ ۱۸۷۶ع
(ایکٹ قانون اودھ) وایکٹ ۱۹ سنہ ۱۸۶۸ع (قانون لگان ملک اودھ)
یا دیگر قوانین مختص الامر یا مختص المقام کے رجوع ہون اور یہی امر
بمقدمہ ٹیل کوری بنام املاکہ برائی مندرجہ لا رپورٹ الہ آباد جلد اول
سنہ ۱۸۷۶ع) یہ صفحہ ۲۵۸ ہائی کورٹ الہ آباد سے قایم کی گئی —

باب دہم

کارروائی مقدمہ

دفعہ ۷۶ — حد اختیار عدالت

تمیز حد اختیار عدالت کی لنسبت کسی بنائی نالش کے مقدمہ کی اصلیت پر مبنی ہے جیسا کہ اوسکو مدعی نے عرضی دعوی مین تحریر کیا ہو نہ حد اختیار عدالت کے اوس جواب پر رکھی جائیگی جو مدعا علیہ نے لنسبت دعوی پیش شدہ کے بیان کیا ہو (مقدمہ چندر کمار منڈل بنام باقر علیخان ویکلی رپورٹ جلد ۹ صفحہ ۵۹۸ ڈائجسٹ انڈین لا کینز جورس ڈکشن صفحہ ۲۷۹۳ نمبر (۳) اگرچہ ایک عدالت دوسری عدالت کی کارروائی کو لنسبت بحث حد اختیار کے منسوخ نہین کر سکتی۔ مگر جبکہ ایک امر روبرو عدالت کے بطور معمولی کارروائی کے کہ جو اوسکی اختیار کے موافق ہو پیش ہو اور کوئی فریق منجملہ فریقین کے دوسری عدالت کی کارروائی پر محول کرے یا اوس سے اپنا چارہ کار حاصل کرنا چاہتا ہو ایسی عدالت کی کارروائی کی لنسبت جو زیر بحث ہو مطابق اوسکے تحقیقات کیجائیگی۔ چنانچہ ایک مقدمہ مین جسمین مدعی نے ڈگری استقرار حق کی چاہی تھی۔

اور اوسی مقدمہ مین اختیار عدالت مال کی نسبت بحث کیگئی۔ ایک منصف نے یہہ صحیح فیصلہ کیا کہ عدالت مال کو ایسی سماعت کا اختیار نہ تھا۔ (مقدمہ گنیش چیتر بنام رام ندہی کندو ویکلی رپورٹ جلد ۲۲ صفحہ ۳۶۱)

عذر نسبت اختیار عدالت کے ایک ایسا اعتراض ہے جو مقدمہ کی کارروائی مین ہر وقت کیا جا سکتا ہے۔ اگر کسی مقدمہ مین جو عدالت اپیل سے واسطے تحقیقات مزید کے واپس آیا ہو عذر نسبت حد اختیار کے کیا جاوے تو عدالت اوسپر لحاظ کریگی۔ (مقدمہ چودہری واجد علی بنام ملک عنایت علی بنگال لا رپورٹ جلد ۴ صفحہ ۵۲ ویکلی رپورٹ جلد ۱۴ صفحہ ۲۰۰)

ایک مقدمہ جسکو عدالت صدر امین مین دائر ہونا چاہیے تھا اور اوس زمانہ مین وہ عدالت بوجہ تعطیل کے بند تھی روبرو ڈسٹرکٹ جج کے پیش ہوکر واسطے فیصلہ کے اسسٹنٹ جج کو سپرد ہوا۔ روبرو عدالت اپیل کے بربنا سے عذر حد اختیار کے یہہ تجویز ہوا کہ ڈسٹرکٹ جج کو لازم تھا کہ نسبت عذر حد اختیار کے جواونکے روبرو اول وقت

مین پیش ہونے پر پیش ہوا تہا غور کرتے - اگرچہ ایسا عذر وجوہ اپیل مین درج نہ تہا (مقدمہ موتی لال رام داس بنام جمناداس وجیوردا‌س بمبئی رپورٹ جلد ۴ صفحہ ۴۲ طبع دوم صفحہ ۴۰)

ایک اپیل خاص مین یہ عذر کیا گیا کہ منصف کو مقدمہ کی سماعت کا اختیار نہ تہا - لیکن اپیل اول مین ایسا عذر پیش نہین کیا گیا - اور فیصلہ منصف صاحب کا بحال رہا عدالت اپیل خاص مین تجویز ہوا کہ اپیلانٹ کو اسکا حق باقی تہا کہ عدالت اپیل خاص مین نسبت حد اختیار عدالت ابتدائی کے عذر پیش کرے (مقدمہ بہائی پرکٹ جی بنام نمبو والدہ کسٹر بمبئی لا رپورٹ جلد ۲ صفحہ ۲۰۰ - طبع ثانی صفحہ ۱۹۲)

ایک مقدمہ مین ایک بیوہ نے بلا اختیار تحریری کے منجانب اپنی لڑکے کے دعوی کیا جو ملازم فوج تہا اور اوس عدالت کے حدود اختیار سے باہر تہا مدعاعلیہ نے عدالت ابتدائی مین نسبت اختیار بیوہ کے کوئی اعتراض نہین کیا لیکن عدالت اپیل اول ونیز عدالت اپیل خاص مین ایسا عذر پیش کیا کہ ایسا عذر جائز تہا (مقدمہ شیورام ڈٹ حال بنام بہاگیرتہی بی بی بمبئی لا رپورٹ جلد ۲ صفحہ ۲۰)

جبکہ ایک مقدمہ ایسی عدالت مین دائر ہو جو مجاز سماعت نہین ہے تو نقص
اختیار کا بوجہ اسکے کہ وہ مقدمہ دوسری عدالت مجاز سماعت مین منتقل
کیا جاوے رفع نہین ہوسکتا۔

(بیجھاولی اوستھی بنام الٰہی بخش انڈین لارپورٹ الہ آباد جلد ۴ صفحہ ۴۷۰)

ہر مقدمہ مین دعوی یا شے متدعویہ جسکی بالیت مدعی نے تشخیص کی ہو
بادی النظر مین واسطے تصفیہ واختیار عدالت کے کافی ہے بحث حد اختیار منفصل
مقدمہ کے ہر عدالت مین جاری رہتی ہے۔ باوجودیکہ غلطی صریح تشخیص
مالیت مین مدعی سے واقع ہوئی ہو مگر مدعی اسکا مجاز نہین ہے کہ صرف
کسی جز دعوی کے حد اختیار عدالت کو برطرف کرے کیونکہ ایسا اضافہ
غیر متوجہ وبلادلیل ہے (مقدمہ لچھمن بہنگار بنام بابا جی بھنگار انڈین لارپورٹ بمبئی جلد ۱ صفحہ ۱۳۱)
اگر فریقین ایسے مقدمہ مین راضی نامہ کرلین کہ جسکی سماعت کا اختیار عدالت کو
نہو بوجہ ایسی راضی نامہ کے حد اختیار عدالت مین کوئی وسعت نہین ہو گی

(مقدمہ رکہن چند رین رائے بنام سونتی سوس داس انڈین لارپورٹ کلکتہ جلد ۵ صفحہ ۹۴۹
و کلکتہ لارپورٹ جلد ۴ صفحہ ۴۹۱)

ایک مقدمہ حق شفعہ مین جو عدالت منصف مین دائر ہوا تھا۔

اوس مقدمہ مین مدعی نے جائداد متنازعہ کی مالیت کم تشخیص کی تھی لیکن
مدعاعلیہ نے عدالت ابتدائی سے تا اپیل ہائیکورٹ کوئی اعتراض نسبت
حد اختیار عدالت کے نہین کیا اور وہ مقدمہ واقعات پر بنا بر مزید تحقیقات
واپس بھیجا گیا ہے کہ دوبارہ روبرو عدالت اپیل خاص کے پیش ہوا
اگرچہ وجوہ اپیل مین ایسا عذر مندرج نہ تھا لیکن بروقت پیشی کے عذر یہ
کیا گیا کہ مقدمہ قابل سماعت منصف کے نہ تھا پس جو بحیہ کارروائی
کہ اسوقت تک ہوئی وہ بوجہ ہونے حد اختیار کے کالعدم ہے۔
تجویز ہوا کہ مدعاعلیہ کو ایسے عذر سے درگذر کرنے کا اختیار نہ تھا
اور ایسے عذر کو مقدمہ کے اس نوبت اخیر مین نہین پذیرا کرنا چاہیے
یہ بھی تجویز ہوا کہ مقدمہ اختیار منصف سے باہر تھا۔ لہذا جو تجویز
اوسنے صادر کی وہ غلط وخلاف قانون تھی اور اوس ڈگری کو قانونا
کوئی اثر نہین ہے۔ (ایکلی رپورٹ جلد ۱۴ صفحہ ۲۲۸)

نوٹ نظائر محولہ بالا کو ڈومینس ڈائجسٹ آف انڈین لاکیسز جلد
دویم باب جورس ڈکشن نمبر ۲ و ۹ و ۱۳ و ۱۵ و ۱۷ و ۱۸ و ۲۹ و ۳۱ و
۴۲ و ۳۵ و ۴۲ صفحہ ۱۹۱۷ لغایت ۱۹۹۷ مین دیکھنا چاہیے

مد ۷۷

بیانات تحریری

بموجب دفعہ ۱۱۰ ضابطۂ دیوانی کے - فریقین مقدمہ کو اختیار ہے
کہ مقدمہ کے اول روبکار ہونیکے وقت یا اوس سے پہلے کسی وقت اپنی
اپنی طرف کے بیانات تحریری داخل کریں - اور عدالت اونکو لیکر
شامل مسل کریگی - (دفعہ ۱۱۲) بجز اوس صورت کے جو دفعہ ملحقہ بالا
مین مذکور ہے - کوئی بیان تحریری مقدمہ کے پہلے سماعت ہوجانیکے
بعد منظور نکیا جائیگا - مگر شرط یہ ہے کہ عدالت جسوقت چاہے
کسی فریق سے بیان تحریری یا تتمہ بیان تحریری طلب کرے - اور
اوسکے داخل ہونیکے لیے ایک میعاد مقرر کرے - نیز شرط یہ ہے
کہ واسطے تردید کسی بیان تحریری کے جو عدالت سے طلب ہوکر
داخل ہوا ہو بیان تحریری یا تتمہ بیان تحریری کسیوقت عدالت کی
اجازت سے مقبول ہو سکتا ہے (دفعہ ۱۱۴) بیانات تحریری اوسقدر
اختصار کے ساتھ جو بلحاظ حالات مقدمہ ممکن ہو لکھے جائینگے - اور بااندراج
دلائل مرتب نہوا کرینگے - بلکہ چاہیے کہ حتی الامکان اونمین صرف
بیان اون واقعات کا ہو جنکو وہ فریق جسنے بیان تحریری مرتب کیا

مدعا جسکی طرف سے مرتب کیا گیا ہو۔ نفس مقدمہ باور کرے۔ یا جسکو وہ تسلیم کرتا ہو یا یہہ سمجھتا ہو کہ وہ اوسکو ثابت کر سکیگا۔ ایسا ہر بیان تحریری دفعات مین منقسم کیا جائیگا جنپر نمبر مسلسل ثبت ہوگا اور ہر دفعہ مین جہانتک ممکن ہو ایک جُدی بات لکھی جائیگی۔

ہر ایک دفعہ مین صریحی اقبال یا انکار مقابل ہر ایک واقعہ بیان کردہ مدعی کے درج ہونا چاہیے۔ بعد اوسکے جو مدعا علیہ کے عذرات یا جواب زائد ہون خواہ وہ زبانی بیان کیے گئے ہون یا اوسکے بیان تحریری مین مندرج ہون دفعہ وار تحریر ہونا چاہیئے۔ اسطور پر کہ ایک واقعہ ضروری جداگانہ دفعہ مین ہو اور ہر ایک دفعہ کا نمبر مسلسل جدا ہو۔

بعد اوسکے مدعی کا اظہار دوبارہ لینا چاہیے اسیطرح جو ہر ایک دفعہ پر اوسکے بیان کے وہی نمبر ہونا چاہیے۔ جو مدعا علیہ کے جواب کے دفعہ پر ہے اور جسکا کہ اوسمین حوالہ ہے اسیطرح پھر مدعا علیہ کا اظہار لیا جاوے۔ یہانتک کہ کوئی ضروری واقعہ باقی نہ رہجاوے جسکا کہ اقبال ہوا ہو یا انکار ہوا ہو ممکن ہے کہ استعمال ایک سلسلہ غیر مسلسل کا تمام واقعات کے واسطے غیر ضروری معلوم ہو۔ لیکن

کارروائی مین فریقین کو ایک بات پر قایم رکھنے کیواسطے معین عدالت
پایا جائیگا - اور اکثر بعض واقعات ضروری کے خارج از بحث رہجانے
سے مانع ہوگا - قاعدے سے لکھے ہوے بیانات تحریری شاذ ہوتے
ہین زیادہ تر جو کہ بیانات لیئے جاتے ہین او شامل مثل کیئے جاتے ہین
وہ مدلل اور مطول دونون ہوتے ہین - ایسے بیانات تحریری کبھی لینا
چاہیئے مگر افسوس ہے کہ عدالتین بموجب دفعہ ۱۱۶ - ضابطہ دیوانی
شاذ کاربند ہوتے ہین - بموجب دفعہ ۱۱۴ - ضابطہ دیوانی بیانات
تحریری کو اوسقدر مختصر ہونا چاہیئے جسقدر کہ حیثیت مقدمہ گوارا کرے
اونکو مدلل ہونا چاہیئے جسقدر کہ حیثیت مقدمہ گوارا کرے -
اونکو مدلل ہونا چاہیئے - بلکہ جہانتک ممکن ہو پابند سلسلہ بیان اون
واقعات کا رہنا چاہیئے جنکو کہ فریق داخل کنندہ بیان تحریری مقدمہ مین
ضروری یقین کرتا ہے - اور جسکو کہ خواہ وہ اقبال کرتا ہے یا یقین کرتا ہے
وہ ثابت کردیگا ہر ایک بیان تحریری واقعات مسلسل مین بقید نمبر منقسم
ہونا چاہیئے اور ہر ایک دفعہ مین جہانتک ممکن ہو بیان جداگانہ ہونا چاہیئے
کوئی بیان تحریری جسمین - یہ شرایط نپائے جائین منظور ہونا چاہیئے

بیان تحریری جسمیں کہ مباحث ہوئے ہیں اور مضمون غیر متعلق مقدمہ
ہوتا ہے صرف مائل بدقت ہوتے ہیں اور کبھی منظور ہونا چاہیے۔

(دفعہ ۱۱ لغایت دفعہ ۱۳ سرکلر نمبر ۳ سنہ ۱۸۹۱ء مجاریہ صاحب جوڈیشل کمشنر اودھ)

۷۸

امور تنقیح طلب

تنقیحات کا صحیح مقرر کرنا ایک عظیم ترین فرض منصبی عدالت کا ہے
اگر عذرات ہوشیاری سے تمام تحریر کیے گئے ہیں تو صحیح تنقیح کا نکلنا ایک نتیجہ
لازمی ہے۔ بہرحال کارروائی میں اکثر لاپروائی سے تنقیحیں مقرر کیجاتی
ہیں۔ ایسی تنقیحات کا پایا جانا غیر معمولی نہیں ہے "واجب العرض
میں کیا ہے" "اور مدعی کے دعوی پر اسکا کیا اثر ہوگا" "آیا مدعی
اور مدعا علیہ کے آپسمیں عداوت ہے یا کچھ لگان مدعیکو مدعا علیہ سے پانا ہے" "اگر پانا ہے تو کسقدر" یا اس
اراضی کی نسبت عدالت دیوانی نے کیا فیصلہ کیا ہے" اگر حکام دفعہ ۱۴۶ ضابطہ دیوانی پر
توجہ کریں تو کوئی ایسی تنقیح نہ مقرر کیجائے ہر ایک تنقیح کو چاہیے کہ خود
متعلق نفس مقدمہ ہو اور متنقیح بصفت یقین ہو بعض دفعہ ایسا واقع
ہوتا ہے کہ مثلاً جہاں کہیں کہ نسبت اختیارات عدالت کے بحث
ہو تمام واقعات مقدمہ کے دریافت کرنیکی کچھ ضرورت نہیں ہے

لیکن اگر ابتداءً عرضی دعوی ہوشیاری تمام جانچ لیا جاوے تو ایسے
مقدمات میں مدعا علیہ کے طلب کرنیکی کمتر ضرورت ہوا کریگی اسکو
قاعدہ عام سمجھنا چاہیے کہ ابتداءً واقعات مقدمہ دریافت کر لینا
بہترین ترکیب ہے۔ اور جبکہ واقعات صاف و منکشف ہو گئے
پھر قانون کا اونپر صرف کرنا بہت آسان امر ہے۔ اس قاعدہ کو
دلمین یاد رکھ کے اول تنقیحات عموماً بیانات واقعات پر مقرر کرنا چاہیے
تنقیحات مرکب قانون و واقعہ سے کمال احتیاط رکھنا چاہیے ہر تنقیح
کی نسبت ظاہر کرنا چاہیے۔ "کہ واقعہ کے متعلق ہے" یا قانون کے
متعلق ہے اور بار ثبوت تحریر کرنا چاہیے کہ کس کے ذمہ ہے۔
کوئی امر غیر نفس متعلق مقدمہ کے نسبت تنقیح نہونا چاہیے۔ حکام
جوڈیشل اسکا لحاظ رکھیں کہ تنقیح اسوقت نکلیگی جبکہ ایک بحث متعلق
نفس مقدمہ یعنے ایک بحث واقعاتی یا قانونی جسکو کہ مدعی واسطے قائم رکھنے
حق نالش اپنے کے ضروری بیان کرے ایک فریق کیجانب سے پیش ہو
اور دوسرے فریق کیجانب سے انکار کیا جاوے۔ تنقیحات متعلق نفس
مقدمہ کا قاعدہ ہو کہ متعلق نوعیت بنائے دعوے کے ہوا کرتی ہیں

شہادت کے متعلق جو بحثیں ہیں وہ ضمنی ہیں۔ لیکن اکثر وہی اصل تنقیحات
سمجھے جاتے ہیں۔ مثلاً قابلیت اصل دستاویز اکثر ضمنی امر ہوتا ہی فریق پیش
کنندۂ دستاویز چاہتا ہے کہ وہ دستاویز تائید میں اوسکی حقیت کے لیجائے
لیکن قابلیت ادخال دستاویز ایک امر تنقیحی نہیں ہی اور ممکن ہے کہ یہی دستاویز
تمام وکمال شہادت حقیت کی ہو دربارہ مباحث شہادت الا بہ دائمی سے
تنقیحات مقرر کرنیسے اکثر اوقات عدالتین اصل امور تنقیح طلب سے مسلک
سے دور رہجاتی ہین مابین اوس شئے کے جو ثابت کیجاتی ہین اور اون وسائل
کے جنکے ذریعے سے فکر ثابت کرنیکی کیجائے۔ جو فکر ہے اوسکو کبھی فرو گذاشت
نہین کرنا چاہیے۔ ایک مدعی جو بربنائے کسی حقیت وبنائے دعوے کی
دعوی کرنے چلے اوسکو چاہیے کہ تمام بحثین قانونی یا واقعاتی متعلق نفس معاملے کے
جس سے کہ مدعاعلیہ نے انکار کیا ہو ثابت کرے۔ لیکن اگر مدعاعلیہ بیانات
مدعی کو صحیح تسلیم کرتا ہی اور مزید برآن واقعات بیان کرتا ہی تو ممکن ہے کہ بار
ثبوت مدعاعلیہ پر جا پڑے۔ مثلاً (الف) حقیت مالکانہ اراضی ہین
اور بید خلی بیان کرتا ہی (ب) دونون بیان سے انکار کرتا ہے بار ثبوت
الف پر ہے لیکن جو (ب) بیان الف کو قبول کرے اور بیان کرے کہ

کہ الف نے اوسکے ہاتھہ یہ اراضی فروخت کرڈالی ہے تو بار ثبوت (ب)
پر منتقل ہوجائیگا یا (ج) بیان کرتا ہے کہ (د) اوسکا اسامی ہے اور ...
اوسکی لگان کے ہیں منجملہ جسکی ... ادا کردیے گئے ہیں - اور ... اتبک
باقی ہیں اور بیانات (ج) سے انکار کرتا ہے تو بار ثبوت (ج) پر ہی لیکن
اگر (د) اقبال کرے کہ وہ (ج) کا اسامی ہے اور اوسکا لگان ... روپئے
تک مزید برآن یہ بیان کرتا ہے کہ اوسمین تخفیف ہوکر ... رہگئے ہین تو بار ثبوت
(د) پر ہے بعض عدالتین نسبت قبضہ کے تنقیحین مقرر کرتی ہین مگر کوئی
تنقیح دربارہ ملکیت یا حقیت نہین مقرر کرتی ہین - اب دیکھو ممکن ہے کہ
قبضہ شہادت کی حقیت ہو یا وہ بعض وقات مین کوئی حقیت پیدا
کردے اسی نظر سے اس بات مین تمیز کرنیکیواسطے کہ اونمین سے کس
غرض کیواسطے قبضہ بیان کیا گیا ہی ہوشیاری لازم ہے - ورنہ بحث
قبضہ کی مقتضی اسکی ہے کہ بحث حقیت کو تاریکی مین ڈالدے واقعات
کی تنقیح قایم کرنیمین اعلی درجہ کی مناسبت صحیح محض الفاظ دربارہ وقت
ومقام واشخاص واشیا کے و دربارہ حالات کے جہان کہین کہ نفس مقدمہ سے
متعلق ہو استعمال کرنا چاہیے - تقریر قانونی مین چاہیے کہ الفاظ صحیح جہان

اصطلاحی ہون اور مناسب ہون تاکہ تنقیح بغیر اسکے کہ کوئی واقف قانون اوسکی تشریح مزید کرے - قابل سمجھنے اور جوابدہی کے ہون -

مثلاً یہ تنقیح "آیا حقیت مدعیان مرجح ہے مدعا علیہم سے" - اسس قابل نہین ہی کہ سمجھ مین آوے یا جواب اوسکا دیا جاوے لیکن یہ تنقیح - آیا بموجب قانون وراثت ہنود ایک دوسرے بھائیکی بیٹے کو وراثت سے خارج کرسکتے جو صریح قانون متعلقہ سے تعلق رکھتے ہین - مورد اس اعتراض کے نہوگی -

(دفعات ۲۲ لغایت ۲۷ سرکلر نمبر ۳ سنہ ۱۸۹۲ء معہ مذکور الصدر)

مد ۷۹ بار ثبوت

آنریبل محمود صاحب جسٹس نے اپنی کتاب لاجواب شرح قانون شہادت مین یہ تصریح دفعہ ۱۰۱ و ۱۰۲ اکے اس نازک مسئلہ قانون کو بہت لطافت و عمدگی سے تحریر فرمایا ہی جسکا انتخاب حسب ذیل ہی (دفعہ ۱۰۱) جو فریق عدالت سے درخواست صدور فیصلہ کے نسبت ایسے قانونی حق یا ذمہ داری کی گذرانے جسکا مدار ایسے واقعات پر ہو جنپر وہ اصرار کرتا ہے اوسی فریق کو لازم ہوگا کہ واقعات مذکور کا وجود ثابت کرے اور جب کسی شخص پر کسی واقعہ کے وجود کا ثابت کرنا لازم ہو تو یہ امر باین عبارت تعبیر کیا جاتا ہے - کہ

اوس شخص پر بار ثبوت ہے **شرح** - اس فصل مین قانون شہادت کی
ایک نہایت مشکل اور پراز دقت مسئلہ کی بحث ہے - اور جسقدر وہ مسئلہ مشکل ہے
اوسیقدر وہ اہم اور مقدم ہے - کیونکہ ہر قسم کی کارروائی قانون مین اس امر کی
بحث آتی ہے کہ فریقین مین سے بار ثبوت کسپر ہے اور اکثر مقدمات مین
جیتنا ہارنا اس مسئلہ کی تنقیح پر منحصر ہوتا ہے - پس ہم اس فصل مین جہتی الوسع
واضح طور پر اس مسئلہ کی تشریح کرین گے - اور اوسکو جہانتک ہوسکیگا
آسان کرین گے -

ضمن (الف) - اصل اصول بار ثبوت کا اس اصول منطقی پر مبنی
ہے کہ جو شخص کسی امر کا وجود بیان کرتا ہو اور فریق ثانی اوس امر کے وجود
سے منکر ہو تو اوس شخص پر جو کہ وجود بیان کرتا ہے اوس امر کو ثابت کرنا
چاہیے اسلیئے کہ قیاس نسبت عدم ہر چیز کے ہوتا ہے " - اور اوسکو معدوم
سمجھنا چاہیے جب تک کہ ثابت نہو " جیساکہ القول مشہور القبض دلیل
الملک مالک اپنی جائداد پر قابض ہوتا ہے - اور زید باوجود قبضہ عمرو
چند ایسے واقعات کا وجود بیان کرتا ہے جس سے عمرو منکر ہے تو بار ثبوت
زید پر ہے - یہہ اصول بار ثبوت کا اس سبب سے قائم نہین کیا گیا ہے

کہ ہر واقعہ کا عدم ثابت کرنا محال ہے بلکہ ہوجہ پرکہ واقعہ کا ثبوت کرنا
سیدہی طور پر ہو سکتا ہے۔ اور اوسکا عدم ثابت کرنا نہایت دقت کے
ساتھہ ممکن ہے مثلاً۔ یہہ ثابت کرنا منظور ہو کہ عید کے دن زید دہلی
کی جامع مسجد مین تہا۔ بس جو شخص یہہ بیان کرتا ہے اوسپر اوسکا بار ثبوت
ہے اسلیئے کہ وہ بآسانی ایسے گواہ طلب کر سکتا ہے۔ جنہون نے
زید کو اوسجگہہ دیکھا تہا۔ لیکن جو شخص کہ زید کے دہلی مین ہونے سے
منکر ہے اوسکو یہہ ثابت کرنا کہ زید عید کے دن دہلی مین نہ تہا سخت
دشوار ہے۔ گو محال نہین ہے۔ البتہ عدم اس واقعہ کا مفصلۂ ذیل
امور سے ثابت ہو سکتا ہے۔ (الف) یہہ کہ زید عید کے دن دوسری
جگہہ تہا (ب) اوسجگہہ سے دہلی کے جامع مسجد تک اسقدر فاصلہ ہے
کہ کبھی وسیلہ سے زید جامع مسجد مین موجود نہو سکتا تہا۔ لیکن ظاہر ہے
کہ اوس شخص کو جو زید کا جامع مسجد مین موجود ہونا بیان کرتا ہے
زیادہ آسانی ہے۔ بہ نسبت اوس شخص کے جو کہ اوس امر سے منکر ہے
اور یہہ بات اکثر پیش آتی ہے کہ منکر کسی واقعہ کے عدم کو ثابت نکر سکے
مثلاً۔ اس تمثیل مین اگر شخص منکر کو معلوم نہو کہ زید عید کے دن

کہان تہا تو زید تو زید کا جامع مسجد مین ہونا ثابت نہین کر سکتا۔
لیکن یہہ اصول بار ثبوت محض دشواری و آسانی پر مبنی نہین ہے
بلکہ اس اصول انصاف پر مبنی ہے کہ جو شخص حسن بیان سے مستفید ہونا
چاہتا ہے۔ اوس بیان کو وہ ثابت کرے اور یہہ خلاف انصاف
ہوتا کہ اوس شخص کا کسی اور واقعہ کے ثابت ہونے سے ضرور ہوتا ہی
اوس دفعہ کا بار ثبوت قرار دیکر ثابت کرایا جاوے۔ اس امر کے طے کرنے مین
جو شخص واقعہ کا وجود بیان کرتا ہے اوسپر بار ثبوت پڑنا چاہیے۔
احتیاط لازمی ہو کہ فقرہ کی عبارت کے منفیہ یا ثبتہ ہونے سے ابہام
واقع نہو۔ اس امر کی بحث ایک ہی بات کو ثبتہ اور منفیہ طور پر کیونکر بیان
کر سکتے ہین ہم پہلے لکھہ آئے ہین (دیکھو صفحہ ۲۰ و ۳۱ شرح مذکور) کہ
صورت فقرہ سے عدم اور وجود واقعہ کے نسبت بحث طے نہین
ہوسکتی۔ بلکہ بیان کا اصل مقصد دیکھنا چاہیے۔ مثلاً کسی کرایہ دار
پر مالک مکان ایسا دعوی کرے کہ کرایہ دار مذکور نے اپنے معاہدہ
کی موافق مکان کو حالت درست مین نرکہا اور اسوجہہ سے ذمہ دار ہرجانہ
ہرجہ کا ہے بار ثبوت اس امر کا مدعا علیہ کرایہ دار نے مکان کو بحالت درست

نہ کہا - مدعی مالک مکان ہے - اسلئے کہ اگر وہ خستہ حالت مکان کی
ثابت نکرے تو اوسکا دعوی ڈسمس ہو جائیگا - اس تمثیل سے ظاہر ہوتا ہے
کہ گو کہ حالت اس فقرہ کی منفیہ ہے تاہم درحقیقت مضمون اوس فقرہ کا مثبتہ
ہے کیونکہ وجود خستگی مکان ایک واقعہ ہے جسکی بنا پر دعوی مدعی
مبنی ہے - اگر وہ وجود اوس واقعہ کا ثابت نکر سکے تو دعوی ڈسمس ہو جائیگا
مثلاً زید یہ کہتا ہے کہ موضع ہلام پور پانچہزار کو بکا تھا - عمرو
بیان کرتا ہے کہ موضع مذکور نوہزار کو بکا - اب جو لوگ منطق سے واقف
نہیں ہیں وہ خیال کرینگے کہ دونوں مثبتہ واقعات ہیں - اور زید کو
چاہیے کہ پانچہزار ثابت کرے - اور عمرو کو چاہیے کہ نوہزار ثابت کرے
اور ہر ایک اپنے اپنے بیان کے بار ثبوت کا ذمہ دار ہے لیکن کسی مقدمہ
میں بار ثبوت ایک ہی امر کا فریقین پر نہیں پڑ سکتا اور اس مثال میں
ثبوت مقدار زرثمن کا فریقین پر عاید نہیں ہوسکتا - بیان زید و عمرو
نسبت زرثمن کے درحقیقت یوں ہے - عمرو زید کے اس بیان کو زرثمن
میں پانچہزار شامل ہے تسلیم کرتا ہے اور نوہزار کے کہنے سے یہ مراد ہے
کہ چار ہزار اور زیادہ ہے پس وجود پانچہزار مسلمہ فریقین ہے باقی چار ہزار کے

وجود سے زید منکر ہے - پس صریح بار ثبوت ذمہ عمرو کے ہے اسقدر تقریر
سے یہ ظاہر ہوگا کہ جس شخص کے حق میں قیاس ہوتا ہے اوس شخص کے مخالف
پر بار ثبوت ہوتا ہے - اس دفعہ کی شرح میں قیاسات کا ذکر کرنا اور
اون اصول کا بھی ذکر کرنا جسکی وجہ سے بار ثبوت الٹ جاتا ہے
اسجگہ ضروری نہیں ہے لیکن آئندہ اس فصل کی دفعات کی شرح میں اون
اصول کا ذکر ہوگا -

ضمن (ب)

کس پر بار ثبوت ہوتا ہے (دفعہ ۱۰۲ قانون شہادت عبارت متن)

بار ثبوت کا نالش یا کارروائی میں اوس شخص پر ہوتا ہے جو طرفین سے
مطلق کسی شہادت نہ گذرنے کی صورت میں مقدمہ ہار جائے -

شرح - اس دفعہ میں واضعان قانون نے ایک علامت بار ثبوت کے
منقح کرنیکے بیان کی ہے اور وہ نتیجہ جو کہ ثبوت نہ گذرنے سے پیدا ہوتا ہے
بیان کیا ہے لیکن اس دفعہ کے پورے طور سے سمجھنے کے لیئے اور کام میں
لانے کے لیئے اون اصولوں پر جنکا کہ ہم دفعہ ۱۰۱ کی شرح میں ذکر کر آئے ہیں
خیال رکھنا لازمی ہے - ایک اور علامت بار ثبوت کے دریافت

کسوٹی یہ ہے کہ جس امر کا بار ثبوت دریافت کرنا منظور ہو کہ کس فریق
پر ہے اوس امر کو فرض کیا جاوے کہ بیان ہی نہیں ہوا تھا۔ اور پھر
دیکھنا چاہیے کہ مقدمہ کا کیا نتیجہ ہوتا ہے۔ جو شخص اوس بیان کے
معدوم ہونے سے ہار جاوے اوسی پر بار ثبوت ہے مثلاً زید نے
عمرو پر موضع اسلام پور کی مقابضت کا دعوی کیا۔ بیانات فریقین
حسب ذیل ہیں۔ زید کہتا ہے کہ موضع اسلام پور میری جائداد
موروثی ہے۔ اور شرعاً بعد وفات اپنے باپ کے مین مالک ہون
اور مجھکو قبضہ ملنا چاہیے۔ عمرو کہتا ہے کہ زید کے باپ نے یہ جائداد
میری پاس پانچہزار کو رہن کر دی ہے اور وہ روپیہ اب تک ادا نہیں
ہوا۔ اسلیے مجھکو حق مقابضت حاصل ہے۔ اب جائداد کا زید کے
ملکیت ہونا تسلیم ہے زید واقعہ رہن سے منکر ہے۔ پس عمرو کو
رہن ثابت کرنا چاہیے کیونکہ اگر بیان رہن کا کالعدم تصور کیا جائے
تو زید کو قبضہ اسلام پور کا ملجاویگا۔ اور اسلئے بار ثبوت عمرو پر ہے
لیکن اگر عمرو یہ بیان کرتا کہ جائداد زید کی نہین ہے تو بار ثبوت
اس امر کا کہ جائداد زید کی ہے ذمہ زید کے ہوتا۔ کیونکہ اگر بیان زید

نسبت اوسکی ملکیت کے کالعدم تصور کیا جاوے تو عدالت اوسکو مقابضت کی ڈگری نہ دیگی۔ اس بیان سے ظاہر ہوگا کہ علاوہ قیاس کے اقبال بھی بار ثبوت کو اولٹ دیتا ہے جیساکہ تمثیل مذکور مین عمرو کا یہہ تسلیم کرنا کہ موضع اسلام پور زید کے باپ کی ملکیت تھا۔ بار ثبوت ثابت کرنے اپنے حق کا یعنے حق مقابضت مرتہنانہ کا اوسکی ذمہ ڈالدیتا ہے۔ ورنہ زید پر اپنی ملکیت ثابت کرنیکا بار ثبوت ہوتا۔

ضمن (ج) اولٹنا بار ثبوت کا۔ یہہ امر کہ بار ثبوت کیونکر قاعدہ عام کے برخلاف (جسکا ذکر دفعہ ۱۰۱ کی شرح مین ہوچکا ہی) فریق مخالف پر اولٹ جاتا ہے۔ اور اکثر یہہ ہوتا ہے کہ بدلے اوسکے اوس شخص پر جو مثبت امر بیان کرتا ہے۔ اوس شخص پر بار ثبوت جا پڑتا ہے جو کہ اوس واقعہ کے وجود سے مطلق انکار کرتا ہے وہ دو سبب یہہ ہین۔ اول۔ جبکہ منکر نے کبھی صحیح ہونے بیان فریق ثانی کو تسلیم کیا ہو یعنے اوسکا اقبال۔ دویم جبکہ قیاس بحق شخص منکر ہو ان دونون صورتون مین شخص منکر پر عدم واقعہ پر ثابت کرنیکا

بار ثبوت قانوناً عاید ہوگا۔

ضمن (د) (اوٹھنا بار ثبوت کا بوجہ اقبال کے) یہہ امر کہ اقبالات کس قسم کی شہادت ہین اور اونکا اثر کیا ہوتا ہے اور کن کن صورتونمین وہ شہادت مین داخل ہوسکتے ہین ہم پہلے بیان کر آئے ہین (دیکھو شرح صفحہ ۹۵ سے ۱۰۵ تک اور ۱۱۹ سے ۱۲۱ تک) اب چند صورتین ایسی بیان کرینگے جنسے ظاہر ہوگا کہ بار ثبوت کیونکر اقبال کی وجہ سے اوس شخص پر جا پڑتا ہے جو کہ وجود کسی واقعہ سے منکر ہو۔

مثال - مثلاً کسی مقدمہ مین جسمین کہ زید نے عمرو پر بدین بنائے تمسک نوشتہ عمرو دعوی دائر کیا تمسک مذکور مین عمرو نے یہہ لکھا تھا کہ مینے پورا روپیہ وصول پایا اس مقدمہ مین عمرو مدعا علیہ نے تحریر تمسک سے اقرار کیا یہ بیان کیا کہ روپیہ وصول نہین ہوا۔ پس ظاہر ہے کہ اوس مقدمہ مین اثبات کرنیوالا اس امر واقعہ کا (روپیہ ادا ہوا) زید مدعی ہے اور منکر وجود واقعہ سے عمرو ہے۔ پس اوس عام قاعدے کے موافق جسکا ذکر دفعہ ۱۰۱ کی شرح مین کرآئے ہین بار ثبوت ادائے زر کا ذمہ زید کے ہوتا۔ نہ ذمہ عمرو کے جو منکر ہے لیکن چونکہ اس دستاویز

مین ایک اقبال ادائے زر کا منجانب عمرو کے ہے اسلیے بار ثبوت
ادائے زر کا زید کے ذمہ ہے۔ اولٹ کر عمرو کے ذمہ جا پڑا
یہہ صورت بعینہ تمثیل (ب) دفعہ ہذا کے ہے۔ اور وہ
تمثیل غالبًا ایک فیصلہ اجلاس کامل ہائی کورٹ کلکتہ
(مقدمہ بی بی بنام نصیر الدین بدہا۔ بنگال جلد ۴ صفحہ ۱۵۶۔ اجلاس کامل
ورانا نگ لال بابو بنام رامداس ہوزمدار بنگال جلد ۱ صفحہ ۹۲۔ رگھوناتھ بنام سکھمی نرائن
سنگھ ویکلی جلد ۱۰ صفحہ ۴۰۷۔ پر مبنی ہے) جسکو حکام پریوی کونسل نے
بہی تسلیم کیا ہے۔

ضمن (ہ) بار ثبوت نسبت مقدمہ کے مابین میعاد ہونیکے

تمام مقدمات مین جنہین کہ مدعی کا دعوی صرف اوس صورت مین
قابل سماعت عدالت متصور ہوتا ہے جبکہ وہ مابین میعاد ہو تو
بار ثبوت اس امر کا کہ دعوی مابین میعاد ہے ہمیشہ مدعی کے ذمہ ہوتا ہے
کیونکہ حسب دفعہ ۱۰۲۔ یعنے دفعہ ہذا اگر وہ اپنے دعوے کو مابین
میعاد نہ ثابت کرے تو وہ ہار جاوے گا چنانچہ بارہا یہہ تجویز ہو چکا ہے
کہ جب مدعی کسی اراضی سے مدعا علیہ کو بیدخل کرنا چاہتا ہے اور

مدعاعلیہ عذر قبضہ مخالفانہ دوازدہ سالہ پیش کرتا ہے تو بار ثبوت اس امر کا کہ مدعی مابین دوازدہ سال قابض تھا۔ ذمہ مدعی کے ہے اور نہ یہ کہ مدعاعلیہ اپنا قبضہ مخالفانہ دوازدہ سال ثابت کرے (دینا نند ہر سے ستا بنام جے فرانگ ویکلی جلد ۹ صفحہ ۱۵۵ دیوانی) (اور اسی اصول کو حکام پریوی کونسل نے تسلیم کیا ہے (کنو ہر متھرا سنگھ بنام نندلال سورس انڈین اپیل جلد ۸ صفحہ ۱۹۹)۔

ضمن (و) بار ثبوت بمقدمات شفعہ جبکہ بغرض انفصال عذر تمادی یکسالہ یہ امر طے کرنا ضرور ہو کہ آیا قبضہ مشتری کا تاریخ بیعنامہ ہوا یا بعد ازیں۔ تو بار ثبوت اس امر کا کہ قبضہ مشتری تاریخ بیعنامہ سے نہیں ہے اور دعوی مابین میعاد ہے ذمہ مشتری کے ہے۔ (قمر علی بنام عظمت علی ویکلی جلد ہشتم صفحہ ۳۱۳)

جبکہ کسی مقدمہ میں مابین شفیع مدعی اور مشتری مدعاعلیہ کے نسبت مقدار زرثمن کے نزاع ہو اور مدعاعلیہ مشتری کیطرف سے بیعنامہ بہ ثبوت اوسکے بیان کے پیش کیا جاوے تو بار ثبوت اس امر کا کہ مقدار زرثمن مندرجہ بیعنامہ غلط ہے ذمہ مدعی شفیع کے ہوتا ہے

اسیوجہ سے کہ قیاس نسبت درستی بیعنامجات کے ہوتا ہے
ہائی کورٹ کلکتہ نے ایسا ہی تجویز کیا ہے ۔
(شیخ محمد نورالحسن بنام شیخ حیدر بخش ویکلی جلد ۱۲ صفحہ ۱۶۲ سنہ ۱۸۶۹ع) لیکن یہہ ایک
متنازعہ فیہ مسئلہ ہے اور دفعہ ۱۰۶ ۔ ایکٹ نمبر ۱ سنہ ۱۸۷۲ع قابل ملاحظہ ہے
بمقدمہ بھگوان سنگھہ وغیرہ مدعاعلیہم بنام مہابیر سنگھہ وغیرہ
مدعیان ایک عمدہ فیصلہ ہائی کورٹ الہ آباد سے صادر ہوا جسکی
تجویز کو محمود صاحب جسٹس نے صادر کیا ۔ محمود صاحب جسٹس
قبل تجویز بحث متعلقہ مقدار قیمت کے ہم چاہتے ہین کہ اوس نزاع
کا تصفیہ کرین جو وکیل ذیعلم مشتریان اپیلانٹیان نے نسبت بار
ثبوت کے اسمقدمہ مین پیش کی ہی ۔ حجت یہہ پیش ہوئی کہ اس کا
ثبوت کلیتًا مدعیان شفیع پر تہا کہ قیمت واقعی سو دہی اوس مقدار
یعنے دو ہزار سے جو مقدمہ مین مندرج ہے مختلف ہے ۔ اور
اسیوجہ سے اگر شہادت پیش کردہ مدعاعلیہم غیر کافی یا ناقابل اعتبار
متصور ہو ضرور ہے کہ قیمت مندرجہ بیعنامہ درصورتیکہ مدعیان نے
ثبوت مخالف داخل نہین کیا صحیح سمجھی جائے ۔ اور اس حجت کی

تائید مین نظائر ہائی کورٹ کلکتہ۔

(مقدمہ شیخ نور الحسن بنام شیخ حیدر بخش) (ویکلی رپورٹر جنوری لغایت جولائی ۱۸۶۴ء صفحہ ۳۰۸) اور شیخ غلام یحییٰ بنام جے منگل سنگھ ویکلی رپورٹ جلد ۱۳۔ صفحہ ۴۳۵) پر وکیل ذی علم اپیلانٹیان نے استدلال کیا ہے مقدمہ اول الذکر مین یہ تجویز ہوئی ہے کہ جب کوئی فریق دعویدار حق شفعہ بنسبت صحت قیمت مندرجہ بیعنامہ کے اعتراض کرے تو بار ثبوت اس امر کا کہ جائداد دراصل قیمت مندرجہ سے کم پر فروخت ہوئی ہے اوسی فریق پر ہے اور جو قاعدہ کہ مقدمہ آخر الذکر مین قایم کیا گیا ہے اوسکو آنریبل سر رچرڈ کوچ صاحب چیف جسٹس نے زیادہ تر شرطیہ عبارت مین لکھا ہے۔ تجویز اونکی یہ قرار پائی ہے کہ خفیف شہادت منجانب شفیع مدعی کے اثبات کے لیے کافی ہے کہ فریق ثانی ہر بار تردید شہادت کا از روے شہادت دیگر کے ڈالا جائے ہماری یہ راے ہے کہ جو قاعدہ مقدمہ اول الذکر مین قایم ہوا ہے وہ بعبارت اخیر شرطیہ جسکے روسے وہ ظاہر کیا گیا ہے منظور نہین

ہو سکتا ہے ۔ ہماری دانست مین اس مضمون کا بیان کہ قیمت مندرجہ
بیعنامہ مقدار سودی واقعی سے زیادہ ہے بمنزلہ الزام تحریف
نسبت بائع ومشتری کے ہے کہ جسکے ثبوت کا بار اولاً بذریعہ شہادت
بادی النظری کے مدعی شفیع پر ہوتا ہے ۔ مگر تجویز کرنا اس امر کا
کہ کسقدر شہادت بحق مدعی ثابت ہوئی ۔ مقدمہ بادی النظری
کے لیے کافی ہے ہر مقدمہ کی حالت خاص پر موقوف ہے ۔
لیکن جبکہ ایسا مقدمہ بادی النظری پایہ ثبوت کو پہنچ جائے تو
مدعا علیہم یعنی بائع ومشتری پر ثابت کرنا لازم آتا ہے ۔ کل مقدار
مندرجہ دستاویز فی الواقع بطور قیمت جائداد مبیعہ کے ادا ہوئی
شفیع پابند تحریر مندرجہ بیعنامہ قرار نہین پاسکتا ہے ۔ اور ثابت کرنیمین اس امر کے
غرض مشتری کی ہوتی ہے کہ تعداد مسلمہ سے زیادہ روپیہ یعنے وہ زر متفاوت جو مابین
تعداد مظہرہ مدعی اور تعداد مندرجہ بیعنامہ کے پایا جاتا ہے ۔
ادا کر دیا گیا ہے ۔ مزید برآن ایسے مقدمات مین جو حجت
بار ثبوت پر بلحاظ کرنیمین قاعدہ منضبطہ دفعہ ۱۰۱ ۔ اکٹ نمبر ۱ سنہ ۱۸۷۲ء
نظر انداز نہین ہو سکتا ۔ قاعدہ مذکور اکثر ایسے مقدمات باہمی

راہنان و مرتہنان سے جنمین بالکل کچھہ شہادت بنسبت امر تنقیح
متعلقہ تعداد قرضۂ رہن کے موجود نہو متعلق ہوتا رہا ہے اور یہ تجویز
ہوئی کہ ایسے مقدمون مین ثابت کرنا اس امر کا ذمۂ مرتہن کے ہوتا ہے
کہ تعداد قرضۂ رہن تعداد مظہرۂ راہن سے زیادہ ہے - اور مقدمہ راجہ
کشندت رام پانڈے بنام نرندر بہادر سنگہہ (۱۱-رپورٹ اپیل ہائی ہند
جلد ۳ صفحہ ۸۵) مین کہ جسمین نالش انفکاک کی تہی - اور رہنامہ گم ہوگیا
تہا حجت یہ تہی کہ ' کہ آیا بار ثبوت شرائط رہنامہ کا راہن پر ہے
یا مرتہن پر اوسمین حکام عالی مقام پریوی کونسل نے کچھہ مراتب تحریر کیے
ہین جو ہماری دانست مین اصول حجت زیر تجویز حال سے متعلق ہین
حکام عالی مقام یہ تحریر فرماتے ہین کہ مثل اکثر مقدمات دیگر کے وقت لحاظ
ہونے اوپر شہادت ہر دو فریق کے رعایت اوس موقع و محل کی ضرور ہے
جسکا حاصل ہونا ہر فریق کو واسطے پیشی شہادت کے قرین قیاس متصور ہے
گو بار ثبوت بادی النظری اس مقدمہ مین بدایت ہم حکام مدعی پر ہے تاہم
ہماری یہ رائے ہے کہ یہ امر لحاظ سے متروک نہونا چاہیے کہ رہنامہ [illegible]
قرینہ مدعاعلیہ کے پاس ہوگا - بہرحال بادی النظر مین یہ بات بہ نسبت

مدعی کے زیادہ تر مدعاعلیہ کے اختیار میں ہی۔ کہ وہ شہادت صحیح نسبت
مضامین مناسبہ کے دینا اون اصول کو مقدمات شفعہ سے متعلق کرتی ہے
ظاہر ہے کہ شفیع کو جسکے حقوق کے خلاف عمل مین ہوا بائع و مشتری نے
کبھی راز اپنا نہ بتایا ہوگا اور اوسکی نسبت جاننا اس امر کا کہ کسقدر روپیہ
بطور ثمن بیع کے دیا و لیا گیا بہت کم قرین قیاس متصور ہے۔ بخلاف
اسکے بائع و مشتری ایسے اشخاص ہین جو ٹھیک یہ ثابت کرسکتے ہین کہ کسقدر
روپیہ واقعی ادا ہوا کیونکہ قیاس یہہ ہوتا ہے کہ رسیدات اور اوسی قسم کی
شہادت دیگر مثل تمسکات زر سودی وغیرہ کے جو جز و ثمن بیع ہون
اونہین کے پاس ہونگی۔ اور وہی ایسے شخص مین جنسے یہ توقع کیجاتی ہے
کہ وہ اون گواہون کو جانتے ہین کہ جنکے روبرو ثمن دیا گیا ہو بلحاظ اس
مفروضہ کے کہ بائع و مشتری جسکے بابتہ حق شفعہ ہو سکتا ہو مرتکب عمل بیجا
کے ہوتے ہین۔ اور نیز بلحاظ اوس استعمال کے جو بابت زیادہ تحریر کرنے
قیمت کے اسیوجہہ سے خیال ہوتا ہے کہ حق شفعہ نہو سکے۔ ہمکو کچھہ پس و
پیش یہہ تجویز کرنے مین نہین ہے کہ معمولی صورتون مین بہت خفیف
شہادت واسطے قایم کرنے ثبوت بادی النظری بحق شفیع کی کافی ہے

اور جبکہ ایسا مقدمہ پایہ ثبوت کو پہونچ گیا تو اس امر کا ثبوت بذریعہ شہادت
قدمی ذمہ بائع و مشتری مدعا علیہما کے ہوجاتا ہے کہ قیمت واقعی جو ادا
ہوئی وہ مقدار مظہرہ مدعی شفع سے زیادہ ہے۔ اور ہم اتنا اور
لکھ سکتے ہیں کہ جو قاعدہ ہمنے اسطور پر ظاہر کیا ہے کہ وہ ہمارے نزدیک
متضاد قاعدہ منضبطہ آنریبل سر رچرڈ کوچ صاحب چیف جسٹس
متعلقہ مقدمہ شیخ غلام یحییٰ (دیکھو بنگال رپورٹر جلد ۱۳ صفحہ ۴۳۵) محولہ بالا
یا کہ ناموافق اوس رائے زمانہ حال کے نہیں ہے جو حکام ایک ڈویژن
بنچ عدالت ہذا نے بمقدمہ اپیل دوم نمبر ۷۲ ۵ ۱۸۸۳ء منفصلہ ۱۳
جولائی ۱۸۸۳ء (غیر مطبوعہ اختیار کی ہے) (مقدمہ بھگوان سنگھ بنام
مہابیر سنگھ انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۵ صفحہ ۱۸۴)۔

بمقدمہ توکل رائے بنام بھجی رائے ہائی کورٹ الہ آباد نے یہ تجویز صادر
کی کہ نسبت اصول بار ثبوت کے مقدمہ بھگوان سنگھ بنام مہابیر سنگھ
(انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۵ صفحہ ۱۸۴) کی تقلید کیگئی جبکہ مدعی
نالش حق شفعہ میں نسبت صحت قیمت مبیعہ کے اعتراض کرے
تو تعداد قیمت کی تجویز کریں جو شفیع کو ادا کرنا چاہیے عدالت کو ادس

تعداد کا تخمینہ کرنا جو مناسب اور قرین عقل قیمت جائداد مذکور کی
ہوگی ضرور نہیں ہے - بلکہ یہ تحقیق کرنا ضرور ہے کہ کتنا روپیہ بطور
معاوضہ بیع کے واقعی دیا گیا تھا - (مقدمہ بوکل رائے بنام بھیمی رائے
انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۳۴۴)

مقدمہ شیو پرگاس و دیگر مدعا علیہ بنام دھیراج دوبے وغیرہ مدعیان
نالشات شفعہ میں جن میں تعداد زر ثمن کی تنازعہ ہو قاعدہ متعلقہ
بار ثبوت یہ ہے - کہ اولاً مدعی پر جو قیمت مندرجہ بیعنامہ کو فرضی
بیان کرے لازم ہے کہ کوئی ثبوت بادی النظری ایسا پیش کرے
جس سے یہ قیاس کیا جاوے کہ قیمت جو بیعنامہ میں مندرج ہے وہ
اصلی نہیں ہے جب یہ ہو چکے تب بائع اور مشتری کے ذمہ یہ امر ہے
کہ بذریعہ شہادت کے ایسی وجہ بیان کرے کہ جس سے تردید اس
قیاس کی ہوتی ہو جو شہادت جانب مدعی سے پیدا ہوا کیونکہ
شہادت بادی النظری جسکو مدعی شفیع پیش کر سکتا ہے صرف یہ
ہوگی کہ یا تو شہادت سے یہ بات ظاہر کرے کہ بائع یا مشتری نے
یہ اقبال کیا تھا کہ وہ قیمت فرضی ہے - یا شہادت سے یہ بات

کہ قیمت نرخ بازار جائداد کی اسقدر قیمت منظورہ سے کم ہے کہ اوس سے ہر شخص
ذی عقل یہ نتیجہ اخذ کر سکتا ہی کہ قیمت منظورہ قیمت اصلی نہین ہے۔
جس صورت مین کہ قیمت مندرجہ بیعنامہ قیمت نرخ بازار شے مبیعہ سے
بیحد گونہ تھی۔ اور خریدار نے کوئی وجہ بیان نہین کی تھی کہ اوسنے کیون
خریداری جائداد کی ایسی قیمت پر جو ظاہر اسقدر زائد تھی منظور کی
تجویز ہوئی کہ شہادت کافی اسبات کی تھی کہ اوسکی بنا پر قیمت مندرجہ
معاہدہ کا فرضی ہونا تجویز کیا جاوے۔ مقدمہ بھگوان سنگھ۔ بنام
جمایر سنگھ انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۵ صفحہ ۸۱ کی
تقلید کی گئی۔ (انڈین لارپورٹ الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۲۳۵ شیو پرگاس دوبے
مدعاعلیہ بنام دہنراج دوبے وغیرہ مدعیان)

نوٹ

واضح رہے کہ ناواقف اشخاص مقدمہ یا عرائض نویس اکثر کارروائی
ہائے قانونی کو با وجودیکہ عدالت تا ئید اعانت واقعاتی قانونی
کے قائم کرتی ہے چونکہ اونکا حوالہ صاف صاف کسی قانون مین نہین
ملتا۔ پس ان قیاسات پر فوراً اعتراض کیا جاتا ہے بلکہ وہ اعتراضات
وجوہ اپیل مین بھی پیش کیے جاتے ہین۔ اس شبہ کے رفع کرنیکے واسطے

ضرور ہے کہ بضمن بحث بار ثبوت کے قیاسات قانونی اور واقعات کی
صراحت کر دیجائے اور ظاہر کر دیا جائے کہ اونکو کسقدر قوت آئین کی حاصل ہے
لیکن وہ پابند اصول معینہ کے ہین جیسا ہم آیندہ لکھتے ہین —

شرح محولہ بالا

قیاسات جنکی تصریح دفعہ ۱۱۴ قانون شہادت مین کی گئی ہے
یہ واقعات ہین جو حسب حالات مقدمہ عدالت خود قایم کر سکتی ہے
اور جبکہ وہ قایم ہو جاتے ہین تو بار ثبوت خواہ مخواہ فریق ثانی پر پڑتا ہے
قیاس ایک دوسری وجہ ہے جسکی سبب سے بار ثبوت خلاف قاعدہ
عام متذکرہ دفعہ ۱۰۱ کے فریق مخالف پر اولٹ جاتا ہے مسئلہ
قیاس اور مسئلہ بار ثبوت فی الحقیقت ایک ہین کیونکہ جب یہ معلوم ہو جائے
کہ دو فریقین مین سے کسکے حق مین قیاس ہے تو اوسکے خلاف نتیجہ
نکلتا ہے کہ جس شخص کے حق مین قیاس نہین ہے اوسکے اوپر بار ثبوت ہے
مضمون قیاسات اور بار ثبوت اسقدر متحد ہین کہ واضعان قانون نے
فصل ہذا مین بار ثبوت کے ساتھ اون قیاسات کا بھی ذکر کیا ہے

قیاسات دو قسم کے ہوتے ہین اول قیاسات قانونی دوئم قیاسات

واقعاتی - قیاسات - قانونی - وہ قیاسات ہیں جو کہ اصول انصاف اور قواعد قدرت اور تجربہ مجمع عقول انسانی پر مبنی ہیں اور جنکو قانون نے صاف طور پر بغرض وقعت دینے کے قایم کیا ہے - دوم - قیاسات واقعاتی - وہ قیاسات ہیں جنکو قانون نے کوئی خاص وقعت عطا نہیں کی ہے تاہم وہ غالب ہونے واقعات پر مبنی ہیں - قیاسات واقعاتی اور قیاسات قانونی میں یہہ فرق ہے کہ قیاسات قانونی ہر حالت میں اور ہر مقدمہ سے پورے طور سے متعلق ہوتے ہیں اور قیاسات واقعاتی ہر مقدمہ خاص کے حالات سے جانچے جاتے ہیں اور اونکی وقعت حسب حالات مختلف مقدمونکے مختلف ہوتی ہے - اور قیاسات قانونی کے برابر وقعت نہیں ہوتی ہے - قیاسات قانونی کی دو قسمیں ہیں

۱- قیاسات قطعی (جنکو قانون شہادت نے ثبوت قطعی کہا ہے)

۲- دوسرے قیاسات غیر قطعی - قیاسات قطعی اون قواعد قانونکو کہتے ہیں جنسے کہ قانون نے یہہ امر معین کردیا کہ کس قسم کی شہادت (کسی واقعہ کے غالب ہونیکی) درجہ ثبوت کو پہونچ جاتی ہے - یہہ قیاسات اوس تجربہ انسانی پر مبنی ہیں کہ جب دو واقعات بسلسلہ عام

طور پر اور بلا استثناء کے ہمیشہ ساتھ وجود پذیر ہوتے ہین اور کبھی و یا
نہایت شاذ و نادر وہ ساتھ نہین ہوتے تو قانون نے اس تجربہ کے بنا پر
اون واقعات سے تعلق کو بغرض مصلحت قایم رکھنے اس گروہ انسانی
کے درجہ تحقیق کے خلاف شہادت دینے کی اجازت نہین دی ۔

قانون شہادت کی دفعہ ۱۱۲ و ۱۱۳ مین وہ صورتین بیان ہین جنمین
قیاس غالب کو قیاس قطعی قرار دیکر ثبوت قطعی قرار دیا ہے اور حسب دفعہ
۴ سے اوسکے خلاف شہادت دینے کی عدالت اجازت نہین دیتی
سوائے اون قیاسات کے قانون شہادت مین اور کسی کو درجہ قیاس
قطعی یا ثبوت قطعی کا عطا نہین کیا لیکن اور اکثر نہین بوجہ خاص حکم
قانون کے قیاسات قطعی اور ثبوت قطعی قانون نے قایم کیا ہے ۔

قیاس غیر قطعی وہ قیاسات ۔ قانون مین جنکو کو قانون نے بوجہ
اغلب ہونیکے قایم کیا ہے ۔ اور اوسی اصول پر بعض ہین جنپر کہ قیاسات
قطعی ہین ۔ لیکن یہہ اونمین درجہ اغلب ہونیکا اسقدر قوی نہین ہوتا ہے
کہ اونکو قانون ثبوت قطعی قرار دے لیکن تب بھی چونکہ ایسا اکثر ہوتا ہے
کہ دو واقعات اکثر ساتھ ہون تو قانون مین یہہ بیان کر دیا ہے کہ

قیاسات کسطرف ہوتے ہین اور اسوجہہ سے فریق مخالف پر بار ثبوت
ہمیشہ ہوتا ہے - اس قسم کے قیاسات قانونی اول تو اکثو نہین بیان
ہوتے ہین اور دوسرے اصول قانون پر مبنی ہین - مثلاً تمام قیاسات
نسبت دستاویزات کے جنکا ذکر قانون شہادت کے دفعہ ۷۹
سے ۹۰ تک مندرج ہے - قیاسات غیر قطعی ہین اونکے خلاف
شہادت دیجا سکتی ہے اسیطرح ایکٹ شہادت مین دفعہ ۱۰۷ سے
۱۱۱ تک اور صورتین قیاسات غیر قطعی کے بیان کی ہین - اور اونکی تشریح
ہر دفعہ کی شرح مین ہوئی ہے - سواے ان واقعات کے اور بہی خاص
صورتین ایسی ہین جنمین اکثو نکا قیاس قایم کیا - مثلاً دفعہ ۷ - ایکٹ
۱۸ سنہ ۱۸۷۶ع کے نافذہ ملک اودہ اور دفعہ ۱۱ - ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۷۲ع
کے دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ ملک اودہ و پنجاب احاطہ کے ہر قانون مین وجود
شفعہ قیاس کرلیا گیا ہے - جبتک کہ خلاف اوسکے ثابت نہو علاوہ
اوسکے اور بہی مختلف قانون مین احکام نسبت قیاسات غیر قطعی
کے مندرج ہین قیاسات واقعاتی کی تعریف پہلے ہوچکی - اور واضعان
قانون نے ایکٹ نمبر ۱ سنہ ۱۸۷۲ع کے صرف دفعہ ۱۱۴ مین اسکا ذکر کیا ہے

اور اونکے قایم کرنیکی اجازت دی ہے گو اونکا قایم کرنا ذمے نہیں ٹھہرایا ہے
جسکی تمثیلات دیکھنے سے واضح ہوگا کہ کن کن صورتونمین کس کس قسم
کے قیاسات عدالت کر سکتی ہے۔ لیکن ان قیاسات کا قایم کرنا
بالکل عدالت کی راے پر چھوڑ دیا ہے۔ جیسا کہ دفعہ ۴ مین جواز
قیاس کی تعریف کیگئی ہے۔ (نوٹ)
اکثر مقدمات مین ضرورت اسکی پیش آتی ہے کہ نسبت اندازہ قابلیت
شہادت کے قیاس قایم کیا جائے۔ خصوصاً ایسی حالت مین جب
دونون طرف کی شہادت مین غلبہ ایک کا دوسرے پر دشوار ہو۔
نظیر ذیل مین اوسکے اصول صاف بیان کیے گئے ہین۔
ایک مقدمہ مین مدعیان نے دعوی اراضی متنازعہ کا بطور جزو قطعہ
ملحقہ کے کیا جو اونکو بطور ورثاے ایک شخص مسمے رام دیال سنگھہ کے
پہونچی جسنے قطعہ مذکور حاصل کیا تہا مدعا علیہم نے اس سے انکار کیا
اور یہ حجت کی کہ ملحقہ مذکور ایک شخص مسمے بیجناتھہ سنگھہ پدر رام
دیال سنگھہ نے حاصل کی تہی اور اوسنے ملحقہ متنازعہ اپنے نواسی
مادل سنگھہ کو بذریعہ ہبہ نامہ کے دی تہی اور اوسنے دعوی کیا

کہ وہ اوسکے پانے کے مستحق بطور اوسکے ورثار کے ہین اور اونھون نے
یہ حجت کی کہ اونکا قبضہ مخالفانہ ۱۲ سال سے زیادہ سے ہے - اور
بدین وجہہ دعوی مدعیان بین تمادی عارض ہے - مقدمہ مذکور کی
تجویز جج ماتحت چھپرا نے کی - جسنے ۹ - مارچ ۱۸۸۳ء کو ڈگری بحق
مدعیان معہ خرچہ صادر کی - مدعاعلیہم نے اپیل کیا - اور اونکی اپیل
کی سماعت صاحب جج ضلع سارن نے کی - حاکم موصوف نے
اپنی تجویز ۱۲ - جولائی ۱۸۸۴ء کو صادر کی - جنزو اہم تجویز حاکم موصوف
حسب ذیل ہے - مابین فریقین دو امور متنازعہ ہین (الف) نسبت
حق کے (ب) نسبت قبضہ کے اور اون امور کی تجویز اپیل ہذا مین
ہونی چاہیے - جج ماتحت نے یہہ تجویز کی ہے کہ ہبہ متظہرہ اراضی کا
منجانب بھجناتھ سنگھ بحق بادل سنگھ مدعاعلیہم سے ثابت نہین
کیا ہے - مجھکو حاکم موصوف سے اتفاق ہے صرف شہادت
زبانی نسبت امر ہذا کے ہے وہ بھی زیادہ تر سماعی ہے جو بطور
شہادت زبانی کے پذیرا نہین ہوسکتی - ہمارے نزدیک جو فی الواقع
عمل مین آیا وہ یہہ ہے کہ اس مقدمہ مین شہادت قبضہ دونو طرف سے

اور عدالتہاے تحت نے اوس شہادت کو جو مدعیان نے پیش کی
اسوجہہ سے ترجیح دی کہ وہ مطابق اوس حق کی تھی جو مدعیان کو حاصل
پایا گیا - یعنے اس طریقہ کے اختیار کرنے مین عدالت ہاے موصوف نے
اوس اصول کی تقلید کی ہے جو پریوی کونسل نے (مقدمہ رنجیت پانڈے
بنام — گوبردہن پانڈے — ویکلی رپورٹ جلد ۲ صفحہ ۲۵) قرار دیا ہے جس
مقدمہ کے واقعات مقدمہ حال کے واقعات سے بہت مشابہ ہین
حکام عالی مقام پریوی کونسل نے اس مقدمہ مین یہہ فرمایا کہ "
شہادت مخالف مین حکام عالی مقام کے نزدیک اس امر پر غور کرنا
مناسب ہے کہ آیا دیگر جزو مقدمہ سے کوئی قیاس مقدمہ بحق
ایک فریق یا دوسرے فریق کے کیا جاسکتا ہے -

واضح ہو کہ معمولی قیاس یہہ ہوگا کہ حق قبضہ کے ساتھہ ہوتا ہے -
بلاشک قیاس سے بصورت موجود ہونے شہادت صریح مخالف
کے کوئی فائدہ نہین ہوتا جسحال مین شہادت قوی قبضہ کی جس سے
کہ اس مقدمہ مین منجانب رسپانڈنٹان ہو اوسکے خلاف شہادت
قوی بجانب اپیلانٹ ہو تو حکام والا مقام کی دانست مین بوقت

تخمینہ کرنے وقعت ہر دو جانب کے اوس قیاس پر بنظر بحالات

اس مقدمہ کے لحاظ کرنا چاہیے - اور بامداد اوسکے ایک قرینہ قوی

اسبات کا ہے کہ رسپانڈنٹ کا دعوی بمقابلہ دعوی اپیلانٹ

کے صحیح ہے -

(مقدمہ دہرم سنگھ وغیرہ بنام ہرپرشاد سنگھ وغیرہ انڈین لا ریورٹ کلکتہ جلد ۱۲ صفحہ ۳۱۸)

مد ۸۰ **بار ثبوت مکسوبہ خاص**

خواجہ مسلمانون مین لڑکا اپنے باپ کی حیات مین بلا اوسکی رضامندی

کے جائداد موروثی کی تقسیم کرنیکا مستحق ہے - ازروے قانون و

رواج خواجہ مسلمانون کے دربارہ اختیار مالک نسبت منتقل کرنے

جائداد کے بذریعہ وصیت یا ہبہ کے جائداد موروثی اور مکسوبہ خاص

مین وہی قسم کا فرق ہے جیسا کہ بموجب معمولی دہرم شاستر کے ہو قیاسات

دہرم شاستر کے خواجہ مسلمانون سے متعلق ہوتے ہین اور بار ثبوت

مسائل خلاف قانون مذکور کا اوس شخص پر ہے جو ان مسائل کو ظاہر

کرے - پس ایک نالش تقسیم مین جو لڑکے نے اپنے باپ پر دائر کی کہ

جسنے یہ عذر کیا کہ جائداد مقبوضہ نامبردہ مکسوبہ خاص تھی تجویز ہوئی

کہ بار ثبوت اس امر کا کہ جائداد مکسوبہ خاص ہے مدعا علیہ پر ہے -

(مقدمہ خاص قاسم بھائی وغیرہ بنام احمد بھائی وغیرہ انڈین لاء رپورٹ بمبئی جلد ۱۰ صفحہ ۳۰۸)

مد ۸۱ شہادت

قانون شہادت ہذا - ایکٹ نمبر ۱ ۱۸۷۲ء مفصلہ ذیل اصول پر مبنی ہے

اول یہ کہ شہادت صرف اون واقعات کی نسبت گذرنی چاہیے

جن سے امور تنقیح طلب پر کچھ اثر ہو -

دوم یہ کہ صرف اعلی سے اعلی درجہ کی یعنے سب سے اچھی شہادت

جو بہم پہونچ سکے داخل کرنی چاہیے -

سوم یہ کہ سُنے سنائی بیانات کوئی شہادت نہیں ہے - واضح رہے

کہ لفظ صرف جو اول و دویم اصول کے بیان میں مستعمل ہے اوسکا مطلب

یہ ہے کہ اور کسی قسم کی شہادت خارج سمجھی جائیگی — اور لفظ سُنی

سنائی سے وہ شہادت مراد ہے جسکو عوام الناس سماعی کہتے ہیں

حالانکہ سماعی شہادت اور سُنی سنائی میں بہت بڑا فرق ہے -

کیونکہ بیان ہر واقعہ کا جسکی وجود کا علم حواس سامعہ سے معلوم ہو

وہ سماعی شہادت ہے - اور سُنے سنائی شہادت اوس بیان کو

کہتے ہین جو کہ کسی واقعہ کے وجود کی نسبت دوسرے شخص سے سنکر کیا گیا ہو۔ قانون شہادت مین۔ شہادت کی دو قسمین ہین۔
۱ شہادت زبانی ۲ شہادت دستاویزی ۱ شہادت زبانی کی وقعت دو امر پر منحصر ہے۔ اول نوعیت شہادت پر۔ دویم وقعت صداقت بیان کنندہ پر یعنے اسپر کہ شاہد سچ بولتا ہے یا جھوٹھ۔ چنانچہ دفعات ۵۹ و ۶۰ قانون شہادت مین اسکی تصریح ہوئی ہے۔ تصریح شہادت قسم دویم دستاویزی کو فصل پنجم قانون شہادت مین دیکھنا چاہیے اسمقام پر اسقدر لکھنا کافی ہوگا کہ دستاویزات تین طرح پر لکھی جا سکتی ہین۔
۱ جبکہ صرف ایک ہی تحریر ہو۔ اوس صورت مین جیسا کہ دفعہ ۶۲ قانون شہادت مین ہے سوا اوسکے اور کوئی شہادت اصلی نہین ہے۔ ۲ جبکہ دو مختلف تحریرون کے ذریعہ سے ایک ہی عبارت ظاہر کیجائے اور ہر ایک پر دستخط تکمیل کنندگان کے ہون۔ اس صورت مین ہر دستاویز کو دوسرے کا مثنے کہہ سکتے ہین اور اونمین سے ہر ایک حسب فقرۂ اول دفعہ مذکور شہادت ہی

۳ جبکہ دو دستاویزین ہم مضمون جس سے کہ فریقین پابند ہون الگ الگ لکھی جاوین۔ اور ہر ایک پر فریقین کے دستخط ہون اور دوسرے پر دوسرے فریق کے تو اوس صورت مین جس شخص کے دستخط ہین اوسکے مقابلہ مین شہادت اصلی ہی اور جسکے دستخط نہین ہین اوسکے مقابلہ مین شہادت نقلی ہے۔ جیساکہ ضمن ۴۔ دفعہ ۶۲ و دفعہ ۱۹۔ قانون شہادت سے ظاہر ہے۔

(دیکھو شرح قانون شہادت مولفہ آنریبل سید محمود صاحب جسٹس صفحہ ۸ و صفحہ ۲۸۰ و ۲۸۶۔)

یہ پنجم اصول متعارفہ مسلمہ بھی یاد رکھنے کے قابل ہین جنپر قانون شہادت مبنی ہے۔ اول بیرتاؤ۔ سب سے بہتر مبین اشیا کا ہے دویم کسی پیشیے کے اوس پیشہ ور کی شہادت قابل اعتبار ہے۔ سوئم۔ ہر قیاس قانونی مرتکب فعل ناجائز کے مضر خیال کیا جاویگا۔ چہارم۔ تمام افعال درستی اور جائز طور سے کیے گئے قیاس کیے جاوینگے پنجم۔ کوئی معاملہ مابین دو شخصون کے شخص ثالث کے حق مین مضر نہوگا (دیکھو شرح محولہ بالا صفحہ ۱۱ و ۱۲۔) طریقہ لینے شہادت کا

اور اوسکے اصول باب ۱۵-اکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء و دفعہ ۱۴ الغایت ۲۰ سرکلر نمبر ۳ سنہ ۱۸۹۳ء مجریہ صاحب جوڈیشل کمشنر اودہ مین تحریر ہین - کوئی ضرورت اعادہ کی نہین ہے - البتہ دفعہ ۱۹۱ ضابطۂ دیوانی پر حکام ہائی کورٹ ممالک مغربی و شمالی وغیرہ و صاحب جوڈیشل کمشنر اودہ نے ظاہری عبارت دفعہ مذکور کی تشریح فرمائی ہے لہذا اوسکو بمفصل تحریر کرنا ضروری ہے بموجب دفعہ ۱۹۱-اکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء کے ہر جج عدالت کا مجاز کیا گیا ہے کہ اگر کوئی جج جسنے باب پندرہ کے بموجب کوئی اظہار اپنے ہاتھ سے لکھا ہو- یا کوئی یادداشت لکھوائی ہو مقدمہ کے ختم ہونے سے پہلے فوت کرے یا عدالت سے علیحدہ کیا جائے تو اوس حاکم کو جو اوسکی جگہہ پر مقرر ہو اختیار ہے کہ اگر مناسب سمجھے اوس اظہار یادداشت کی نسبت اوسیطرح عمل کرے کہ گویا خود اوسنے لکھا تھا یا - عدالت ہائی کورٹ نے اس ضابطہ کے عمل درآمد مین یہہ شرط قرار دی ہی جبکہ ایک جج مجوزہ مقدمہ وہ جج نہین ہی جسنے گواہونکے بیانات سُنے - شہادت قلمبند کی - تو یہ نقص بہ رضامندی فریقین رفع ہو سکتا ہے - یعنے اگر فریقین اسبات پر رضامند ہین

کہ شہادت قلمبند کردہ جج سابق پہ فیصلہ صادر کیا جائے تو کوئی نقص نہوگا۔ (مقدمہ محمد بنام عمدہ خانم ویکلی رپورٹ جلد ۱۲ صفحہ ۱۰۴)

الہ آباد ہائی کورٹ نے بمقدمہ جگرام داس بنام نرائن لال۔

اس ضابطہ کو واضح طور سے تحریر فرمایا ہے کہ ایک جج ماتحت نے بعد لینے تمام شہادت کے ایک نالش مین جو روبرو حاکم موصوف کے پیش تھی وہ بعد تکمیل سماعت نالش سے بحث وکلائے فریقین کے تبدیل ہوگیا اور مقدمہ اوسکی قائم مقام کے روبرو پیش ہوا جسنے اوس مقدمہ کو اوسی جگہ سے شروع کیا تہا جہاں سے چہوڑا تہا اور اوسمین تجویز تحریر کرکے ڈگری دی۔ عدالت ہائی کورٹ سے یہہ تجویز ہوئی۔ کہ بموجب دفعہ ۱۹۱ مجموعۂ ضابطۂ دیوانی کے ایسی صورتونمین صرف یہ اختیار دیا گیا ہے کہ جو شہادت بوقت سماعت اول لیگئی ہے بطور شہادت بوقت سماعت دویم استعمال کیجائے۔ نہ یہہ کہ دونون سماعتون کو چہوڑ دیا جاوے جج مجوزہ کو لازم تہا کہ کوئی تاریخ اپنے روبرو سماعت کیے جانے نالش مذکور کے لیے مقرر کرتے۔ اور اول بیان ابتدائی منجانب مدعی اور شہادت پیش کردہ فریقین اور تقریر منجانب فریقین سماعت

سماعت کرے اور بعدازان تجویز اوس مقدمہ کی کرنی اور حسب دفعہ ۱۹۱
بیانات قلمبند کردہ سابق کو شہادت مین داخل کرنیکا حکم دیئے اور چونکہ
کارروائی افسر سابق پر تجویز فیصلہ صادر کیا۔ لہذا وہ فیصلہ کالعدم ہے
(جگرام داس بنام نرائن لال انڈین لارپورٹ الہ آباد جلد ۷ صفحہ ۸۵)
صاحب جوڈیشل کمشنر اودھ نے نظیر نمبر ۱۰ مین فیصلہ محولہ بالا کی
تائید کی ہے۔ اور یہ تحریر فرمایا ہے کہ بموجب دفعہ ۱۹۱ ضابطہ دیوانی
کے وہ شہادت جو جج سابق نے قلمبند کی ہو اوس جج کو جو مقدمہ کو
مرتبہ آخر مین فیصل کرے اوسکو الفاظ (اگر وہ مناسب سمجھے) ایسی
اجازت اختیاری نہین دیتی کہ عدالت اوس امر کا فیصلہ کرے
جو فی الواقع تحقیقات نہ کیا گیا ہو۔ (نوٹ)
بموجب دفعہ ۱۸ ایکٹ نمبر ۷ ۱۸۸۸ء دفعہ ۱۹۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی
عبارت ملحقہ بالا تبدیل ہو کہ دفعہ مندرجہ ذیل قایم کیگئی اور ابہام الفاظ بخشش
کا اوٹھاؤ صاف کردیا گیا ہے۔ **دفعہ ۱۸** - دفعہ ۱۹۱ کے
عیوض عبارت مرقومہ الذیل قایم کیجائیگی۔ یعنے دفعہ ۱۹۱
(۱) جبکہ وہ صاحب جج جو اظہار لین یا کوئی یادداشت اون اظہار

سے حسب باب ہذا اظہار کرائیں فوت کرجائیں یا اوس عدالت
سے اونکی تبدیلی ہوجائے۔ یا کوئی اور سبب ہو یا جس سے نالش
مذکور کی تجویز وہ ختم نکرسکیں تو اونکے قائم مقام کو لازم ہوگا
کہ اظہار یا یادداشت مذکور سے اوسیطرحسے کاربند ہوں جسطرحسے
وہ اپنی کیے ہوئے یا اپنے لیے ہوئے۔ اظہار یا اپنی اظہار کی ہوئی
یادداشت سے کاربند ہوتے۔ اور اوس نالش کی اوس نوبت سے
اوسمین کارروائی شروع کریں۔ جس نوبت مین جج سابق نے
اوسکو چھوڑدیا ہو (۲) دفعہ ماسبق (۱) احکام جہانتک کہ
لائق تعلق ہوسکیں۔ ایسی نالش سے متعلق ہونگے جو دفعہ ۲۵
کے روسے کیجائے۔ مگر شرط یہ ہے کہ عدالت منتقل کنندہ
نالش حسب دفعہ مذکور کو جب مناسب سمجھے اختیار ہوگا
اوسی عدالت کو جسمین نالش منتقل کیجائے۔ یہ ہدایت کرے
کہ اوسکو لازم ہے یا اونمین سے کسیکو جنکا اظہار ہوچکا ہو طلب
کرے۔ پھر اونکا ازسرنو سے اظہار لے۔

شہادت کم عمر

نمبر ۸۲

ایک مشہور مقدمہ فوجداری (ملکہ قیصر ہند بنام ہارو وبک بکس دیگر) میں محمود صاحب جسٹس نے ایک بہت طولانی تجویز صادر کی ہے جسکا انتخاب اوس مقدمہ درج کیا جاتا ہے۔ جہانتک کہ محض امر عمر کو تعلق ہے۔ مجھکو شک نہیں کہ مسماۃ ٹھکری بطور گواہ طلب ہوسکتی تھی۔ قاعدہ قانون یا عملدرآمد عدالتون کا قبل ۱۸۵۵ء کے کچھہی رہا ہو۔ مگر واضعان قانون نے بوقت صادر کرنے ایکٹ (۲) ۱۸۵۵ء کے سال مذکور مین ایک قاعدہ متعلق دفعہ ۱۴ (ضمن اول) ایکٹ مذکور مین اس مضمون کا قرار دیا جسکے رو سے بچے جنکی عمر ۷ برس سے کم ہو اور جنکی نسبت یہ معلوم ہو کہ اونکے دلپر اون امور کا ٹھیک نقش نہین ہوتا ہے جنکی نسبت اونکا اظہار لیا جائے یا اونکو صحیح بیان کر سکتے ہین۔ غیر مجاز ادائے شہادت کے قرار دیے گئے ہین۔ مگر قانون موجودہ وقت مین زیادہ جامع قاعدہ دفعہ ۱۱۸ ایکٹ شہادت سنہ ۱۸۷۲ء مین ہے جسکی بابت مین ہم ایک مشہور قانون دان سر جیمس اسٹیفن صاحب کی مشقت سے

(جواب جناب ملکہ معظمہ کے صاحبان جج انگلستان مین ہین)۔
مشکوہ ہین - دفعہ مذکور مین یہہ قاعدہ مندرج ہی کہ تمام اشخاص مجاز گواہی دینے کے ہونگے - الا اوس حال مین کہ عدالت یہ تصور کرے کہ وہ اون سوالات کو جو اونسے پوچہے جائین سمجہہ نہین سکتے ہین کہ اون سوالات کا جواب معقول نہین دیسکتے ہین " بوجہ یا نابالغ ہین یا بوجہ صغر سنی کے یا نہایت عمر رسیدہ ہونے یا نقص جسمانی یا عقلی کے یا اوسی قسم کے اور سبب سے معذور ہین " بلاشک ہمارے نزدیک تاثیر ہمارے قانون کی وہی معلوم ہوتی ہے جو قانون شہادت انگلستان کے نسبت اس امر خاص کی ہے - اور قاعدہ مذکور کسی جگہہ پر اوس سے بہتر طرح پر بیان نہین کیا گیا - جیسا کہ دفعہ ۱۳۷۷ - کتاب شہادت مولفہ ٹیلر صاحب (جلد دویم صفحہ ۱۱۷۰ طبع ہشتم) مین بیان کیا گیا ہی جسمین اوسکو اسطرح لکہا ہی " نسبت بچون کے کوئی ٹہیک عمر قانون مین معین نہین کی گئی ہے - جسکے اندر اونکو بر بنائے اس قیاس کے کہ اونکو کافی سمجہہ نہین ہے - ادائے شہادت سے قطعًا ممنوع ہون - نہ کوئی ٹہیک قاعدہ نسبت اوس عقل اور علم

کے قرار دیا جاسکتا ہے جسکے ذریعہ سے کوئی بچہ گواہ مجاز ہوجائے
اس قسم کے امور میں ہمیشہ زیادہ تر نیک عقلی و درد حاکم پر حصر ہونا چاہیے
جو بہتر ہوگا کہ وہ عاقلانہ قاعدہ جو بذریعہ ایکٹ شہادت ہند مصدرہ
۱۸۷۲ء مشتہر کیا گیا ہی یاد رکہے کہ بچے جنکی عمر سات برس سے کم ہو
اور جو ایسے معلوم ہوتے ہوں کہ اون واقعات کا جو بیان کیے جائینگے
یا اونکو سچ بیان کرنیکا اثر اونکے دلپر ٹہیک نہیں ہوتا ہی اونکا اظہار
نہیں لینا چاہیے۔ روا جاً یہہ امر غیر معمولی نہیں ہی کہ شہادت آٹھ
نو برس کے بچوں کی جب یہہ معلوم ہوتا ہی کہ اونکو کافی سمجھ ہے لیجاتی ہے
اور مقدمہ (بیرلیسر مقدمات فوجداری مولفہ لیچ صاحب جلد ا صفحہ ۱۹۹
مقدمات پریوی کونسل مولفہ الیسٹ صاحب جلد ا صفحہ ۴۴۳) جسمیں
الزام جرم کثیرہ بابتہ کرنے حملہ بغرض زنا بالجبر ساتھ ایک بچے
سے جو بلاشک سات برس سے کم عمر کا اور شاید پانچ برس کا تہا لگایا
گیا تہا۔ کل حکام نے یہہ تجویز کی کہ اوس لڑکی کا اظہار حلف سے
لیا جاسکتا تہا۔ اگر عدالت کو خوب جانچنے کے بعد معلوم ہوتا
کہ وہ نقصان اور بے ایمانی جہوٹہ کی سمجھ سکتی ہی لیکن بمقدمہ ریگ

(رپورٹ سرکلیشن مین صاحبان جلد ۳ صفحہ ۵۹۰) پارک صاحب جسٹس نے
باتفاق رائے جیمس پارک صاحب جسٹس کے اظہار وقت وفات ایک
بچہ کا جسکی عمر چار برس کی تھی بذریعہ اس تحریر کے فورًا نامنظور کیا
گو اوسکی طبیعت کتنی ہی مستعد ہو یہ امر بالکل ناممکن ہے کہ اوسکو ایسی
کافی سمجھ ہو جو اوسکا اظہار قابل پذیرائی ہو جاوے ۔ ۲۰ گلبرٹ صاحب
چیف بیرن نے یہ فرمایا ہے کہ بچے جنکی عمر ۱۴ برس سے کم ہو عمومًا
بطور گواہ کے قبول نہین کیے جاتے ۔ گو کوئی زمانہ ایسا مقرر نہین
کیا گیا ہے جسمین وہ شہادت سے خارج ہین لیکن دلیل اور
معنی اونکی شہادت کے اون سوالات سے جو اونسے کئے جائین اور
اونکے جوابات سے ظاہر ہوتے ہین ۔ قانون شہادت مولفہ گلبرٹ
صاحب صفحہ ۱۴۴ ملاحظہ طلب ۔ ایک وقت مین اونکی عمر معیار
اونکی قابلیت کی سمجھی جاتی ۔ اور یہ قاعدہ عام تھا کہ ۹ برس سے
کم عمر والیکی عمر نہین لیجاتی تھی ۔ اور دس برس سے کم عمر والے کی
شہادت لیجاسکتی ہے ملکہ معظمہ بنام ٹریور (رپورٹ اسٹرینج صاحب
جلد ۲ صفحہ ۷۰۰) و مقدمات پیری کونسل مولفہ ہنل صاحب جلد اول

صفحہ ۲۰۲ - مقدمات پریوی کونسل مولفہ بیل صاحب جلد ۲ صفحہ ۲۷۰ - قانون شہادت و قانون شہادت مولفہ فیلپس صاحب طبع دہم جلد اول صفحہ ۷ ملاحظہ طلب لیکن چند سال سے کوئی خاص عمر تعلدرآمد میں اسلیے ضرور نہیں ہے کہ شہادت بچے کی قابل پذیرائی ہو - ایک زیادہ معقول قاعدہ اختیار کیا گیا ہے اور قابلیت بچونکی اب نہ بلحاظ اونکی عمر کے ہے - بلکہ بلحاظ درجہ اوس سمجھ کے جو ظاہرا اونکو حاصل ہے قانون شہادت مولفہ فیلپس صاحب جلد اول صفحہ ۴ طبع دہم صفحہ ۷ بمقدمہ ملکہ معظمہ بنام پریز بیرے مقدمات پریوی کونسل مولفہ الیسٹ صاحب جلد اول ۴۴۲ و مقدمہ مذکور رپورٹ لیچ صاحب جلد اول صفحہ ۱۹۹ ایکبٹین صاحب و نارسن صاحب و اینر صاحب ویلٹ صاحب جسٹسان کی یہہ رائی ہوئی کہ شہادت پانچ برس کی بچے کی قابل پذیرائی ہوتی اگر بوقت یعنے اظہار کے یہہ معلوم ہوتا کہ وہ لڑکی مابین نیک و بد کے فرق کر سکتی ہے لیکن دیگر حکام بالخصوص گولڈ صاحب جسٹس و ولیس صاحب جسٹس نے یہہ تجویز کی کہ یہہ خلاف قانون کہ سات برس

کی کم عمری مین تمیز نہین ہوتی ہے قطعی ہے۔ بعدازان کل حکام نے اتفاق کیا کہ کسی عمر کی بچہ کا جو مابین نیک و بد کے فرق کر سکے حلف سے اظہار لیا جا سکتا ہی۔ اور کسی بچہ کا خواہ اوسکی عمر کسیقدر ہو بلا حلف اظہار نہین لیا جا سکتا۔ اب یہہ قاعدہ تمام مقدمات دیوانی و نیز فوجداری مین خواہ اوسکی قید کی تجویز بابتہ جرم قتل کے ہو تا ادنی قسم کے جرم کے قایم ہوگیا ہے۔ مطابق اس قاعدہ کے قابل پذیرائی ہونا بچون کا واسطے اداے شہادت کے نہ صرف اس امر پر منحصر ہے کہ اونکو مناسب درجہ کی سمجھہ ہی نہین بلکہ جزاً اس امر پر بھی کہ آیا اونہون نے کسیقدر تعلیم مذہبی بھی پائی ہی یا نہین۔ ایک بچہ جسکی عقل اور طرح پر اسلیے کافی معلوم ہو کہ وہ کارآمد شہادت ادا کر سکے ممکن ہے کہ بوجہہ نقص تعلیم مذہبی کے کلیتًا قابل بیان کرنے نوعیت حلف یا نتائج حلف بیانی کا ہو

حلف و اقرار صالح

مد ۸۳

یہ سلسلہ نظیر محولہ بالا اس عبارت سے یہہ مطلب جدا کیا گیا ہی مجھکو اس امر پر غور کرنا ہی کہ از روی ہمارے قانون کے حلف یا اقرار

اقرار صالح کس حد تک ایک شرط ہین واسطے مقبولی شہادت کسی گواہ کے ہے۔ اور بغرض کرنے غور امر ہذا کے مین چاہتا ہون کہ تاریخ وضع قانون واقع برٹش انڈیا متعلق امر ہذا بیان کرون۔ لیکن قبل ایسا کرنیکے یہہ امر کسیقدر اہم ہے کہ صاف صاف ذہن نشین ہو جائے کہ حلفاً یا اقرار صالح سے فی الواقع کیا مراد ہے یا اوسکا مفہوم کیا ہے۔ کتاب ٹیلر صاحب (دفعہ ۱۳۸۲ صفحہ ۱۱۷۵ طبع ہشتم) مین لفظ دو حلف کی تعریف بمقدمہ ملکہ معظمہ بنام وایٹ) (رپورٹ لیچ صاحب جلد ۲ و ۴۷) اور ملکہ معظمہ رپورٹ براڈریب و ننگہیم صاحبان جلد ۲ صفحہ ۲۸۵ سے یہہ کی گئی ہے دو ایک اقرار مذہبی جسکے ذریعہ سے کوئی شخص رحم ترک کرے اور یہہ بد دعا دے کہ اگر وہ سچ نہ کہے خدا اوسکا بدلا لے،، اور مصنف ذیعلم مذکور نے نسبت تعریف ہذا کے بعد ازان یہہ تحریر کیا ہے اور اوسکی یہہ توضیح کیجا سکتی ہے۔ چونکہ غرض حلف کی یہہ نہین ہے کہ خدا کو انسانکی طرف متوجہ کیا جائے۔ بلکہ انسان کو خدا کیجانب متوجہ کیا جائے۔ نہ یہہ غرض ہے کہ خدا سے یہہ دعا کیجائی کہ وہ عمل بیجا کنندہ کو سزا دی بلکہ یہہ ہے کہ گواہ یہہ امر یاد رکھے کہ خدا بلا شک

سزا دیگا۔ تاہم یہ تسلیم کرنا چاہیے کہ اِسطرح پر گواہ کے ایمان کو بکثر
ت قانون بہترین طور پر اطمینان کرتا ہے کہ وہ سچ بولے گا "۔
لیکن بہت زیادہ مکمل تعریف لفظ "حلف" کی ٹیلر صاحب نے
(جسکو صحیح طور پر بانی اصول قانون انگریزی نامزد کیا ہے)
اپنی کتاب کے صفحہ ۱۵۱ جلد پنجم میں کی ہے۔ اوسمیں یہ لکھا ہے
لفظ حلف سے بلحاظ اوسکے وسیع ترین معنی کے بالعموم ایک رسم
مشتمل الفاظ و حرکات سمجھی جاتی ہے جسکے ذریعہ سے قادر مطلق
سے یہ اقرار کیا جاتا ہے کہ بالآخر حلف کرنیوالے یا قسم کھانیوالے
کو اس نام سے اوسکو موسوم کیا گیا ہے قرار یافتہ بالعموم بغیر قرار یافتہ
مقدار و قسم کی سزا دیں صورت میں دے کہ وہ کوئی امر ایسا کرے جسکے
نہ کرنیکا قسم کھانیوالے نے اوسوقت اور اوسکی ذریعہ سے وعدہ کیا ہے
کہ وہ نہ کریگا۔ یا کوئی ایسا امر نکرے جسکے بطریق مذکور کرنیکا وعدہ اوسنے
کیا ہو۔ لفظ حلف مخالف لفظ دروغ حلفی کے ہے اور اوسکی مشتقات
یہ ہیں دروغ حلف کرنا دروغ حلف کیا گیا فعل دروغ حلفی
جسمیں سے دروغ حلفی کے معنے یہ سمجھے جاتے ہیں وہ کہ نام ایک طریق

عمل کا ہے خواہ وہ اثبات مین ہو یا نفی مین - جو خلاف اوس طریق
عمل کے ہو جسکا اوسنے حسب مندرجہ وعدہ کیا ہو اور اوسی غور کرنیسے
بوقت کرنے لحاظ لعبر تاثیر حلف کے یہ تحریر کیا ہی (صفحہ ۱۹۵) جب بحث
نسبت کسی مسلمان یا ہندو یا چینی یا عیسائی کے ہی ہو - بشرطیکہ وہ
فرقہ کیتھولک مین ہو - دیندار و ذو تعلیم اشخاص جج انگلستان قانون
دان و غیر قانون دان کو نسبت درجہ اوس پابندی کے نہایت
شبہ رہا ہے جو ایسے مختلف الرائے اشخاص کے دلونپر نسبت ضابطہ
حلف کے منقش کیجانی چاہیے - مگر جن شکوک کا اس فقرہ مین ذکر کیا ہے
ازروے مقدمہ مسمی اومی چند بنام بارکر (مقدمات ہدایتی اٹکنس
صاحب جلد اول صفحہ ۲۱) سے رفع ہو گئے ہین جسمین لارڈ چانسلر
اور تین دیگر حکام نے اس قاعدہ کے قرار دینے مین اتفاق کیا -
کہ اظہارات اون گواہونکے جنکا مذہب ہندو ہو - اور جنکو بمطابق
اونکے مذہب کے حلف دیا گیا ہو اور بذریعہ کمیشن مجریہ عدالت
چانسری کے لیا گیا ہو - بطور شہادت قبول کیے اور پڑھے جا سکتے
ہین - بوقت بیان کرنے تاریخ قانون برٹش انڈیا متعلقہ حلف و اقرار

صالح کے میرے نزدیک ضرور نہین ہے کہ اکٹ ۵ سنہ ۱۸۴۰ء سے
قبل کا ذکر کیا جاے اور اوس سے زیادہ کہا جاے کہ غالبًا بوجہ اوس
عملدرآمد کے جو قاضیون نے قبل قایم ہونے سلطنت انگلشیہ کے
اختیار کیا۔ از روے بعض آئین ہاے مصدورہ گورنمنٹ ایسٹ انڈیا
کمپنی کے یہ حکم تہا کہ مسلمانونکو حلف بذریعہ قرآن کے دیا جاے۔ اور ہندونکو
بذریعہ گنگا جلی۔ وقت صادر ہونے اکٹ ۵ سنہ ۱۸۴۰ء کے یہ صورت
قانونکی تہی اور صرف وہ احکام اکٹ کے جسکا مین ذکر کرنا چاہتا ہون
دفعہ اول اکٹ مذکور مین مندرج ہین۔ دفعہ مذکور حسب ذیل ہے۔
"از بسکہ اون لوگون سے جو اہل اسلام ہین یا جو ہندونکے دہرم مین حلف
ہین گنگا جلی اور قرآن اوٹہوانے یا انکو کسی اور طرح کی قسم کہلوانیکی
سبب جو اونکے دین و ایمان کے برخلاف ہو عدل و انصاف
کرنے مین خلل پڑتا ہے اور کئی قباحتین واقع ہوتی ہین د لہذا یہ
حکم ہے کہ قطع نظر اس سے جو آگے مین پیچہے تشریح کیجائیگی بالفعل ہر
حلف اور حلف نامہ کے بدلے جو قانون کے موافق مروج ہے
ہر شخص کو اون ہندو نہین سے جنکا ذکر ہوا سرکار کمپنی بہادر کی عملداری

مین اسطرح کہنا پڑیگا۔ کہ مین خدایتعالی کو حاضر و ناظر جانکر ایمان سے
اقرار کرتا ہون کہ اس مقدمہ مین سچ کہونگا اور جو جانتا ہون بالکل سچ
کہونگا اور سوا سچ کے اور کچہہ نکہونگا" تاثیر اس تبدیل قانون کی نسبت
اون وسایل و ذمہ داریون کی بہت عظیم قسم کی تہی۔ جو عدالت ہائے
انصاف کو بابتہ مستحق کرنے راستی کے شہادت گواہان ہندوستانی
سے حاصل ہے درحالیکہ مین اس مقدمہ مین بحیثیت جج اجلاس سوفرمان
میرا یہہ کام نہین ہی کہ امور مملکت پر غور کرون۔ لیکن میری نسبت ذات
مین یہہ کہنا داخل میرے اختیار کے ہے کہ جہانتک حلف دینے سے
یقین راستی کا ہوتا ہے احکام ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۴۰ع ایسے عام قسم کے
ہین کہ بصورت اکثر گواہونکے وہ یقین کلیتاً بے اثر ہوجاتا تہا۔
کیونکہ یا تو حلف و اقرار صالح مین کچہہ فایدہ ہے یا اوسمین ایسا قاعدہ
نہین ہی اور ایسے حلف اور اقرار صالح کا کیا فائدہ ہے جسکی پابندی
گواہان ہندوستانی کے دلپر خواہ وہ ہندو ہون یا مسلمان نہو
ازروئی اپنی تجربہ بحیثیت بیرسٹر اور بحیثیت جج عدالت ابتدائی
کے مجہکو یہ کہنا جائز ہے کہ اکثر مقدمات مین اوس اقرار صالح کو جو

ازروے ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۷۳ء بجائے پہلے طریقۂ حلف کے جاری کیا گیا
یہ ہندوستانی گواہان ایسا تصور نہین کرتے اور سمجھتے ہین کہ اوسکی
پابندی اونکے ایمان پر لازم ہے۔ اور بلحاظ اس راے کے یہ امر نہایت
اہم ہے کہ کسی حد تک ہمارا قانون متعلق دروغ حلفی بنظر اسکے تجربہ کے نہین
اون تعدیات سے متعلق کرنا چاہیے جنمین کوئی ہندوستانی گواہ
جسکو ایسا حلف نہ دیا گیا جسکی پابندی اوسکی ایمان پر ہو پابند کرائے
جاوے اور اقرار صالح محکمہ یہ قانون کے جسکی پابندی وہ اپنے ایمان پر
نہین سمجھتا ہے سچ نہ بولے۔ مجھکو وہ وجوہ معلوم ہین۔ جنسے اعلے
درجہ کے حاکم قانون دان کو جیسے کہ بنتھم صاحب تھے یہ ترغیب ہوئی
کہ نسبت کل اصول دینی حلف کے عذر کرے لیکن اون تمام تعظیم
ادب کے ساتھ جو مین صاحب ممدوح کا ذکر کرتا ہون درحالیکہ اس
امر پر آمادہ نہین ہون سکا کہ آرائے صاحب موصوف سے بلا تعلق شے
سے اختلاف کرون۔ یہ تصور کرنے سے باز نہین رہ سکتا کہ تبدیل
کلی قانون کی ازروے ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۷۳ء بلحاظ تعلق مذہب وطریق
معاشرت ہندوستان کے حد سے زیادہ کیے گئے۔ اور وہ نتائج

جو وہ جانتے تھے۔ غالباً بلا کلیتاً رفع کرنے طریقہ سابقہ حلف کے
نسبت ہندوؤن اور مسلمانون کے حاصل ہو سکتی ہے۔ اور دانشمندی
واضعان قانون کی تعظیم مناسب کے ساتھ مین یہ کہتا ہون کہ اکٹ
اکٹ ۵ کی بنیاد اس اصول پر معلوم ہوتی ہے کہ اوس عقل واضع
قانون کو مقدمات خاص پر مبنی تصور کرین اور میرے نزدیک واضعان
قانون نے تاثیر اوس تبدیل کی خیال نہین کی جو بیشتر ہندوستانی
گواہون پر ہوگی مگر شاید اب اس بحث کرنیکا وقت گذر گیا ہو اور اسوجہ
سے کہ جج کا کام قانون بتلانا ہے نہ بنانا مجھکو لازم ہے کہ تاریخ
وضع قانون برٹش انڈیا کی نسبت امر ہذا کے بیان کرون جس سے
واضح ہوتا ہے کہ بعد ازان حکام اکٹ ۵ سنہ ۱۸۴۰ع از روی دفعہ
۹ ۔ اکٹ ۸ سنہ ۱۸۶۳ع عدالت ہائی کورٹ سے متعلق کئے گئی
اور سنہ ۱۸۷۰ع مین جیسا اکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۷۳ع صادر ہوا قانون کی یہی صورت
تھی تاثیر اکٹ مذکور الفاظ لارڈ ہابہوس صاحب سی بخوبی
ظاہر ہوتی ہے جو اوسوقت مین ممبر قانونی ولسرا ے کے مجلس لیجسلیٹیو
کونسل کے تھے۔ اور اب ایک حاکم جوڈیشیل کمیٹی جناب ملکہ معظمہ کی

پریوی کونسل کے ہین - جناب موصوف نے بہ سبیل تذکرہ اکٹ ۱۰
سنہ ۱۸۷۳ع یہ فرمایا "ازروے اکٹ مذکور دو بہت اہم تبدیلات
ہوے ہین - ایک یہ ہے کہ ہر گواہ جو حلف اوٹھانے سے انکار
کرے جائز ہے کہ بجاے اوسکے محض اقرار کرے اور دوسرے یہ ہے
کہ گو کوئی بضابطگی کسی حلف کے دیئے جانے مین یا کوئی بضابطگی
اقرار کے کرنے مین ہوئی ہو - یا فی الواقع کوے بضابطگی طریقہ سابق معینہ
شہادت مین ہوئی ہو - کارروائی جائز ہوگی ایک اور جو تبدیلی
کیگئی ہے غالباً کم اہم ہے - کیونکہ ہاب ہوس صاحب نے
یہ تصور کیا کہ وہ صرف چند مقدمات سے متعلق ہے اکٹ
۵ سنہ ۱۸۴۰ع مین جو وہ اکٹ تہا کہ جسکے روسے دیا جانا حلف کا
ہندوؤن یا مسلمانون کا ممنوع ہو - اسطرح پر ترمیم کی گئی تہی سنہ ۱۸۶۳ع اور
یہ حکم تہا کہ اگر کوئی گواہ اس امر پر رضامند ہو کہ کسی ایسی طرح حلف
اوٹھائے کہ اوسکی پابندی اوسکے ایمان پر بالخصوص ہو
تو عدالت کو جائز ہوگا کہ اوس قسم کا حلف دے - قانون کی موجودہ
حالت یہ ہے - قاعدہ عام اگر کوئی ایسی شے عام کہی جاسکے جس

ہندو اور مسلمان مستثنے ہون - وہی رہا جو پیشتر تہا - نسبت ہندو اور مسلمانون کے اس امر کی امتناع کیگئی کہ اونکو حلف دیا جاوے - سوائی اون صورتون کے جنمین خود گواہ رضامند ہو کر حلف اوٹہاوے اور یہہ حکم درج کیا گیا کہ بیضابطگی جواز کارروائی پر موثر نہو - بعد اوسکے ایکٹ حلف مجریہ ہند (نمبر ۱ سنہ ۱۸۷۳ع) آیا جس سے بالخصوص اس مقدمہ مین تعلق ہے اوس ایکٹ مین ازروے دفعہ ۶ - اقرار صالح قایم رکہا گیا جو اوس سے قبل کے ایکٹون یعنے ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۴۰ع اور ایکٹ ۶ سنہ ۱۸۶۳ع مین جہانتک کہ ہندو اور مسلمان گواہونکو تعلق تہا بجاے حلف کے قایم کیا گیا تہا دفعہ مذکور مین یہ حکم ہے کہ "جو شخص گواہ یا ترجمان ہندو یا مسلمان ہو یا جس حال مین اوسکو حلف کرنے پر اعتراض ہو اوسے لازم ہے کہ بجاے حلف اقرار صالح کرے " اور دوسرے ہر صورت مین گواہ یا ترجمان یا اہل جوری کو لازم ہے کہ حلف کرے " دفعہ ۱۳ - ایکٹ مذکور مین بوقت دوبارہ درج کرنے احکام دفعہ ۵ - ایکٹ ۶ سنہ ۱۸۶۳ع کے قاعدہ مندرجہ ذیل قرار دیا گیا ہے "کہ کسی حلف یا اقرار صالح کا تلینا جانا اور اومین سے ایک کے بجائے دوسرے کا لیا جانا اور کوئی بیضابطگی جو حلف

باقرار صالح قسم مذکور کے طریق مین واقع ہو باعث ناجواز ہے کسی کارروائی یا
نامنظوری کسی شہادت کی ہوگی جسمین یا جسکے بابت وہ ترک یا تبدیل
یا بیضابطگی وقوع مین آئی ہو اور نہ مخل وس پابندی کی ہوگی۔ جو کہ گواہ
بدرست بیان کرنیکے لیے ہی" وہ قانون کی اوسوقت جب مقدمہ ملکہ معظمہ
بنام انتو چکربتی۔ (بنگال لا رپورٹ جلد ۱۴ صفحہ ۵۹ ۴ نوٹ) روبرو ڈویزن
بینچ ہائی کورٹ کلکتہ کے پیش ہوا۔ یہہ صورت تھی اور بلاشک اب بھی
وہی ہی۔ اور اوس مقدمہ مین حکام و تعلیم (کیمپ صاحب اور رچ صاحب)
نے یہہ تجویز کی کہ از روئے دفعہ ۱۳۔ ایکٹ ۱ سنہ ۱۸۷۳ء شہادت نو برس کے
بچے کی ناقابل پذیرائی نہین ہوجاتی ہے۔ اگر شہادت مذکور ارادۃً
اور نہ عقلاً بلاحلف یا اقرار صالح کے قلمبند کی گئی ہو اسیکے مشابہ بحث
ہوئی تھی۔ جسمین اجلاس کامل عدالت موصوف نے جسمین کوچ صاحب
چیف جسٹس و مارکوبی صاحب جسٹس شریک تھے۔ اور جسمین اجلاس
موصوف نے باستثنائے جیکس صاحب جسٹس کے قاعدہ قرار دیا کہ لفظ
اومیشن (نہ لیا جانا موقوعہ دفعہ ۱۳۔ ایکٹ ۱ سنہ ۱۸۷۳ء ہر قسم کا اومیشن
(ترک) داخل ہے۔ اور ترک اتفاقی یا غفلتانہ پر محدود نہین ہے

اون دونون مقدمات پر میرے روبرو ذیعلم پبلک پراسیکوٹر مے منجانب سرکار استدلال کیا ہی - اور مجھکو کچھہ شک نہین کہ اوسنے تائید بیان مستغیث کی جہانتک کہ مسماۃ ٹھکری لڑکی کی شہادت کی مقبولی سے تعلق ہوتی ہے - لیکن یہہ تجاویز میرے لئے خاص وجہہ اس امر کی ایسے طوالت کے ساتھہ غور کرنیکے ہوئے ہین بحث وسیع یہ ہے کہ آیا کوئی گواہ جو بوجہہ کمسنی اور بوجہہ نہونے تعلیم یا قبل پابندی حلف یا اقرار صالح کے خواہ بلحاظ عقلی کے یا بہ لحاظ سزائی جعلسازی کے نہین سمجہہ سکتا ہے شہادت جائز کسی کارروائی عدالتی مین واسطے اعتراض تجاویز کے دیسکتا ہی یا نہین - اس امر پر مین اب غور کرونگا کیونکہ اس امر کی تجویز مقدمہ مستغیث بمقدمہ قیدی اپیلانٹ کی قریب کلیتًا منحصر ہے - علدرآمد انگلستان کا راسکو صاحب کے رسالہ وجداری صفحہ ۱۱۲ مین بخوبی مندرج ہی - اور جس حال مین کوئی مقدمہ شہادت کسی بچہ پر منحصر ہو تو عدالت کا یہہ معمول ہے کہ اوسکا امتحان نسبت اوسکی لیاقت اوٹھانے حلف کے قبل اسکے کہ وہ روبرو گرینڈ جوری کے جائے کرے - اور اگر بوجہہ نہونے تعلیم مناسب کے ناقابل پایا جاوے

تو عدالت حسب اقتضا اپنی رائے کے تجویز کو اسلیئے ملتوی کریگی کہ شخص
مذکور کو ایسی تعلیم دیجائے کہ وہ لائق حلف اوٹھانیکے ہو جائے (قانون شہادت
مولفہ ٹسٹارک صاحب صفحہ ۹۴ طبع دویم) روک صاحب جسٹس نے
بمقدمہ جرم کبیرہ بابت زنائی بالجبر ایساہی کیا اور کل حکام نے پسند کیا
رپورٹ لیچ صاحب جلد ا صفحہ ۴۳۰ (سلسلہ جدید) رپورٹ مختصر لفٹ
لیکن صاحب مطبوعہ گولم صاحب جلد ۲ صفحہ ۶۷۷ (سلسلہ جدید)
درخواست واسطے التوائے تجویز بربنائے وجہ ہذا صحیح طور قبل اسکے
کہ بچہ کا اظہار گرینڈ جوری سنے ۔ اور بہرحال قبل شروع ہونے تجویز کے
گذرنی چاہیئے کیونکہ اگر اہالی جوری کو حلف دیاجاوے اور قید کی
تجویز قبل ظاہر ہونے نا بالغیت گواہ کے شروع ہو جائے تو جج کو
لازم نہین ہے کہ جوری کو اس بنا پر رخصت کرے۔ قانون شہادت
مؤلفہ فلپ صاحب جلد ا صفحہ ۱۹ طبع دہم جسمین مقدمہ ملکہ معظمہ
بنام وڈیکا حوالہ زیر عنوان (پریکٹس) عملدرآمد کے دیا گیا ہے اوس
مقدمہ مین گواہ نوجوان تھا۔ لیکن اصول مذکور بچہ سے بھی ایساہی
متعلق ہے اگر کوئی بچہ بوجہ نہونے سمجھہ کے حلف سے شہادت دینے

سکے ناقابل ہو تو ثبوت اوسکے اظہار کا ناقابل پذیرائی ہے مقدمہ
ملکہ معظمہ بنام ٹکر ۱۸۰۸ء غیر مطبوعہ و قانون شہادت مولفہ فلپ صاحب
جلد اول (۱۰) طبع دہم مطبوعہ ایمن صاحب اور لارڈ ڈرایم صاحب نے
رپورٹ انگیس صاحب کے جلد اول صفحہ ۹۲ کا حوالہ دیا جہانتک
کہ عدالت ہاے ہند کو تعلق ہے سب سے پہلا پتہ عملدر آمد کا سرکلر
آرڈر نظامت عدالت سابق نمبر ۱ مورخہ یکم فروری ۱۸۰۸ء سے
ظاہر ہوتا ہے۔ جو بہ صفحہ ۴۲ مجسٹریٹ گائڈ مولفہ اسکپوناتھہ صاحب
طبع ہوا ہے۔ سرکلر مذکور حسب ذیل ہے کسی بچہ کا جسکو معلوم
ہو کہ نوعیت اور پابندی حلف کی کافی سمجھہ نہین ہے۔ کسی تجویز
فوجداری مین ہرگز اظہار نلیا جائیگا۔ مگر اونکے اظہارات تحقیقات
ابتدائی مین لیےجا سکتی ہین۔ اور کاغذات اوس مقدمہ مین جسمین وہ
لیے جائین نہ بطور نفس شہادت بلکہ بطور سراغ شہادت کے رکھی
جاسکتی ہین۔ یہہ نہین معلوم ہوتا کہ یہہ حکم کسطرح جبر اثر قانون رکھہ
سکتا تھا۔ لیکن ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ واضعان قانون نے بوقت شمار
کرنے ایکٹ ۲ ۱۸۵۵ء دفعہ ۱۵۔ ایکٹ مذکور سے یہہ حکم داخل کیا

اگر کوئی شخص بسبب کم سن یا دہریا ہو یا حاکم عدالت یا شخص مذکور بسبب کم سن یا دہریا ہونے کسی شخص کے یا اوس سبب سے کہ وہ مذہب کے عقیدے کے سمجھنے مین عقل سلیم نہین رکھتا ہے بہ حلف یا اقرار صالح اوسکی شہادت لینی مناسب نہ سمجھے تو محکمہ کے حاکم یا شخص مذکور کو یہہ بات لازم ہے کہ اوس شخص سے یہہ بات کہلاوے کہ مین کل سچ اور کل سچی باتونکو ظاہر کرونگا۔ اور سواے سچ کے کوئی بات نہ بیان کرونگا۔ بعد اوسکے اوسکی شہادت لیجا سکتی ہے۔ یہہ نہین معلوم ہوتا کہ احکام نسبت امر خاص یعنے غیر پختہ ہونے عمر گواہ بلحاظ سمجھنے پابندی حلف یا اقرار صالح کے اکٹ حلف (۶) ۱۸۷۳ء یا اکٹ حلف ثمال (۱۰) ۱۸۷۳ء مین دوبارہ داخل کیے گئے ہین۔ اور اگر کوئی حکم خاص ضابطہ قانون کا نسبت امر مذکور کے ہے تو وہ دفعہ ۱۱۸۔ اکٹ شہادت (۱) ۱۸۷۲ء یا دفعہ ۱۳۔ اکٹ حلف (۱۰) ۱۸۷۳ء سے اخذ ہونا چاہیے پس بحث یہہ ہے کہ ان احکام قانون کی کیا تاثیر ہے یعنے کیا از روے قانون کے حلف یا اقرار صالح اون گواہ کی ضرورت نہین ہے جو بوجہ کم سنی اور نہونے تعلیم کے ناقابل سمجھنے پابندی روحانی حلف یا اوس سزا کے

دنیاوی کے ہون جواز دے قانون بصورت دروغ حلفی کے بچائی
نسبت اس امر کے جیسا کہ پہلے پیشتر بیان کیا ہے جواب عدالت کلکتہ
کا یہہ ہے کہ حلفا یا اقرار صالح کے تکرار نے سے شہادت کسی گواہ کی
خراب نہیں ہوجاتی ہے۔ گو حلف یا اقرار صالح مذکور بعد سمجھنے کے ترک کیا
گیا ہو اور اتفاقاً یا غفلتاً ترک کیا گیا ہو۔ بلکہ اسیو جہہ سے ترک کیا گیا
ہو کہ گواہ کی سمجھ واسطے سمجھنے بزرگی حلف یا اقرار صالح کے پختہ نہ تھی
میری دانست میں یہہ تعلیم تمام رائے اکثر حکام اجلاس کامل کلکتہ مقدمہ
ملکہ معظمہ بنام سیو ابھگت بنگال لا رپورٹ جلد ۱۴ صفحہ ۴۹۴
تاثیر اوس قاعدہ کی جو مقدمہ مذکور مین قرار دیا گیا ہی فی الواقع یہہ ہے
کہ کل اصول حلف و اقرار صالح بطور یقین صحیح ہونے بنایات گواہ کے
موقوف کیا جائے بلاشک وہ یہی رائے تہی جو مقدمہ مذکور مین
ایک مشہور جج سر ارلن جیکس صاحب نے قائم کی۔ اور جنہون نے یہہ
اختلاف رائے حکام عدالت کے حسب مندرجہ ذیل فرمایا میری
دانست مین ایکٹ حلف کے دفعہ ۱۳ کے بنانے سے یہہ مقصود تہا کہ
تاثیر بہانہ گواہ کی یا غلطی حکام عدالت کی رفع کیجاوے اور نہ یہہ کہ صاحبان

جج مجسٹریٹ کو اختیار دیا جاوے کہ وہ کل ایکٹ کو براہ ضد یا غلطی یہ حکم دیکر
کہ گواہان حلف یا اقرار صالح نہ کرین گویا بے اثر کرین - یہ ٹہیک وہی
رائے ہے جو مین اوس مقدمہ مین بنسبت اوس بیان کے جو لڑکی یعنی مسماۃ
ٹہکری نے کٹہرہ گواہ مین کہڑی ہو کر کہا ہے کرتا ہون جس سے حلف یا اقرار
صالح نہین کرایا گیا تہا - اور بعد سمجہنے کے اسی وجہ سے نہین کرایا گیا تہا
کہ حاکم ذیعلم نے یہ تجویز کی کہ مسماۃ مذکور کی عقل ایسی پختگی کو نہین پہنچی تہی
کہ نتائج روحانی یا دنیاوی یا پابندی گواہ کے کٹہرہ مین کہڑی ہو کر
صحیح بیان کرنیکی سمجہ سکے - پس بحث یہ ہے کہ آیا لڑکی کی شہادت
واسطے اعتراض مقدمہ ہذا کے قانوناً قابل پذیرائی ہے یا نہین - با استعمال
الفاظ سر ابل جیکسن صاحب کے دو لہذا میری دانست مین مقدمہ
ہذا مین جج کو یہ ہدایت از روی قانون کے تہی کہ گواہ مابہ البحث کا
اظہار بذریعہ اقرار صالح کے لے - اور چونکہ حاکم موصوف نے یہ تجویز
کی کہ وہ اقرار صالح مذکور نہین کرائیگا لہذا گواہ کا اظہار خلاف قانون کے
لیا گیا اور شہادت ناقابل پذیرائی ہے" یہ امر کہ آیا حلف یا اقرار صالح
مین کوئی بنفسہ فائدہ ہے یا نہین ایک ایسا امر ہے کہ اوسکی نسبت اس

مقدمہ مین بحث کرنی بے موقع ہے۔ مجھکو صرف اسقدر کہنے کی ضرورت
ہے کہ واضعان قانون ہند نے اب تک کل اصول جرمی بنتھم صاحب
امر ہذا کے کبھی قبول نہین کئے ہین اور آجتک حلف اور اقرار صالح
ازروی ہمارے قانون کے کفیل خلاف دروغی تصور کیے گئے ہین بسبب
ذریعہ اطمینان انکشاف راستی کا اور انگلستان مین بھی صورت مختلف
نہین ہے کیونکہ وہان بھی اس مسئلہ مین کہ کارروائیات عدالتی مین
کوئی بیان قبول نہین کیا جاتا ہے بجز اسکے کہ حلف سے کیا جائے
اس حد تک کمی نہین ہوگئی ہے کہ بزرگی حلف یا اقرار صالح کی ضرورت
نہ ہے۔ بعد اسکے تمثیل کے مین صرف ایک فقرہ قانون شہادت
ٹیلر صاحب دفعہ ۱۳۸۰ طبع ہشتم بیان کرونگا وعلاوہ برین گو میرا
یہ استحقاق ہے جب واسطے صادر کرنے تجویز کے اجلاس
فرما ہو اپنی رائے اپنے ایمان پر صادر کرے اور بموجب قانون
سابق کے اوسکو بھی اجازت ہے کہ صیغہ چانسری مین جواب دعوی
بر بنائے عذر ایمانی کے کرے اور نہ بذریعہ اپنے حلف کے اوسکا
عذر بطور گواہ کے کسی مقدمہ مین خواہ دیوانی ہو خواہ فوجداری کبھی یا

عدالت انصاف مین خواہ وہ عدالت ادنی ہو یا عدالت ہوس آف لارڈس یا کسی طریقہ پر خواہ زبانی یا بذریعہ سوالات کے یا بذریعہ بیان حلفی کے نہین پایا جاسکتا ہے بجز اسکے کہ پہلے اوس سے حلف کرایا جائے۔ کیونکہ وہ اعزاز جو قانون مین نسبت ایمان کسی امر کے ظاہر کیا گیا ہے۔ اس حد تک نہین پہونچتا ہی کہ وس مسئلہ کو جو قایم ہوگیا ہے۔ کارروائیات عدالتی مین کوئی بیان قبول نہین کیا جاتا ہی بجز اسکے کہ حلف سے کیا جائے۔ پلٹ دے لہذا اگر مشار الیہ حلف یا اقرار صالح ضروری کرنے سے انکار کرے تو وہ باوجود رعایت اسیری یا پارلیمنٹری مجرم توہین کا ہوگا۔ جسکے پابند وہ سپرد کیا جاسکتا ہی اور اوسپر جرمانہ ہوسکتا ہے تاریخ وضع قانون سے جیسا کہ مینے پیشتر تحریر کیا ہے یہہ نتیجہ اخذ کرنا جائز نہین ہے کہ واضعان قانون کا یہہ منشا تھا کہ اس بارے مین کوئی تبادلہ قطعی کیا جائے بلاشک نتایج وسیع جو مین اون مختلف تبدیلات سے نکالتا ہون جو قوانین مین نسبت امر مذا کے ہوئے مین یہہ ہین۔ اولاً درحالیکہ حد عمر کی نسبت

قابلیت گواہ کے رفع کی گئی - یہہ اصول عام بحال رکھا گیا کہ جو
قابلیت اس امر کی رکھتے ہون کہ جو سوالات اونسے کیے جائین
اونکا جواب معقول دیسکین - جیسا کہ دفعہ ۱۱۸ - ایکٹ شہادت
حال (۱۸۷۲ء) سے ظاہر ہوتا ہے - ثانیاً ضرورت حلف یا
اقرار صالح کی قایم رکھی گئی - اور ضروری سمجھی گئی جیسا کہ دفعہ ۵ ایکٹ
حلف مجریہ ہند (۱۰) ۱۸۷۳ء سے ظاہر ہے - ثالثاً متروکی
یا بیضابطگی جو حلف یا اقرار صالح کے کرانیمین ہو بعض صورت ہاے
مقتضیہ دفعہ ۱۳ - ایکٹ حلف مجریہ ہند (۱۰) ۱۸۷۳ء مین نظر انداز
کیجائیگی - سر ایل جنکنس صاحب کی رائے پر عمل کرکے کہ جسپر ہمنے
عمل کیا ہے مین بجز اسکے کچھہ اور تجویز نہین کر سکتا کہ جو بیانات سماۃ
ٹھکری نے کٹھہرے مین کھڑے ہوکر کیے بطور شہادت قابل مقبولی نہین
ہے بلکہ الفاظ دفعہ ۱۳ - ایکٹ حلف (۱۰) ۱۸۷۳ء محض ہدایتی
نہین - بلکہ حکمی ہین اور مین اسیوجہہ سے قایم رکھتا ہون کہ غرض
قانون کی معمولاً یہہ ہوتی ہے کہ انصاف ہو اور دربارہ آزادی عاملان
سے اطمینان ہو یہہ وہ طریقہ ہے جسپر اس قسم کے قوانین کی تعبیر

عدالتہاے انصاف انگلستان مین کرتے ہین - پس یہہ کہنا کہ غرض
دفعہ ۱۴۳ - اکٹ حلف (۱۰) ۱۸۷۳ع یہہ تہی کہ علاقہ کل اکیٹ مذکور کا العموم ہو جاے
ایک ایسا امر ہے جسکو بطور تعلیم تمام اکثر حکام اجلاس کامل ہائیکورٹ کلکتہ کے
مین اپنے کو تسلیم کرنے سے معذور رہون اور میرے وقت اس امر کی کوشش
کرنی نہین کہ امر مذکور کو تسلیم کرون - اس واقعہ سے کچھہ کم نہین بڑہی ہی کہ اوس
قانون کے فقرہ مین مابعد یعنی دفعہ ۱۴ مین یہہ حکم ہے جو شخص کسی
عدالت یا ایسے اشخاص کے روبرو جس سے از روی اکٹ ہذا حلف یا اقرار
صالح کرانیکا اختیار ہی نسبت کسی امر کے اداے شہادت کرے اوسپر
واجب ہی کہ اوس امر کی نسبت راست راست بیان کرے - دو اور دفعہ
۱۹۱ - مجموعہ تعزیرات ہند مین یہ حکم ہے ،، کہ کوئی شخص جسپر قانوناً
حلف کے روسے یا قانون کے کسی خاص حکم سے سچ سچ بیان کرنا
یا قانون کے روسے کسی امر کے نسبت کچھہ بیان کرنا واجب ہو - کوئی
ایسا بیان کرے جو جہوٹہا ہو اور جسکو وہ جہوٹہا جانتا خواہ جہوٹہا باور
کرتا ہو یا جسکو وہ سچا باور نکرتا ہو تو کہا جائیگا کہ اوسنے جہوٹی گواہی دی
دفعہ ۱۹۳ - اکٹ مذکور مین اوسکی سزا ۷ برس کے قید کے لکہی ہے

یہ کسطرح ممکن ہی کہ کوئی شخص جو بوجہ کم سنی کے پابندی مائی روحانی
یا قانونی حلف یا اقرار صالح کے نہ سمجھہ سکتا ہو۔ ایسی شہادت دینے کے
قابل سمجھا جا سکتا ہی جو قانونًا قابل پذیرائی ہو اور مستوجب ایسی
سزاؤنکا بموجب قانون کے سمجھا جائی ایک ایسا معاملہ ہے جسکے وجوہ
میری سمجھہ مین نہین آسکتے ہین مثلًا عملًا تاثیر تجویز حکام عدالت کلکتہ
کے بمقدمہ اجلاس کامل یہہ ہے کہ اور یہہ تعظیم تمام جو میرے نزدیک ایسی
حکام کے واجب ہی مین اس خیال کے کرنے سے باز نہین رہ سکتا کہ اگر واضعان
قانون کا یہہ مقصود ہوتا کہ اصول حلف و اقرار صالح رد کیا جاوے تو سہل ترین
طریقہ یہہ ہوتا کہ ایسا قانون جیسا ایکٹ حلف مجریہ ہند (۱) ۱۸۷۳ع
بہی صادر نکیا جاوے۔ بلکہ اون قوانین سابق کو جنکے روسے حلف یا
اقرار صالح بطور شرط ما قبل پذیرائی شہادت کسی گواہ کے کارروائیان
عدالتی مین ضروری تہا منسوخ کرتے۔ اسمقدمہ مین جواب میرے روبرو
پیش ہے مقدمہ خلاف قیدی اپیلانٹ فتح کے جیسا کہ سشن جج
نے تحریر کیا ہی۔ کلیتًا شہادت لڑکی یعنی مسماۃ ٹہکری پر منحصر ہے جسکو
نہ حلف دیا گیا اور نہ جسسے اقرار صالح کرایا گیا محض اسوجہ سے کہ اوسکی

عقل کافی پختگی کو نہین پہونچی تہی کہ وہ روحانی بزرگی یا روحانی پابندی
حلف یا اقرار صالح کی سمجہ سکے کیونکہ میرے یہ رائے قانونی نسبت ناقابل
ہونے شہادت مسماۃ ٹہکری کے ہے - لہذا مجہکو یہ کہنے کی ضرورت
نہین ہے کہ مین کسدرجہ تک اعتبار اوسکے بیان کا بطور معاملہ جانچنے
شہادت کے بلحاظ حالات مقدمہ ہذا کے کرونگا - مجہکو صرف اوس
امر کی دوبارہ کہنے کی ضرورت ہی - جو ہلیکس صاحب نے اپنی شرح
قانون مین تحریر کیا ہے جسکا حال یہ ہے کہ شہادت بچونکی پذیرا کیجائے
بغرض اوسکی معتبر ہونے کے یہہ بہت مناسب ہے کہ بہ تائید اوسکے
کوئی شہادت نسبت وقت و مقام و حالات کے اسلئے ہو کہ امر واقعی
ثابت ہو - تجویز ثبوت جرم محض ایسی شہادت کسی بچہ پر بہی نہین
ہونی چاہیے - جسکی عمر سن تمیز کو نہ پہونچی ہو اور چونکہ اس مقدمہ مین
شہادت خلاف قیدی اپیلانٹ صحیح کے قانوناً ناقابل پذیرائی ہے
لہذا مین یہہ تجویز کرتا ہون کہ مدعی بمقابلہ اوسکے بیان کو ثابت کرنے
سے قاصر رہا - لہذا مین اوسکی اپیل کو ڈگری کرتا ہون اور تجویز
ثبوت جرم - اور اوس حکم سزا کی جو اوسکی نسبت صادر ہوا ہے

یہہ ہدایت کرتاہون کہ وہ رہا کیا جائے بنسبت قیدی اپیلانٹ مارو کے

مین بشبہ بر اظہار اس امر کے کافی تحریر کر چکا ہون کہ قطع نظر بیانات لڑکی

یعنے مسماۃ ٹھکری کے ایسے کافی شہادت موجود ہی جس سے اوسکی نسبت

تجویز ثبوت جرم جائز ہو۔ لہذا احکام دفعہ ۱۶۷ – اکٹ شہادت

(ا۸۷۲ع) اوس سے متعلق ہین اور مین اوسکی اپیل کو ڈسمس اور تجویز

ثبوت جرم کو اور اوس حکم سزا کو جو اوسکی نسبت صادر ہوا ہے بحال

کرتا ہون (مقدمہ ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام مارو وایکس دیگر انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۱ صفحہ ۲۸۷)

شہادت منقولی

مد ۹۴

اس شہادت کو انگریزی مین سکنڈری اویڈنس کہتے ہین دفعہ ۶۳ قانون

شہادت مین پوری تشریح اقسام شہادت منقولی کی بیان ہوئی ہے

جسٹس محمود نے اپنی لاجواب شرح مین اس دفعہ کی خوب تشریح فرمائی

ہے۔ اس دفعہ مین وہ صورتین بیان ہوئی ہین جنمین شہادت نقلی

بسبب وجود یا حالت یا مضامین دستاویز کے سوائے خود اوس دستاویز

کے منظور ہوسکتی ہے۔ سات صورتین جائز ہنے شہادت نقلی کے

یہ ثبوت وجود یا حالت یا مضمون دستاویز کے بیان کی گئی ہین لیکن صورتین

ہر قسم کی شہادت نقلی داخل نہین ہو سکتی - بلکہ اوس تصریح کے موافق
جسکا ذکر جزو آخر دفعہ ۶۵ - مین مندرج ہی - شہادت نقلی داخل ہونی
چاہیئے - چونکہ یہہ دفعہ ایک نہایت مقدم دفعہ ہے اور اوسمین کل صورتونکا
حاوی طور پر بیان ہی جسمین شہادت نقلی بنسبت وجود یا حالت
یا مضمون دستاویز کے داخل ہو سکتی ہے واضح رہے کہ ہر حال مین بار ثبوت
اس امر کا کہ دستاویز کی شہادت نقلی گذر سکتی ہے ذمہ اوس شخص کے ہی
جو کہ اوسکو گذراننا چاہے - اور اسلیئے اوسکو ثابت کرنا چاہیئے - یہہ
دستاویز بقبضہ فریق مخالف ہے دستاویز کا کسی دوسری عدالت مین اتفاقاً
کافی وجہ قابل ادخال کرنے نقلی شہادت کے نہین ہے - لیکن یہہ
ثابت کر دیا جائے کہ اصلی دستاویز جسپر مدعی اپنا دعوی مبنی کرتا ہی
قبضہ مین مدعا علیہ کے ہی اور مدعا علیہ اصلی دستاویز بروقت پیش نکرے
تو نقل اصلی دستاویز کی (جو کہ ایک مثل مقدمہ سابق مین بروقت
واپسی اصل دستاویز کے حسب ضابطہ چھوڑ دی گئی تھی) قابل ادخال
تصور ہوگی (مقدمہ مقبول علی - بنام - سری متی سندبی بی بنگال جلد ۳ صفحہ ۱۲۰ دیوانی)
نسبت ملف ہونے دستاویز کے یہہ لازم ہے کہ کچھہ ثبوت اس بات کا

دیا جاوے کہ کبھی اصل موجود تھی ورنہ شہادت نقلی نہ لیجاویگی –
چنانچہ شہادت نقلی نسبت مضمون ایک ڈگری کے جسکے صادر ہونیکا
کافی ثبوت تھا – نا منظور ہوئی (مقدمہ مفیض الدین بنام مہر علی – ویکلی
جلد اول صفحہ ۲۱۴ – دیوانی) – اور نیز اسبات کا ثبوت دینا چاہیئے
کہ وہ تلف ہو گئی – (ایشر چندر چودہری بنام بھوپ چندر چودہری – ویکلی
جلد پنجم صفحہ ۱۰۱ – دیوانی) – پریوی کونسل نے ایک مقدمہ مین یہہ تجویز
کیا کہ جب تک کافی ثبوت اس امر کا نہ پایا جاوے کہ اصل دستاویز
کی نسبت اون جگہون پر جہان اوسکا ہونا غالب تھا – تلاش کامل
کی گئی تھی – شہادت نقلی قابل دخل نہین ہو سکتی – (مقدمہ میر امیر الدین
بنام بی بی امامن – مورزانڈین اپیل جلد اول صفحہ ۱۴۱) اور ایک مقدمہ مین
جسمین کہ بیان یہہ تہا کہ تمسک کو چوہون نے کتر ڈالا – اور پرزی
پیش کیے گئے تھے مگر کوئی ثبوت اس امر کا نتہا کہ وہ پرزے اوس
تمسک کے تھے – تو پریوی کونسل نے – یہہ تجویز کیا کہ شہادت
نقلی – داخل نہین ہو سکتی – اور ڈگری عدالت ماتحت کی جو بربنائے
تمسک کے تھی منسوخ کر دی – (مقدمہ سید عباس علی بنام – ماڈیم اختی ادھی

سوور زانڈین اپیل جلد ۳ صفحہ ۱۵۰-۱۵۱) - لیکن جبکہ ثبوت کافی لکھے جانے تمسک اور
اوسکے کہوئے جانے کا دیا جاوے تو عدالت کو لازم ہے - کہ شہادت
نقلی داخل کرے اور یہہ ضرور نہین کہ تمام گواہان نسبت مضمون دستاویز
گواہان حاشیہ ہون (مقدمہ سید لطف اللہ بنام مسماۃ نصیبا - ویکلی جلد ۱۰
صفحہ ۲۴ - دیوانی -) (ورو پ من چودہری - بنام - رام لال - سرکار - ویکلی جلد
اول صفحہ ۱۷۵) (مسکمہ رام شوکل - بنام - رام لال شوکل ویکلی جلد ۹ صفحہ ۲۲)
نسبت ضمن (ہ) کے - اس سے مراد کتبہ نشانات وغیرہ ہین -
ضمن (و) مین دفعات ۷۶ و ۷۷ قانون شہادت سے اشارہ
ہے ضمن (ز) کے ساتھہ دفعہ ۳۹۴ - ضابطۂ دیوانی پڑہنی چاہیے
بعض صورتین ایسی واقع ہوتی ہین کہ دستاویز اصلی دو صورتون کی
وجہہ سے پیش نہین ہوتی - چنانچہ ایک مقدمہ مین مسل ضلع سے
ہائی کورٹ کلکتہ کو جاتے ہوئے راہ مین تلف ہوگئی - عدالت مذکورہ نے
تمام اون کاغذات کی جنسے مسل مرتب تہی شہادت نقلی لینے کی
اجازت دی - (مقدمہ بابو گوردیال سنگہہ - بنام - درباری لال شیواری ویکلی
جلد ۷ - صفحہ ۱۰۱ - دیوانی -) (مقدمہ بنواری لال بنام مسٹر جیمس ولاک - ویکلی جلد ۹

صفحہ ۳۰۸) اور ایک اور مقدمہ مین - بوجہ تلف ہو جانے ڈگری کے
ایام غدر مین - ڈگریدار کو بربنائے ڈگری تلف شدہ کے واسطے
مابقی اپنے زر ڈگری کے نالش کرنیکی اجازت ملی - اور بنائی محاسبت
تاریخ تلف ہونے ڈگری کی قرار پائی - (مقدمہ راے ماہن - بنام
ہردیال سنگہہ ویکلی - جلد ۶ سنہ ۱۸۶۶ء صفحہ ۳۰۱) ایک مقدمہ مین جسمین کہ ڈگری
تلف ہو گئی تہی اور ڈگریدار نے اجرا کی درخواست دی - اور محکمہ
اجراے ڈگری سے اوسکو مقدمہ نمبری کی ہدایت ہوئی - عدالت
ہائی کورٹ مغربی و شمالی نے یہہ تجویز کیا کہ محکمہ اجراے ڈگری مین
عدالت ماتحت کو لازم تہا کہ نسبت وجود یا عدم وجود ڈگری کے
تجویز کرتی اور عدالت محکمہ اجراے ڈگری کے حکم سے کوئی عدالت
اوسکی سماعت نہین کر سکتی - (رنجیت بنام چنی لال منفصلہ ہائی کورٹ
شمال و مغرب مورخہ ۲ - جولائی ۱۸۶۶ء) واضح رہے کہ دفعہ ۶۵ قانون
شہادت فوجداری اور دیوانی دونون سے متعلق ہے - ایک
قسم کی دستاویز تحریری کی نسبت مطلق شہادت نقلی کسی قسم
کی نہین گذر سکتی یعنے جبکہ وہ دستاویز اقرار یا وعدہ حسب دفعہ ۲۰

اکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۲ء قانون تمادی کے ہو لیکن اوسکی تاریخ کی نسبت
شہادت گذر سکتی ہے الا یہ حکم خاص بوجہ منسلک قانون ہے
اور قاعدہ عام مندرجہ دفعہ ۹۵ سے مستثنے ہے۔

مد ۹۵ شہادت لسانی معاہدہ تحریری

دفعہ ۹۱ - قانون شہادت میں واضح طور پر بیان کیا گیا ہے
کہ کن کن صورتوں میں بحالت موجودگی شہادت دستاویزی کے شہادت
لسانی نسبت اوس مضمون کے داخل ہوگی - لیکن دفعہ مذکورہ میں ہر
دستاویز کی نسبت بحث نہیں ہے بلکہ خاص اوس قسم کی دستاویزات
سے جنمیں کہ معاہدہ یا عطیہ یا انتقال جایداد داخل ہو - پس متن
دفعہ پر غور کرنے سے معلوم ہوگا - کہ اوسمیں دو صورتوں کا ذکر ہے -
جسکی وجہہ سے شہادت دستاویزی موجود ہوتے ہوئے شہادت
منقولی داخل ہوگی - اور وہ یہہ ہیں -

اول جبکہ فریقین نے شرائط معاہدہ یا عطیہ یا انتقال جایداد کی
دستاویز میں مندرج کیے ہوں -

دوئم جبکہ قانوناً تحریری ہونا دستاویز کا لازمی ہو -

نسبت حکم اول کے واضح رہے کہ وجہ اس قسم کی شرط لگانیکی
یہہ ہے کہ جبکہ فریقین ایک معاہدہ نے یا تکمیل کنندہ دستاویز نے
خود اپنی مرضی سے باہم یہہ قرار دیا کہ یہہ شہادت اوس معاملہ کی
جوکہ اونکے باہم طے ہوا ہے تحریری ہو تو اونکو لازم ہے کہ جس قسم کی
شہادت پر اونہون نے سب سے زیادہ بھروسہ کیا تھا اوسی
قسم کی شہادت پیش کیجاوے اور وجہ اوسکی یہہ ہے کہ اگر وہ
معاملات جنکو بعد کافی صلاح و مشورہ کے فریقین احاطہ تحریر
مین لاتے ہین اور اوسکے بھروسہ پر رہتے ہین اگر اوس معاہدہ کی
نسبت شہادت داخل کیجاوے تو جو اصل مقصود شرائط کے
تحریر کرنے سے ہے وہ فوت ہوجاتا ہے اور بہت موقع معاہدات
مین فرق ڈالنے کا بددیانت شخص کو ملتا ہے۔ اس مضمون کے
ساتھہ دفعہ ۹۱ قانون شہادت کو دیکھنا چاہیے۔ نسبت
حکم دوم کے واضح رہے کہ یہہ امر صاف ہے کہ جب قانون نے
کسی خاص مضمون کے تحریر ہونیکی نسبت حکم نافذ کیا ہے تو اوس
مضمون کی نسبت سوائے تحریری شہادت کے اور کوئی شہادت

نہین لیجا سکتی - اور وجہہ اسکی یہہ ہے کہ جس قسم کی صورتون مین قانون سے تحریری ہونیکا لازمی حکم جاری کیا ہے وہ ایسی صورتین ہین جنکا انسان کے حافظہ مین رہنا سخت دشوار ہے بلکہ محال ہے - مثلاً مفصلۂ ذیل صورتین ہین جنمین حسب احکام قانون کے مضمون تحریری ہونا چاہیے -

اول اظہارات گواہان بمقدمۂ دیوانی (بموجب ضابطۂ دیوانی)

دوم اظہارات گواہان بمقدمۂ فوجداری (بموجب ضابطۂ فوجداری)

سوم تحریرات دیگر یات عدالت دیوانی (ضابطۂ دیوانی)

چہارم تحریرات و احکام اخیر عدالت فوجداری (ضابطۂ فوجداری)

پنجم اقرارات جنکی وجہہ سے تمادی محفوظ ہوتی ہے (دفعہ ۲۰ و دفعہ ۲۱ قانون حد سماعت)

ششم معاملات بلا معاوضہ (حسب دفعہ ۲۵ - اکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۲ع)

ہفتم معاہدات ثالثی (استثنا ۲ - دفعہ ۲۸ - اکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۲ع)

ہشتم احکام دفعہ ۵ - اکٹ ۲۱ سنہ ۱۸۶۶ع جوکہ ہندیون سے بھی متعلق کیے گئے ہین

جن صورتون مین کہ بغیاب بطور ہبہ بیان ملزم کا مقدمۂ فوجداری

مین لگایا گیا ہو تو بموجب ضابطہ فوجداری کے بیانات ملزم کی نسبت
شہادت لسانی گذر سکتی ہے ـ

الفاظ "احکام مندرجہ ما سبق ہے" جو کہ دفعہ ہذا مین مستعمل ہوئی ہین
دفعہ ۶۵ ـ ایکٹ ۱۰ ـ مراد ہے ـ غرضکہ اصول عام یہہ ہے کہ جب
کسی شرائط معاہدہ مندرجہ دستاویز کی بحث ہو ـ اوس صورت مین ـ
اوس دستاویز کا فی نفسہ پیش ہونا لازمی ہے ـ لیکن جبکہ اتفاقی و عارضی
طور پر کسی واقعہ کا بیان اوسمین درج ہو جاوے تو ایسا اندراج تابع ادخال
شہادت لسانی نہین ہے ـ مثلاً کوئی شخص جو بذریعہ ایک رہنامہ کے
مرتہن ہو کر قابض ہوا اور کسی مقدمہ مین صرف یہہ بحث ہے کہ آیا فلان شخص
واقع مین قابض جائداد کا ہے ـ یا نہین ـ تو رہنامہ کو پیش کرنا لازمی نہین ہے
بلکہ لسانی شہادت قبضہ کی گذر سکتی ہے ـ لیکن اگر کسی مقدمہ مین یہ بحث ہے
کہ شرائط اوس رہن کے کیا تھے ـ یا کہ کسقدر روپیہ کے عیوض وہ رہن ہوا تھا
تب البتہ رہنامہ کا پیش ہونا لازمی ہے ـ اسیطرحپر اگر کوئی کرایہ دار بذریعہ
ایک پٹہ کے قابض اراضی ہو ـ تو صرف بغرض ثابت کرنے اوسکے قبضہ کے
یا ادا کرنے کرایہ کے شہادت لسانی بلا پیش کرنے کرایہ نامہ کے گذر سکتی ہے

لیکن شرائط مندرجہ کرایہ نامہ کی نسبت شہادت لسانی داخل نہیں ہو سکتی اسیطرح جبکہ وہ شخص شریک ہو کر ایک تجارتی کام کریں تو فی نفسہ یہ بات کہ فلان دو شخص شریک کوٹھی ہین ہر قسم کی شہادت سے ثابت ہو سکتی ہی۔ لیکن شرائط شراکت کی نسبت شراکت نامہ پیش کرنا لازم ہے (دیکھو شرح دفعہ ۹۱ - قانون شہادت مولفہ جسٹس محمود صاحب صفحہ ۲۹ ۳ لغایت ۳۲ ۳ طبع اول)

مد ۹۶ خارج کرنا شہادت کا نسبت اقرار لسانی کے

دفعہ ۹۲ - جبکہ شرائط کسی معاہدہ یا عطیہ یا اور انتقال جائداد کے یا کسی معاملہ کے جس کا قانوناً بشکل ایک دستاویز کے منضبط ہونا چاہیے حسب دفعہ ماسبق کے ثابت ہو جائین - تو کوئی شہادت کسی بابی اقرار یا بیان کی جو مابین اون فریق دستاویز قسم مذکور کے یا اونکے قائم مقامان حقیت کے ہوا ہو بغرض تردید یا تبدیل یا ازدیاد اون شرائط کے یا اخراج کسی امر کے اون شرائط مین سے منظور نکیجائیگی - شرح (مولفہ جسٹس محمود صاحب)

دفعہ ہذا ۹۱ مبنی ہی اوسی اصول اخراج شہادت پر جسپر کہ دفعہ ۹۱ مبنی ہی - دفعہ ۹۱ مین اس امر کی بحث ہی کہ جس حالت مین دستاویز مشعر معاہدہ وغیرہ پیش کیجاوی تو اوسکی نسبت شہادت لسانی نگذریگی اور دفعہ ہذا مین اس کی بحث ہی کہ جب ایسی دستاویز پیش

بھی ہو جاوی تو اوسکے مضمون کے ذریعہ کسی بیان کی نہ تردید کیجا سکتی ہی
نہ تبدیل کیجا سکتی ہی نہ ازدیاد ہو سکتا ہی نہ اخراج ہو سکتا ہی غرضیکہ
واضعان قانون کا یہہ منشا ہے کہ سوا اون چہہ حالتون کے جنکا شرائط
دفعہ ہذا مین ذکر کیا گیا ہی جب ایک معاہدہ کے شرائط احاطہ تحریر مین
آچکے ہون تو اوسکی نسبت افراط تفریط جائز نہین لیکن دفعہ ۹۱ و
۹۲ مین فرق یہہ ہی کہ دفعہ ۹۱ متعلق ہی تمام اشخاص سے گو وہ فریق
دستاویز ہون یا نہون لیکن دفعہ ہذا (۹۲) صرف ان لوگون سی
متعلق ہے جو فریق دستاویز یا اونکے قایمقام ہون اور دفعہ ۹۹
کی رو سے یہہ امر صاف کر دیا گیا ہی کہ جو اشخاص فریق دستاویز یا
اونکے قائمقام نہون اس قسم کی افراط تفریط ثابت کرنیکے مجاز ہین
پس دفعہ ہذا مین امور مفصلہ ذیل قابل ملاحظہ ہین۔ اول یہہ کہ تو عقد
دستاویز کی اوس قسم کی ہو جسکا ذکر ہے اور وہ حسب دفعہ ۹۱ داخل
ہو چکی ہو۔ دوم۔ کوئی شہادت کسی زبانی اقرار سے نہ داخل ہو گی
سوم۔ بشرطیکہ ادخال چاہنے والا فریق دستاویز یا اوسکا قائم مقام ہو
چہارم جبکہ ادخال بغرض افراط تفریط کے ہو۔

اس قاعدۂ عام سے مفصلۂ ذیل شرائط مستثنے ہین۔

شرط اول جائز ہے کہ ہر ایسا امر واقعہ ثابت کیا جائے جسکے سبب سے کوئی شخص مستحق ڈگری یا حکم کا اوسکی بابت ہوتا ہو۔

مثلاً فریب یا تخویف یا ناجوازی بحسب قانون یا عدم تکمیل حسب ضابطہ۔ یا بے منصبی کسی فریق کی متعاقدین مین سے یا نہ ادا کرنا یا قصور ادائے زرثمن یا غلطی کسی امر واقعہ یا امور قانونی کی۔

شرح

یہہ امر ظاہر ہے کہ جب سرے سے دستاویز کو بے اثر کرنا منظور ہوتا ہے اوسی شخصکو جسکو اوس دستاویز سے ضرر پہونچتا ہے منصب اوس دستاویز کے بے اثر ثابت کرنیکا ہے۔ کیونکہ مثلاً بحالت غلطی یا فریب وغیرہ کے یہہ ظاہر ہے کہ منشا فریق معاہدہ کا وہ نہین تھا۔ جو کہ غلطی سے دستاویز سے ظاہر ہوتا اور اسلیئے اوس قسم کی شہادت کا داخل کرنا جائز رکھا گیا ہے۔ کہ جس سے ایک ایسی غلطی ثابت ہو جس سے فریق دستاویز کو ایک ڈگری ملنے کا استحقاق ہو۔ تمثیل پانچ قابل ملاحظہ ہے شرح اسکا اوس مین امور مفصلۂ ذیل سے دستاویز بے اثر ہوجاتی ہے۔

(۱) فریب دفعہ ۱۷ و ۱۹ و ۲۴ و ۸۔ اکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۲ء و دفعہ ۳۹۔ اکٹ ۱ سنہ ۱۸۷۷ء

(۲) تخویف- دفعہ ۱۵- ایکٹ ۹ ۱۸۷۲ء قانون معاہدہ-

(۳) ناجوازی بحسب قانون- دفعہ ۲۳-۲۴- قانون معاہدہ و دفعہ ۱۴- ایکٹ ۱۸۶۱ء و دفعہ ۳۴۳- تعزیرات ہند-

(۴) عدم تکمیل حسب ضابطہ-

(۵) بے منصبی کسی فریق کی- دفعہ ۱۱ و ۱۲ قانون معاہدہ-

(۶) نہ ادا کرنا زرثمن کا- دفعہ ۲۵- قانون معاہدہ-

(۷) غلطی کسی امر واقعہ یا قانونی کی- دفعہ ۲۰ و ۲۱ و ۲۲ قانون معاہدہ و تمثیل (د) و (ہ)-

لیکن کسی فریق کو یہہ منصب نہیں ہے کہ کسی معاہدہ کو اپنا فایدہ اوٹھانیکے واسطے فریبی ثابت کرے- اور فریق مخالف کو اوسی سے پابند قرار دے- مقدمہ ساہ لکھمن لال- بنام- سری کشن سنگھہ بنگال جلد ۲ صفحہ ۷۹- پریوی کونسل-)

شرط دویم

موجودگی کسی علیحدہ اقرار زبانی کی نسبت کسی امر کے جو کہ دستاویز مین نہ لکھا گیا ہو- اور اوسکے شرائط کے مغایر نہو- جایز ہے کہ ثابت

کیجائے - اور یہ تجویز اس امر کے کہ یہہ شرط قابل لحاظ ہے یا نہین - عدالت
اسباب پر غور کریگی - کہ دستاویز کس درجہ تک حسب ضابطہ ہے
شرح - اس شرط کی تمثیلات (د) و (ز) و (ح) ملاحظہ
طلب ہین - واضح رہے کہ متن شرط ہذا مین عدالت پر یہہ لازم
رکھا گیا ہے کہ نوعیت دستاویز پر جسکی نسبت شہادت لسانی
شرط ہذا کی داخل کرنی جایز کی گئی ہے - غور کرے اور تمثیل (ح)
کے دیکھنے سے ظاہر ہوگا کہ صورت اول مین جبکہ دو سو روپیہ ہوائی
پر زید نے بکر سے مکان کرایہ پر لیا اور اوسکی نسبت صرف مجمل طور پر
ایک بیضابطہ دستاویز مین ذکر اوس معاہدہ کا لکھدیا تو زبانی شہادت
اوسکی مضمون پر ایزاد کرنے کے لیے - داخل کرنی جایز رکھی گئی - اور
دوسری صورت مین جبکہ زید نے کرایہ نامہ ایک نہایت باضابطہ
تحریر کیا اوس صورت مین زبانی شہادت واسطے ایزاد مضمون دستاویز
کے داخل نہوگی - وجہہ اسکی یہہ ہے - کہ ایک اصول قانون شہادت
کا ہے - کہ قیاس غالب ہے کہ جس شخص نے کسی معاہدہ کو اسقدر احتیاط
سے کرایا ہو وہ کوئی امر بیرون دستاویز نچھوڑیگا - اور پہلی صورت مین

چونکہ خود معاہدہ کے تحریر ہونیکی نسبت احتیاط نہین کی گئی تو قیاس قانونی مانع اس امر کا نہین ہے کہ شاید کوئی امر زبانی ٹھہر گیا ہو۔ ایک مقدمہ مین جسمین کہ اس امر کی بحث تھی کہ پٹہ مین کسقدر زمین داخل ہے اور اوس پٹہ مین کچھہ حدود اراضی کی جو بذریعہ اوس پٹہ کے دیگئی تھی مندرج نہ تھے ہائی کورٹ کلکتہ نے۔ یہہ تجویز کیا۔ کہ زبانی شہادت نسبت وسعت حدود اراضی کے جسکا کہ پٹہ دیا گیا ہے لیجا سکتی ہے اسلئے کہ شرائط کے متغایر نہین بلکہ پٹہ اوسکی نسبت ساکت ہے۔

(مقدمہ موہن لال رائے بنام اراپرباداسی۔ ویکلی جلد ۹ صفحہ ۵۶۶۔ دیوانی)

لیکن واضح رہے۔ کہ اگر بعوض ہونے ایک ایسے بیضابطہ پٹہ کے اگر ایک بیعنامہ باضابطہ تحریر ہوا ہوتا اور اوسمین حدود اربع کسی اراضی کے تحریر ہوتے تو حسب شرائط ہذا۔ اجازت ادخال شہادت نسبت کسی اقرار زبانی کے متعلقہ وسعت حدود داخل نہو سکتی جیسا کہ تمثیل (ج) دفعہ ہذا سے ظاہر ہے

شرط سوم

موجودگی کسی علیحدہ اقرار زبانی کی جو ایک ایسی شرط ہو کہ کسی معاہدہ یا عطیہ یا انتقال جایداد سے جو ذمہ داری عاید ہوتی ہو۔ اوسپر وہ

مقدم ہے۔ جائز ہے کہ ثابت کیجائے (اس شرط کی ساتھہ تمثیل (ای) قابل ملاحظہ ہے)

شرط چہارم

موجودگی کسی صاف وصریح اقرار زبانی مابعد کی درباب تنسیخ یا ترمیم کسی معاہدہ یا عطیہ یا انتقال جائداد مذکور کے جائز ہے کہ ثابت کیجائے بجز اون مقدمات کے جنمین کہ معاہدہ یا عطیہ یا انتقال جائداد کا۔ از روے قانون تحریراً ہونا ضروری ہے یا مطابق قانون رجسٹری دستاویزات مجریہ وقت کے جسکی رجسٹری ہو چکی ہو۔ **شرح** یہہ شرط اس اصول قانون پر مبنی ہے۔ کہ جو چیز ایک قسم کے وسایل سے قایم کی گئی ہو۔ تو وہ اوس سے کم درجہ کے وسیلون سے معدوم نہین ہو سکتی۔ پس شرط ہذا مین۔ معاہدہ۔ جسکا قانوناً تحریری ہونا لازم ہو۔ یا۔ جسکی رجسٹری حسب قانون رجسٹری ہو چکی ہو۔ وہ زبانی معاہدہ سے نہ ترمیم ہو سکتا ہے نہ باطل ہو سکتا ہے واضح ہو کہ لفظ زبانی قابل غور ہے۔ کیونکہ تحریری معاہدے یا رجسٹری شدہ معاہدہ کے وجود کی نسبت جس سے کوئی معاہدہ تحریری یا رجسٹری شدہ سابق ترمیم ہوتا ہو۔ یا باطل ہوتا ہو اوسکی شہادت قابل

ادخال ہے۔ لیکن چونکہ فصل ہذا میں صرف اون صورتونکا بیان ہے
جنمیں شہادت لسانی بمقابلہ شہادت دستاویزی کے داخل نہین ہوسکتی
اسوجہ سے واضعان قانون نے یہان صراحت نہین کی اور نیز اوسکی تحقیقات
بے محل ہوتی۔

شرط پنجم

جائز ہے کہ یہ رسم یا رواج ثابت کیا جاوے جسکے ذریعہ سے وہ لوازم جو کہ
کسی دستاویز معاہدہ مین صراحتاً یا صریحاً غیر مرقوم ہون لاحق ہون۔ مگر شرط یہ ہے
کہ لاحق ہونا کسی ایسے لوازم کا اس دستاویز کے شرایط صریح کے خلاف
یا مغایر نہو۔ **شرح** اس قسم کے دستورات کا ثبوت قانون نے
اسی وجہ سے قابل ادخال تصور کیا ہے کہ قیاس اغلب ہمیشہ یہ ہوتا ہے
کہ جبکہ ایک دستور کسی امر کی نسبت پوری طور پر قایم ہو۔ تو جب اوس
امر کی نسبت کوئی معاہدہ ہو۔ تو گو صراحتاً ظاہر کیا گیا ہو ضمناً ہمیشہ
مفہوم ہوتا ہے۔ مثلاً بعض مقامون مین آم بحساب سیکڑہ کے بکتے
ہین۔ اور ہر سو پر پانچ آم زیادہ ملتے ہین۔ پس اگر ایسے مقام پر کہین
معاہدہ نسبت خریداری۔ پانچ سیکڑہ کے ہو تو حسب شرط ہذا اسکے

نزاع باہمی مین یہہ امر ثابت کیا جا سکتا ہے کہ گو دستاویز مین پانچ
سیکڑہ مندرج ہین لیکن مراد ۵۲۵ تھی - پریوی کونسل نے ایک
مقدمہ مین یہہ تجویز کیا کہ جس معاہدہ مین سود کی نسبت کچھہ شرط نہو تو
سود عدالت نہ دلوائیگی - جب تک پوری طور پر یہہ ثابت نہو کہ
رواج تجارتی اسقدر عام تہا کہ بلا اندراج شرط سود کے سود ملتا تہا

(جگموہن گہوس - بنام - کیسری چند رسور انڈین اپیل جلد ۹ صفحہ ۵۵۶)

لیکن خلاف منشار صریح دستاویز کے شہادت رسم کے نسبت
ہنڈوی کے داخل نہین ہوسکتی کیونکہ وقعت ضمنی شرط رسم کی
اوس صورت مین ہوتی ہے جبکہ صراحت دستاویز مین نہو -

(مقدمہ اندر چند ڈونگر - بنام - بچھی بی بی جلد ۷ - بنگال - صفحہ ۶۸۲)

لیکن ایک مقدمہ مین جسمین کہ یہہ رسم مہاجنی طور پر ثابت ہوئی
کہ گماشتہ پر ہنڈوی کی ذمہ داری عاید نہین ہوسکتی - ہائی کورٹ
کلکتہ نے یہہ تجویز کیا کہ ایسے رسم قابل پذیرائی ہے -

(ہری موہن بسیاکہا - بنام - کرشنو موہن بسیاکہا جلد ۹ بنگال صفحہ ۱ - دیوانی)

چنانچہ ایک مقدمہ مین جسمین ایک خاص فصل اناج کی خریداری کی دستاویز

شرط یہ تھی - اور بائع نے اوس معاہدہ کے پورا کرنیمین بالعوض اسکے کہ کل اناج فصل مذکور کا مشتری کو دے - دو فصلونکا اناج مشتری کو ملا کر دیا - اور یہہ عذر پیش کیا کہ ایسی رسم ہے کہ ایک قسم کا اناج کہ دو مختلف فصلون کا ہو ملا کر بیچ سکتے ہین - عدالت ہائی کورٹ کلکتہ نے یہہ قرار دیا کہ درصورتیکہ دستاویز مین شرط اناج کی فلان فصل کی ہونیکی صریح ہے - تو کوئی شہادت خلاف ایسے معاہدہ کے نہ لیجاویگی - (مقدمہ میکفرلین بنام کائز - جلد ۹ بنگال صفحہ ۵۹ ہم)

لیکن ایک اور مقدمہ مین جبکہ پورے طور پر یہہ ثابت کر دیا کہ حسب رسم ممالک مغربی و شمالی کے رعیت کو خاص ضلع مین اختیار کہودنے کنوئے یا لگانے درخت کا ہے - اراضی زمیندار پر - تو اوسکا یہہ فعل نقض معاہدہ کاشتکاری سمجھا گیا -

(مقدمہ کنج بہاری پاٹک - بنام شیو بالک ہائی کورٹ آگرہ)

لیکن عدالتون کو شرائط معاہدہ پر رسم کیوجہ سے معانی پہنانے مین از حد احتیاط لازم ہے - اور جبتک نہایت صریح طور پر وجود رسم ثابت نہو تو دستاویز کی پوری تعمیل ہونی چاہیے -

شرط ششم

ایسا واقعہ جایز ہے کہ ثابت کیا جاے جس سے ظاہر ہوتا ہو کہ کسطرح عبارت دستاویز کی واقعات موجودہ سے علاقہ رکھتی ہے۔

شرح۔ جبکہ کوئی وسیلہ اس امر کے تحقیق کرنیکا نہین ہو کہ دستاویز کس شے سے یا کس امر سے متعلق ہے تو البتہ شہادت لسانی دستاویز کے معانی صاف کرنیکی غرض سے لیجا سکتی ہے۔ مثلاً اگر کسی شخص نے بیعنامہ مین یہ لکھا۔ کہ مین نے نیم والی حویلی فلان شخص کے ہاتھہ بیچ ڈالی اور بایع کی دو حویلیان ہون جنمین نیم کا درخت ہے۔ تو اس امر کی شہادت لیجا سکتی ہے کہ اون دونون مین سے کون سی حویلی مراد تھی۔ علی ہذالقیاس۔ لیکن اس مثال مین اور تمثیل (ح) مین فرق یہ ہے کہ ایک مین یہ لامعلوم ہے کہ کونسی حویلی مراد ہے۔ اور تمثیل (ح) مین حدود جایداد واقع رام کے نقشہ سے ظاہر ہین۔

(نوٹ۔ دیکھو شرح دفعہ ۹۲۔ کتاب شرح قانون شہادت مولفہ جسٹس محمود صاحب از صفحہ ۳۳۵۔ لغایت ۳۴۲)

نظائر متفرقہ

ایک مقدمہ مین روبرو عدالت ہائی کورٹ کلکتہ کے یہہ حجت پیش کی گئی کہ ایک غیر مشکوک معاہدہ تحریری بیع وشری کاغذ سرکاری کا ایک معاہدہ ہے۔ یا اقرار بطور شرط یعنے ہارجیت کی جسکو شرائط ظاہری خود معاہدہ پرطے ہونا چاہیئے اور واسطے تبدیل یا تنسیخ شرائط کے شہادت زبانی پذیرہ نہ ہونی چاہیئے (مقدمہ جگرناتھ شیو بخش وغیرہ بنام رام دیال وغیرہ انڈین لارپورٹ کلکتہ جلد ۹ صفحہ ۷۹۱ و ڈمینس ڈائجسٹ صفحہ ۱۸۲۱ (۲۵۳)۔

شہادت زبانی واسطے تنسیخ بیعنامہ کے جو بموجب شرائط دستاویز کے قطعی ہے۔ قابل پذیرائی نہوگی (ویکلی رپورٹر ۱۸۶۴ء صفحہ ۳۰۰ و ڈمینس ڈائجسٹ صفحہ ۱۸۲۲ (۵۷)۔

ایک مقدمہ مین مدعاعلیہ نے تحریر و تکمیل بیعنامہ کو تسلیم کیا لیکن یہہ عذر کیا۔ کہ اوسکے ساتھی یہہ معاہدہ زبانی ساتھ شرط کمی کے ہوا تھا۔ کہ بیعنامہ صرف ایک ضمانت بغرض ادا کرنے زرموعودہ کے ٹھیک وقت مقررہ پر ہے۔ چنانچہ ایک جز وکثیر

ادس روپیہ کا مشتری کو ادا ہو چکا ہے - ہائی کورٹ سے تجویز ہوا
کہ مدعا علیہ شہادت زبانی خلاف معاہدہ تحریری کے نہیں دے سکتا ہے
کیونکہ یہ بیان وہ معاملہ رہن کا تھا نہ کہ معاملہ بیع کامل کا بالکل
برعکس بیعنامہ کے ہے جسکے خلاف میں زبانی شہادت حسب دفعہ
۹۲ - قابل پذیرائی نہیں ہے - (مقدمہ تیا پا - بنام - سندر داس
جگجیون داس - انڈین لاء رپورٹ بمبئی جلد اول صفحہ ۳۳۲ ڈیمس ڈائجسٹ
صفحہ ۱۸۲۳ - جلد ۲ - ایڈیشن (۶۲) -

الف نے بذریعہ ایک بیعنامہ قطعی کے ذریعہ سے اراضی بدست
(ب) بعوض مالعہ کے فروخت کی - الف نے یہ بیان کیا
کہ بوقت قرارداد معاملہ کے یہ امر معلوم فی الذہن بلکہ زبانی متعاقدین
میں طے پا گیا تھا کہ یہ معاملہ بیع کا فی الاصل صرف بطریق ضمانت کے
واسطے چار سو روپیہ کے تھا جو شخص ثالث (ج) کا باقی تھا بذریعہ
ایک صلحنامہ کے جو فیما بین (الف) اور (ج) کے بنا بر ایفائے القاء زر ڈگری
تعدادی آٹھ سو تیس ۸۳۰ کے (فیما بین الف و ج) ہوا تھا اوسوقت
یہ بھی زبانی اقرار فیما بین الف و (ب) ہوا تھا کہ بروقت

ادا کرنے روپیہ کے منجانب الف کے ج کو۔ یہہ دستاویز بیعنامہ
الف کو واپس ہو جائیگا۔ آخر کار الف نے دعوی اپنا بنام ب کے
واسطے واپسی قبالہ بیع کے اس بیان سے دایر کیا کہ اوس نے کل روپیہ
یا قلتی ج کا ادا کر دیا ہے۔ تجویز ہوا۔ کہ دفعہ ۹۲ قانون شہادت
ایکٹ نمبر ۱ سنہ ۱۸۷۲ع اس امر کو مانع ہے کہ زبانی شہادت نسبت معاہدہ
زبانی کے جس سے تردید دستاویز بیعنامہ کی ہوتی ہو لیجاوے۔
(مقدمہ رام دیال باجپئی بنام ہیرالال پیرے کلکتہ لارپورٹ جلد ۳ صفحہ ۳۰۴
اور ڈبیس ڈائجسٹ جلد ۲ صفحہ ۱۶۲۵ (۶۴)۔
ایک پرامیسری نوٹ بلا اقرار ادائے سود کے تحریر ہوا۔ لیکن بعد
اوسکے زبانی معاہدہ ادائے سود کا کیا گیا۔ ایسی شہادت زبانی
بموجب ضمن ۲۔ دفعہ ۹۲۔ قانون شہادت کے بغرض اثبات
اقرار سود کے پیش ہو سکتی ہے (مقدمہ سوداسی ویلی۔ بنام۔ سیال ونگ
کلکتہ لارپورٹ جلد ۱۲۔ صفحہ ۱۶۳)

۹۷ دستاویز لازمی غیر رجسٹری شدہ

ایک مقدمہ میں یہہ طے پایا۔ کہ ادا کرنا روپیہ کا منجانب ب بنام ج

مرتہن بادائے زر رہن کے - الفا معاوضہ رہن کا ہے بنا بر سقوط
حق مرتہن کے ہی اور جو رسید ایسی دای کی منجانب مرتہن
تحریر کیجائے - بموجب دفعہ ۱۷ - (ج) اکٹ رجسٹری نمبر ۳ بابت ۱۸۷۷ء
ایک دستاویز ہے جسپر رجسٹری لازمی ہے اور اگر اوسکی رجسٹری
نہیں ہوئی تو وہ بموجب دفعہ ۴۹ - قانون مذکور قابل پذیرائی
شہادت نہیں ہے - (دلیپ سنگھ بنام درگا پرشاد انڈین لا رپورٹ
الہ آباد جلد ۴ صفحہ ۴۴۲ - اور مقدمہ لپساوا بنام کلکابا - انڈین لارپورٹ بمبئی
جلد ۳ صفحہ ۴۷۹ - و مقدمہ مہادجی - بنام - دیانکاجی - انڈین لارپورٹ
بمبئی جلد اول صفحہ ۱۹۷ - و مقدمہ راما بنام - اڈتا - انڈین لارپورٹ
بمبئی جلد ۷ صفحہ ۲۲۳ - کی تقلید کی گئی - اور مقدمہ لنکایا بنام -
چن بسایا - انڈین لارپورٹ ۴ بمبئی صفحہ ۲۳۵ - اختلاف کیا گیا - اور
مقدمہ متن جینی داسی بنام - رام نرائن سدا کمن - انڈین لارپورٹ کلکتہ جلد ۸
صفحہ ۳۹۲ کا حوالہ دیا گیا - دیکھو - مقدمہ امداد حسین بنام تصدق حسین -
انڈین لارپورٹ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۲۳۵ -) عمر نے بکر کے نام حقیت
اس بیان سے لکھی کہ مابین اوسکے یہ اقرار ہوگیا ہے کہ عمرو بعض

اراضی بکر کے ہاتھہ بعوض مبلغ چار ہزار پانسو کے فروخت کرے اور عمرو نے پانسو منجملہ اس رقم کے پائے اور محض مستحق پانے زر باقی کا بعد تحریر بیعنامہ اندر میعاد معینہ کے ہے اور اوسکو اراضی سے کچھہ تعلق کسی قسم کا نہین رہا۔ تجویز ہوی۔ کہ چونکہ چٹھی رجسٹری شدہ نہین ہے لہذا وہ بہ ثبوت اقرار انتقال کے قابل پذیرائی نہین ہے۔

(مقدمہ رام ساحی (مدعا علیہ اپیلانٹ) بنام رام ساحی مدعی۔ انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۵ صفحہ ۱۱۵)

ایک پٹہ جسمین یہہ تحریر ہے کہ جب تک کاشتکار جوتے رہے اور لگان بقرر ادا کرتا رہے قابض رہیگا۔ ایک ایسا پٹہ ہے جو ایک سال کی میعاد سے زیادہ کا ہے لہذا بموجب دفعہ ۱۷ ایکٹ رجسٹری ۱۸۶۶ء کے اوسکی رجسٹری لازمی تھی۔ اور بوجہہ نہ رجسٹری ہونیکے بموجب دفعہ ۴۹ شہادت مین پذیرا نہین ہو سکتا ہے۔

(مقدمہ شیو غلام۔ بنام۔ بیدی ناتھہ ۴ N.W. ۳۶۔ ڈائجسٹ انڈین لا کیسز جلد ۴ صفحہ ۱۹ ۷ ۴ (۹۹))

باوجودیکہ ایک دستاویز فی الواقع رجسٹری ہوئی ہے اور اوسکو اوس افسر نے رجسٹری کیا ہے۔ جو خاص اسکے واسطے مقرر ہوا تہا

تاہم وہ دستاویز شہادت مین اسوجہ سے قابل پذیرائی نہین ہے (بموجب دفعہ ۴۹) کیونکہ رجسٹری اوسکی خلاف ضوابط معینہ قانون رجسٹری کے ہوئی ہے۔ (مقدمۂ محمد الطاف علی خان بنام پرتاب سنگھ ۵-W-N-۱۹۱ ڈائجسٹ انڈین لا ٹیمز جلد ۴ - صفحہ ۴۰۶ (۳) ۔

ایک ایسا تمسک قرضہ زاید سو روپیہ کا جسمین ذمہ داری ادائی قرضہ کی باستغراق اراضی تحریر ہو محض بغرض اثبات قرضہ و معاہدہ ذاتی ذمہ داری بطور ضمانت کے باوصف غیر رجسٹری شدہ ہونیکے شہادت مین قبول ہو سکتا ہے۔ (مقدمۂ الفت النسا عرف آنی جان بی بی بنام حسین خان - انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۹ - صفحہ ۲۰۵ و کلکتہ لا رپورٹ جلد ۱۲ - صفحہ ۲۰۹) ۔

الف نے ساتھ ب کے بذریعہ دستاویز غیر رجسٹری شدہ کے معاہدہ کیا کہ ب ایک خاص اراضی پر اس غرض سے قابض رہیگا تاکہ تحصیل منافعہ سے زر قرضہ بیباق کرے - منافعہ کی تعداد تخمینی معین تھی - اور یہہ بھی شرط تھی - کہ اگر ب کے قبضہ مین مزاحمت ہو تو اوسوقت مین الف زر قرضہ باقی اصل و سود تاریخ قرضہ سے ادا کریگا

ب - قبضہ سے بیدخل ہوگیا - اور الف - پر بموجب معاہدہ وصول قرضہ کی نالش کی تجویز ہوئی کہ - چونکہ معاہدہ اداے قرضہ کا مبنی اصل معاہدہ پر ہے جو بوجہ غیر رجسٹری شدہ ہونیکے ثابت نہین کیا جا سکتا ب - زر متدعویہ وصول نہین کر سکتا ہے -

(مقدمہ ونکٹراسے دربنام - باپی - انڈین لارپورٹ مدراس جلد ہشتم صفحہ ۱۰۲)

باوجودیکہ دستاویز قرضہ تعدادی تین ہزار پانسو جسمین اراضی مکفول تھی - غیر رجسٹری شدہ تھی لیکن بغرض اثبات اقبال قرضہ کے بمقابلہ قارض اوسکی ذاتی ذمہ داری قایم کرنیکو شہادت مین قابل قبول ہے

(مقدمہ خوشحال بنام - بہاری لال - انڈین لارپورٹ الہ آباد جلد سوم صفحہ ۵۲۳)

دفعہ ۵۸ تجویز کرنا قیمت واقعی کا

ذکر بار ثبوت مین ہم یہ تحریر کر چکے ہین کہ نفس الامر مین زر مزید کا ثابت کرنا اوس شخص پر ہے جو اوس زاید رقم کا طلبگار ہو - چنانچہ مقدمات مصرحہ ذیل سے پوری پوری تشریح اسکی ہو - مقدمہ نوبت سنگھ بنام کشن سنگھ مین ہائی کورٹ الہ آباد مین یہ واقعات ظاہر ہوئے عدالت مرافعہ اولی نے نالش نفاذ حق شفعہ کو باوجود اس تجویز کے کہ مدعی کو استحقاق مذکور

حاصل ہے۔ اس بنا پر ڈسمس کیا۔ کہ واقعی قیمت جائداد کی اوس رقم
سے زیادہ ہی جو مدعی نے اپنی عرضیدعوی مین بیان کی ہے اور مدعی نے
اپنے عرضیدعوی نالش مین یہ بیان نہین کیا کہ وہ اوسقدر قیمت کے
ادا کرنے پر آمادہ و مستعد ہی جو قیمت واقعی عدالت تجویز کرے۔ بر طبق
اپیل منجانب مدعی عدالت تحت اپیل نے ڈگری بحق نامبردہ اس شرط سے
صادر کی کہ مدعی وہ رقم کثیر میعاد معین کے اندر ادا کرے۔ تجویز ہوئی
کہ یہ ضرور نہین کہ جو عدالت ماتحت اپیل نے باستعمال اپنے اختیار ابتدائی
کے نسبت اس معاملہ کے ہے۔ اوسمین دست اندازی کیجائے علی الخصوص
جبکہ یادداشت اپیل دوم مین مدعا علیہ نے کوئی اعتراض ایسے اختیار کے
استعمال کی نسبت نہین کیا۔ (مقدمہ درگا پرشاد۔ بنام۔ نوازش علی کا
فرق ظاہر کیا گیا (مقدمہ نوبت سنگھ بنام کشن سنگھ انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۵۱۲)
ایک دوسرے مقدمہ مین۔ منجانب وکیل ذیعلم مدعا علیہ رسپانڈنٹ
کے یہہ حجت صحیح پیش ہوئی ہے۔ کہ دو نو عدالت ماتحت فی الحقیقہ تجویز
کرنے مین غلطی کی ہے۔ کہ مدعی شفیع پر مدعا علیہ مشتری کو ادا کرنا صرف
للعہ روپیہ کا جو بابتہ بیع بالوفا وقت اجراے اطلاعنامجات بیعیات کے

یا فعتنی لازم تہا سو ہمکو یہ تجویز کرنیمین کچھہ پس وپیش نہین کہ شفیع پر
درباب نفاذ شفعہ نسبت ایک ایسے معاملہ بیع کے جو شروع مین
تو معاملہ بیع بالوفا ہو ۔ مگر بعدہ ۔ لاکلامی ہو جاوے ۔ ادا کرنا مشتری کو
او س قیمت کا لازم ہے جسکے عیوض آخر الذکر مشتری لاکلامی ہو گیا ہو
بلکہ وہ کل مقدار ہے جو از روے بیع بالوفا سال مہلت کے منقضی
ہونے پر جبکہ معاملہ بیع بوجہہ عدم ادائے زر یافعتنی کے لاکلامی ہو گیا ہو
واجب ہو (مقدمہ عاشق علی بنام متہرا کاندو ۔ انڈین لارپورٹ الہ آباد جلد پنجم
صفحہ ۸۰) اگر درصورت رہن عدالت تجویز کرے کہ وہ تعداد جسکا
دعوی مرتہن نے کیا ہے واقعی واجب الادا بابتہ رہن نہ تھی ۔ اور
اوسے تعداد کا دعوی نیک نیتی سے نہین کیا گیا تہا ۔ اور یہہ کہ وہ
تعداد جائداد مرہونہ کے واجبی قیمت سے زائد تہی ۔ تو جو تعداد
مرتہن کو ملنی چاہیے وہ تعداد ایسی قیمت بازار سے نہو گی جو عدالت
تجویز کردے دفعہ ۳ ۵ ۔ اکٹ ۱ ۱۸۶۵ ع کیپر صاحب جوڈیشل
کمشنر اودہ نے سیلکٹ کیس نمبر ۴ مین تحریر فرمایا ہے کہ جب تک
اندراج زرثمن مندرجہ دستاویز مین فریب یا بددیانتی کا ہونا ثابت

نہ کیا جاے عدالت کو لازم نہین ہے کہ زر ثمن کم کرے۔

مد ۸۹

سود وسود درسود

مقدمہ الوپرشاد بنام سکھن بین ۔ عدالت ہائی کورٹ نے یہ تجویز صادر کی ۔ درباب عذرات پنجم وششم اپیل کے مجھکو عدالتہاے ماتحت سے نسبت اونکی تجویز متعلقہ زر نفقہ مدعا علیہ اور اس امر کے کہ اونہون نے اوسکو سود وسود درسود دلانے سے انکار کیا کچھ وجہ اختلاف کرنیکی معلوم ہوتی ہے مشتری کی یہ حجت ہے کہ نامبردہ مستحق پانے مبلغ مالعہ یعنے تعداد متذکرۂ اطلاعنامہ بیعیات کا ہے جسکی بنا پر بیعیاد اوسکے رہن کا ہوا ہو ۔ اور اوسنے ڈگری مورخۂ ۱۶ ۔ اپریل ۱۸۸۱ء پائی ۔ صاحب جج یہ کہتے ہین کہ وہ ایک ڈگری یکطرفہ تھی سگو کہ اوسکی روسے قبضہ مالکانہ جائداد متنازعہ کی بذریعہ بیعیات رہن کے ڈگری ہوئی ہو ۔ لیکن اوسمین یہ بات صاف وصریح مندرج نہین ہے کہ یہ کارروائی بعوض زر مندرجۂ اطلاعنامہ بیعیات یعنے مالعہ کی ہوئی ہے ۔ یہ حجت پیش نہین ہوئی تھی اور اسوجہ سے عدالت کو اختیار تہا کہ مقدمۂ ہذا مین اس

معاملہ پر غور و لحاظ کرتی - مگر از روئے شرائط بیعنامہ کے سود و سود
در سود بعض صورتون مین روا رکھا گیا ہے - ہمکو وجہ شک کرنیکی اسبات
مین معلوم نہین ہوتی ہے کہ راہن پر اگر وہ انفکاک رہن کرانا
تو ادا کرنا - سود کا بموجب شرائط دستاویز کے باوجود تجویز عدالت
ہذا متعلقہ مقدمہ محولہ عدالت مرافعہ اوسکے لازم آتا -

(لچھمن سنگھ بنام - پربھولال - رپورٹ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی بابتہ سنہ ۱۸۶۹ع
صفحہ ۳۵۱) کیونکہ اوس مقدمہ مین لینا زیادہ شرح سود کا بوجہ فسخ
شرائط دستاویز کے بطور مناسب تاوان متصور ہوا تھا -
مگر مقدمہ ہذا مین شرح سود از روئے شرائط دستاویز در صورت
واقع ہونے نادہندی سود کے بڑہائی نہین گئی - بلکہ وہی رہی ہے
اور تجویز یہ ہوئی ہے کہ بڑہانا شرح سود کا بعد فسخ شرائط کے تاوان
متصور ہوتا ہے جو کچھ کہ راہن کو واسطے انفکاک جائداد کے ادا کرنا
ہوتا وہی بطور معقول شفیع ہے بشرطیکہ نامبردہ جائداد کو مرتہن سے
ایسی صورت مین لے کہ راہن انفکاک مین قاصر ہے - طلب کر سکتا ہے
مین اسقدر اور لکھ سکتا ہون کہ کوئی حجت فریب کے متعلق اس جرح

مقدمہ کے پیش نہین کی گئی ہے یہہ بات نہین ہے کہ مرتہن نے
گویا فریبًا بوقت بیعیات وبسازش راہن کے حساب غیر صحیح دروغ
اسغرض سے مرتکب کیا کہ دعویدار کو دہوکہا ہو۔ اور وہ اپنے
شفعہ کے پیش کرنے سے محروم ہوجائے۔ پس میرے نزدیک مدعاعلیہ
مستحق پانے سود درسود کا تاریخ بیعیات سے ہے۔ مگر بعدہ اوسکو
سود درسود نہین مگر سود محض بشرح مندرجہ تمسک کے ملنا چاہیے
اور تاریخ نالش سے اوس میعاد تک جو عدالت سے شفیع کو واسطے داخل
کرنے زرثمن کے ملی۔ سود بشرح فیصدی ۶ کے دلایا جائے۔
بنائً علیہ میرے دانست مین ڈگری عدالت اپیل ماتحت مطابق
اون مراتب کے جو اوپر ظاہر کیے گئے ہین ترمیم۔ اور اپیل معہ خرچہ کے
ڈسمس ہونا چاہیے۔ (مقدمہ اٹو پرشاد۔ بنام سکھن انڈین لا رپورٹ الہ آباد
جلد سوم صفحہ ۶۱۰)۔ بمقدمہ مادہو سنگھ وغیرہ بنام کاشی رام وبرو
عدالت ہائی کورٹ کے یہہ واقعات ظاہر ہوئی۔ یہہ نالش ۲۷
جولائی ۱۸۸۰ع کو واسطے دلاپانے ایک قم سالم ۱۴۰ کی بربنائے
ایک رہننامہ مورخہ ۱۵۔ اگست ۱۸۸۰ع کے دائر ہوئی عدالت ہائے

ماتحت نے دعوی ڈگری کیا۔ اپیل مین یہ امر تجویز طلب ہی کہ مدعا علیہ
کہان تک ذمہ دار سود کا زر اصل پر ہے۔ زر اصل قرضہ بقدر للعہ
کے معہ سود بالاے سود بحساب فیصدی عہ ماہواری کے تھا۔ اور
ہماری یہ رائے ہے کہ بنظر ان حالات کے سود بالائے سود ندلانا چاہیے
ہمکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ مدعا علیہ کے اوپر تحصیل مین فورًا مالگذاری
واجب الادا کرنیکی تاکید تھی۔ اور اس امر سے یہ فائدہ اوٹھایا گیا
کہ مدعا علیہ کو کرنے تحریر تمسک پر بشرح سود بالائے سود بہ حساب زائد
للعہ سیکڑہ سالیانہ کے راضی کیا گیا۔ گو اطمینان کافی بذریعۂ
رہن جائداد کے بابت رقم قلیل قرضہ کے۔ علاوہ برین از روے شرائط
تمسک کے مدعی کو ہر وقت یہ اختیار تھا کہ تمسک کو بذریعۂ نیلام کرانے
جائداد مرہونہ کے نافذ کرانا بجائے اوسکے کہ یہہ کارروائی کرے اوسنے
دیدہ ودانستہ قرضہ کو اسوجہ سے وصول نکیا کہ سود بالائے سود بشرح
زائد مجتمع ہوجائے۔ ہمارے نزدیک یہہ معاملہ ایسا سخت وخلاف
ایمان تھا۔ کہ بنظر بہ جملہ حالات عدالت انصاف کو اوسکا پورا پورا
نافذ کرنا نامناسب وخلاف انصاف کے ہوگا یہ امر کہ عدالت کو

عدالت کو ایسے معاملات کے نافذ کرنے سے انکار کرنیکا اختیار بلا شبہ ہے
اور اسناد پر مبنی ہے - اور ہم حوالہ مقدمہ کامنی سندری چودہراینے بنام
کالی پرشنو گہوس انڈین لارپورٹ کلکتہ جلد ۲ صفحہ ۲۲۵ منفصلہ
پریوی کونسل اور مقدمہ محولہ مقدمہ مذکور نیتن بنام کوک لارپورٹ
اپیل ہائے چانسری جلد دہم صفحہ ۳۰۹ کا حوالہ دیسکتے ہین - اسی قسم
کا اصول فیصلہ ایک بینچ عدالت ہذا مین بمقدمہ لالی بنام رام پرشاد
انڈین لارپورٹ الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۴۷ قرار دیا گیا تہا - ہم ڈگری
عدالت ماتحت کو ترمیم کرتے ہین اور زر اصل للعہ معہ سود سادہ
بشرح للعہ سیکڑا سالانہ کے تاریخ ارجاع نالش تک معہ سب کے
خرچہ کے ڈگری کرتے ہین (مادہو سنگھ بنام کاشی رام انڈین لارپورٹ الہ آباد
جلد ۹ صفحہ ۲۲۰ -)

تجویز

دفعہ ۹۰

بموجب باب ۱۷ - دفعات ۱۹۸ - لغایتہ ۲۰۴ ضابطہ دیوانی کے
عدالت کو اپنی قلم سے تجویز تحریر کرنا چاہیے - بہت سی تجویزین جو
بجائے خود معقول ہین نہایت غیر مکمل ہوتی ہین - اور انمین مختصر

بیان مقدمہ کا حسب منشار دفعہ ۲۰۳ ضابطۂ دیوانی نہین لکھا جاتا ہے
بعض تجویزون مین ہر ایک گواہ کا تمام وکمال اظہار لکھنا ہوتا ہے -
یہ بالکل فضول ہے - اگرچہ یہ ممکن ہے کہ بعض اوقات ضرورت
حوالہ دینے یا نقل کرنے ایک جزو بیان کسی گواہ خاص کی ضرورت ہو
لیکن حرف بحرف تکرار کرنا یا آنکہ کل گواہان پیش کردہ کے اظہارات
کا خلاصہ کرنا صرف تضیع اوقات ہے - بہت سی تجویزون مین تنقیحات
مقدمہ درج نہین ہوتی ہین - نہ ہر ایک تنقیح پر علیحدہ تجویز ہوتی ہے
ہر تجویز کو بجائے خود مکمل ہونا چاہیے - تاکہ ضرورت حوالہ دینے دوسرے
کاغذ کی ہو - اکثر ایک خلاصہ تقریرات یا شجرہ ابتدائی کا تجویز مین
مانع ضرورت حوالہ دینے دیگر کاغذات کا ہوگا - اور عدالت اپیل کو
اوس سے موقع ملیگا کہ اپیل کو بموجب دفعہ ۵۶۱ - ضابطۂ دیوانی
کے فیصلہ کرے - اور فریقین کو خرچہ اپیل بحث شدہ سے بچا دے

(دفعہ ۳۰ - سرکلر نمبر ۳ سنہ ۱۸۷۳ء مجریہ صاحب جوڈیشل کمشنر اودھ)

مد ۹۱ ڈگری

ڈگریان اکثر لاپروائی سے بنائی جاتی ہین - اور بلا لحاظ ہدایت ہائے

مندرجہ دفعات ۲۰۶ لغایت ۲۱۶ - ضابطۂ دیوانی کے ہوتی ہین ڈگری
مین صرف دادرسی منظور شدہ کی ہونا چاہیے - اور دعوی مین تاریخ
دستاویزات نمبر کھیت حقیت متدعویہ وغیرہ درج ہونا چاہیے -
دفعات ۵۰ و ۵۸ و ۲۰۶ - کو دیکھنا چاہیے - مقدمات شفع وغیرہ
مین زر واجب الادا و تاریخ جسکو یا جسکے قبل وہ روپیہ ادا کرنا چاہیے
صاف طور پر ڈگری مین درج ہونا چاہیے - جبکہ جائداد بموجب دفعہ ۹۰
اکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ع قابل نیلام قرار دیجائے تو ڈگری مین صراحت
جائداد و تاریخ ادائے دین کی ہونا چاہیے - اور یہ ظاہر کرنا چاہیے
کہ جائداد جو نیلام ہوتی ہے اون تمام دیون سے جو بعد اوس تاریخ
کے پیدا ہوئے ہون مبرا ہے - ڈگری کو چاہیے کہ بجائے خود ایک
ایک مکمل اور مطلب خیز دستاویز ہو - تاکہ نتیجہ مقدمہ کے ثابت
کرنے مین صرف ڈگری کافی ہو - جسطرح پر کہ اکثر معمولی طریقے سے
ڈگریان بنائی جاتی ہین اونمین اکثر اوسکی ضرورت ہوتی ہے کہ اوسکے
معنے سمجھنے کے لیے تجویز دیکھی جائے - (دفعہ ۲۶ سرکلر نمبر ۳ سنہ ۱۸۹۳ع مذکورہ بالا)
اب بموجب دفعات ۸۶ و ۸۹ و ۹۱ - اکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ع ڈگریونکی

مطبوعہ فارم عدالتوںمیں جاری ہیں۔ لیکن بعض مقدموںمیں بوجہہ
لاپروائی ڈگری نویسوں کے پورے طور سے خانہ پری اوسکی باحتیاط
نہیں ہوتی ہے۔ ملک اودہ میں بموجب دفعہ ۱۴۱۔ ایکٹ ۱۸۷۶ع
ڈگری مقدمہ شفعہ میں یہ امر لازمی ہے کہ جج مقدمہ ڈگری میں
وہ دن تحریر کرے جسدن کو یا جسکے قبل زرثمن یا تعداد قیمتی مشتری
یا مرتہن ادا کیجائے۔ واضح رہے کہ یہ امر لازمی ہے کہ اوسکی فروگذاشت
سے ڈگری بے معنی ہو جائیگی۔ لیکن کوئی میعاد خاص قانوناً مقرر نہیں ہے
عدالت اپنے اختیار تمیزی سے بلحاظ نوعیت ہر ایک مقدمہ کے
زمانہ ادائے زرثمن کا مقرر کریگی۔

عد ۹۲ وقت ادخال زرثمن ونتیجہ نہ ادا کرنیکا

عدالت بروقت صادر کرنے ڈگری حق شفعہ کے مجاز ہے کہ مدعیکو
اسبات کا پابند کرے کہ زرثمن ایک میعاد مقررہ کے اندر داخل کرے
اگر ڈگریدار تعمیل حکم عدالت میں ونیز اوس شرط کے ایفاء میں جسکا
وہ بذریعہ ڈگری پابند کیا گیا ہے۔ قصور کرے تو ایسی حالت میں ڈگری
ساقط الاثر ہو جائیگی۔ ورنہ بتعمیل شرط مذکور ڈگری قطعی ہوگی

عدالت ہائی کورٹ نے یہہ تجویز کی کہ میعاد مندرجہ ڈگری کے گذرنے پر ڈگری ناطق نہین ہوتی بلکہ باوصف اسکے کہ فیصلہ عدالت ابتدائی عدالت اپیل سے بحال رکھا جائے۔ ڈگری اسوقت تک ناطق ہوگی جبتک کہ میعاد اپیل خاص کی منقضی نہوجائے اور اگر ایسا اپیل دائر ہوا ہو تو جبتک وہ فیصل نہوجائے ڈگری قطعی نہین ہوتی ہے۔ (مقدمہ شیخ حمید بخش علی بنام بکونالی نالی انڈین لارپورٹ الہ آباد جلد اول صفحہ ۱۳۱)

ایک دوسرے مقدمہ مین مدعی نے ڈگری بشرط ادائی زرثمن اندر ایک میعاد مقررہ کے حاصل کی لیکن بموجب شرط محولہ کے ادائے زرثمن مین قاصر رہا۔ عدالت ہائی کورٹ نے یہہ تجویز کی کہ ڈگری دار کا حق ساقط ہوگیا۔ اور یہہ بھی تجویز ہوا کہ جبکہ ڈگری محولہ بالا مین شرط تھی کہ بعد وقت مقررہ کے ڈگری ناطق ہوجائیگی تو جسوقت وہ ڈگری عدالت اپیل سے بحال رہی عام اس سے کہ اپیل خاص منجانب فریق ثانی بنام ڈگریدار دائر ہوا ہو۔ ڈگری ناطق ہوگی اور بنابرعلیہ اپیل خاص واپس لیا گیا۔ (مقدمہ ہنگس خان بنام گنگا پرشاد انڈین لارپورٹ الہ آباد جلد اول صفحہ ۲۹۳)۔

ایک ڈگری مصدرہ نالش نفاذ حق شفعہ مورخہ ۱۲۔ دسمبر سنہ ۱۸۷۹ء میں حکم تہا کہ ۳۰۔ دن کے اندر زرثمن ادا کرکے مدعی قبضہ جائداد پر حاصل کرے۔ لیکن اگر زر مذکور ادا نکیا جائیگا تو نالش ڈسمس ہوگی میعاد مصرحہ ڈگری نسبت ادائے زرثمن ۱۱۔ جنوری بالعد کو منقضی ہوئی۔ اور وہ دن جب ڈگری صادر کیگئی شمار نہین کیا گیا تہا۔ وہ دن یکشنبہ تہا مدعی نے زرثمن عدالت مین دوسرے روز یعنے ۱۲ جنوری کو داخل کیا۔ ہائیکورٹ سے تجویز ہوئی کہ چونکہ شمار کرنے مین اوس میعاد کے جو ڈگری مین نسبت ادائے زرثمن کے معین ہے وہ دن جب ڈگری صادر کیگئی محسوب ہونا چاہیے۔ نہ میعاد مذکور کا روز آخر کیونکہ وہ دن یکشنبہ تہا۔ لہذا مدعی نے اوس شرط کی تعمیل کردی تہی جو اوسکے ذمہ ازروے ڈگری عاید کیگئی۔ تجویز ضمنی۔ اگر مدعی فی الحقیقت تیس دن کے اندر حسب ہدایت ڈگری زرثمن داخل کردینے مین قاصر رہتا تو نالش نامبردہ لائق ڈسمس کے ہوتی۔ کیونکہ نامبردہ اوس تاریخ سے جب ڈگری ناطق ہوگی میعاد مذکور کے شمار کرانیکا دعوی نہین کرسکتا تہا (انڈین لارپورٹ الہ آباد جلد ۳ صفحہ ۵۸۰) مقدمہ دیبی دین رائے

بنام محمد علی وغیرہ) مقدمہ محولہ بالا کے اجرائے ڈگری میں بموجب دفعہ ۲۴۴-ضابطۂ دیوانی یہ بحث پیش ہوی کہ نالش مدعی نفاذ حق شفعہ سے ڈگری بمضمون مندرجہ دفعہ ۲۱۴ مجموعۂ ضابطۂ دیوانی حاصل کی جبکہ مدعی نے زرثمن عدالت مین داخل کیا تو مدعاعلیہم نے صیغۂ اجرائے ڈگری میں یہہ عذر کیا کہ روپیہ اندرمیعاد داخل نہین ہوا عدالت صادر کنندۂ ڈگری نے عذر داری نامنظور کی - مدعاعلیہم نے مشعر نامنظوری عذر داری کے ناراضی سے اپیل کیا نامبردگان نے پیشتر ڈگری کی ناراضی سے اپیل کیا تھا - عدالت مرافعۂ ثانی نے دونون اپیل کی سماعت ایک ساتھہ کی - اور بدین تجویز کہ زرثمن اندر میعاد عدالت مین جمع نہین ہوا - ڈگری کو مسترد کرکے عذر داری کو منظور کیا - مدعی نے ہائیکورٹ مین بناراضی ڈگری عدالت مرافعۂ ثانی رجوع کیا - جو منظور ہوا - نامبردہ نے حکم عدالت اپیل مشعر نامنظوری عذر داری کی ناراضی سے بھی اپیل کیا لیکن یہہ اپیل بوجہہ لاحق ہونے تمادی کے نامنظور ہوا - اور حکم مذکور قطعی ہوگیا تجویز ہوی - چونکہ یہہ بحث کہ آیا زرثمن عدالت مین اندر میعاد کے

مدعی نے ادا کیا - یا نہین - ایسی نہین ہے جو اجرائے ڈگری سے حسب مراد دفعہ ۲۴۴ مجموعۂ ضابطۂ دیوانی تعلق رکھتی ہو - بلکہ ایسی ہے کہ جسکی تجویز خود نالش مین ہونی چاہیے - لہذا کارروائی معاوضہ اسکے متعلق بحث مذکور بیجا طور پر ہوئی اور حکم مذکور مانع سماعت اپیل دوم مرجوعہ مدعی نہین (مقدمہ محمد علی وغیرہ بنام دیبی دین ۱۰ - انڈین لا رپورٹ آلہ آباد جلد ۴ صفحہ ۴۲۰)

مد ۹۳ مجرائی خرچہ زر ثمن مین

ڈگری نالش نفاذ حق شفعہ مین مطابق احکام دفعہ ۲۱۴ - مجموعہ ضابطۂ دیوانی یہہ ہدایت ہوگئی تھی کہ مدعی قبضہ جائیداد کا اور خرچہ نالش مدعا علیہم (بالغ خریدار) سے بہ شرط ادا کرے زر ثمن کے اندر میعاد معینہ کی حاصل کرے لیکن اگر ادا نکرے تو نالش ڈسمس ہو مدعی نے اندر میعاد معینہ کے زر ثمن بہ منہائی کسیقدر روپیہ کے جو اوس رقم سے کم تہا جو اوسکو بطور خرچہ کے دلائی گئی ہے داخل کیا - بعد ازان نامبردہ نے واسطے حصول قبضہ جائداد مذکور کے بصیغۂ اجرائے ڈگری اور واسطے وصول اوس خرچہ کے جو اوسکو دلایا گیا تہا - منہائی خرچہ وغیرہ سودی زر ثمن کے اوس خرچہ کی استدعا کی - تجویز ہوئی کہ بمشابہت دفعات ۲۲۱

و ۲۴۴ مجموعہ ضابطۂ دیوانی کے اصول قیرن انصاف مجرائی کے
متعلق کر کے مدعی مستحق منہا کرنے اوس رقم کا جو اوسکو بموجب ڈگری
کے بطور خرچہ کے دیدی گئی تھی بوقت جمع کرنے زرثمن مندرجہ ڈگری
کے تھا۔ پس ڈگری مذکور اسیوجہ سے باطل اور کالعدم نہین ہوئی
کہ نامبردہ نے کل زرثمن اندر میعاد معینہ کے جمع نہین کیا۔ مقدمات
(ونگمری دیبی بنام السان چندر سین ویکلی رپورٹ جلد ۹ صفحہ ۲۳۰) (دگمبر بخشی
بنام سری منہ ناتھ چھبری۔ ویکلی رپورٹ جلد ۱۳ صفحہ ۱۰۶) (دیرجناتھ داس
بنام جگیندر ناتھ۔ انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۴ صفحہ ۴۴۷ کا حوالہ دیا گیا۔
مقدمہ السری ڈگر میار۔ بنام گوپال سرن وغیرہ انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۱۰۱۴)

مد ۹۴ محنتانۂ وکلا

بموجب اینڈکس B بک سرکلر نمبر ۱ سنہ ۱۸۸۶ع صاحب جوڈیشل کمشنر
اودہ محنتانۂ وکلا الشرح ذیل شمار کیا جائیگا۔ ۱۔ جملہ مقدمات
نمبری یا اپیل منفصلہ عدالت دیوانی کے بابتہ زرنقد یا اور جائداد
خاص یا اراضی و دیگر جائداد منقولہ کے گو وہ کسی قسم کی ہو۔ اگر تعداد
یا قیمت شے متدعویہ کی پانچہزار سے متجاوز نہو تو فیصدی صہ

۲۔ اگر تعداد یا قیمت پانچہزار سے زاید اور بیس ہزار سے متجاوز نہو تو فیصدی دو روپیہ ۳۔ زاید بیس ہزار سے پچاس ہزار تک اور بیس ہزار کی بشرح بالا اور بالبقی پر فیصدی عہ ر ۴۔ اسیطور سے پچاس ہزار تک فیصد عہ ر اور زاید پر اسی ہزار تک فیصد ۸ ر ۵۔ اگر تعداد یا قیمت اسی ہزار سے متجاوز ہو تو ہزار روپیہ محنتانہ دلایا جائے ۶۔ دیگر مقدماتمین (سیوا نمبری مقدمات) شرح محنتانہ کی ۱/۴ چہارم اوس شرح کے ہوگی جو واسطے مقدمات نمبری کے مقرر ہے۔ لیکن جب مقدمہ باز دائر ہوکر دوبارہ سماعت کیا جائے تو پورا محنتانہ دلایا جائیگا۔ لیکن کسی مقدمہ مین ایک فریق کیجانب ایک وکیل سے زاید کا محنتانہ شمار نکیا جائیگا۔ البتہ اوسکو باخود ہارسدی محنتانہ قرارداد کرنیکا اختیار ہوگا۔ لیکن ایسے قرارداد کا درج وکالت نامہ ہونا ضروری نہین ہے۔ اور ایسا معاہدہ بذریعہ نالش نمبری نافذ کرایا جاسکتا ہے ۷۔ محنتانہ کے لگانے مین لفظ وہ تعداد کا مفہوم مالیت شے متدعویہ کے بروے شرح بازاری اور جو مالیت شے متدعویہ کی درج عرضیدعوی ہو اوسی پر محنتانہ

لگانا چاہیے۔ جب تک کہ وہ تعداد متنازعہ نہو۔ کیونکہ ایسی حالتمین
جو مالیت تحقیقات ہو کر دریافت ہو اوسپر شمار محنتانہ کا کیاجائیگا
عدالت باوجود قواعد مندرجۂ بالا کے اگر کسی خاص مقدمہ مین اعلیٰ
شرح یا ادنیٰ شرح سے محنتانہ لگاوے تو عدالت کو اپنی تجویز مین
وجوہ ایسا کرنیکی دلائل لکھنی چاہئے۔ اگر کسی مقدمہ مین تخمینہ بابت
شئے متدعویہ کا بروئے قیمت نہو سکتا ہو یا قیمت تعین کرنیکی قابل نہو
تو یا تو عدالت تعداد ڈگری شدہ پر محنتانہ لگاویگی یا اوس مالیت
پر جو بموجب دفعہ ۷۔ کورٹ فیس اکٹ تشخیص ہوئی ہو یا ایک تعداد
معقول جو عدالت مناسب تجویز کرے۔ اِلّا اوس وقت مین زمانہ
پیروکاری دوران کارروائی اور نوعیت عذرات پیش شدہ کا لحاظ
کیا جائیگا۔ ایک مقدمۂ شفعہ مین ہائی کورٹ الہ آباد نے یہہ تجویز
صادر کی جب کہ عدالت کو یہہ معلوم ہوا تہا کہ قیمت واقعی جائداد کی
اوس مقدار سے کم نہ تہی جو بیعنامہ مین لکہی گئی۔ اور عدالت نے مدعیکو
ڈگری دی تو ایسی حالت مین تعداد واجب الادا محنتانہ وکیل
مدعی کے اوپر اوس تعداد قیمت کے نہ لگانا چاہیے ہے جو تعداد غلط

غلط ثابت ہوئی ہے - نہ اوپر تعداد اسٹام کے جو عرضیدعوی پر لگایا گیا تہا - بلکہ اوس قیمت جائداد واقعی کے چاہیے جو عدالت کو ثابت ہووے - (مقدمہ دیبی سنگھہ بنام بہوپ سنگھہ انڈین لارپورٹ الہ آباد جلد اول صفحہ ۹)

مد ۹۵ اجرائے ڈگری وسقوط ڈگری

ایک ڈگری عدالت ابتدائی مقدمہ حق شفعہ مورخہ ۱۸ فروری ۱۸۷۹ء مین یہ حکم تہا کہ بشرط داخل ہونے زرثمن کے اندر ایک مہینہ کے اوس تاریخ سے جبکہ ڈگری قطعی ہو ڈگریدار کو چاہیے کہ قبضہ جائداد متدعویہ کا حاصل کرے - اگر ڈگریدار میعاد معینہ کے اندر روپیہ داخل کرنیمین قاصر رہے تو ڈگری ساقط ہوجائیگی - بائع نے اس ڈگری کا اپیل کیا جو خود اوسکی درخواست پر ۱۸ ستمبر ۱۸۷۹ء کو داخل دفتر ہوئی - تجویز ہوئی کہ یہ خیال کرکے کہ حکم عدالت اپیل کا بوجہہ اسکے کہ اوسنے خرچہ ڈگریدار کو نہین دلایا ایک وجہہ اپیل ثانی کے روبرو ہائی کورٹ کے تہی کیونکہ ڈگری مورخہ ۱۸ فروری ۱۸۷۹ء کو نتیجہ اپیل سے کوئی اثر نہین ہوچکا تہا کیونکہ ڈگری مذکور ۱۸ - دسمبر ۱۸۷۹ء کو جب اپیل کا بازدعوی ہوا قطعی ہوگئی تہی

نہ کہ بروقت گذرنے ایک مہینہ اور ۹۰ یوم کے تاریخ حکم عدالت
اپیل مورخہ ۱۸ ستمبر ۱۸۷۹ء سے (مقدمہ نرائن واس بنام لچھمن سنگھ
انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۱۳۵) یہ مسئلہ اکثر بحث طلب
ہوتا ہی ونیز فیصلہ جات ہای کورٹ سے مختلف موجود ہین کہ
فیصلہ اجرائے ڈگری مین مسئلہ (امر تجویز شدہ) بالغ ہے یا نہین۔
چنانچہ جوڈیشل کمشنر اودہ نے سکلٹ نمبر ۱۳۱ مورخہ ۲۶
جولائی ۱۸۸۰ء مین اسکا فیصلہ فرمایا ہے۔ چنانچہ واقعات
اس مقدمہ کے یہ ہین (مقدمہ کھیم کرن۔ بنام۔ پرمانند و مسماۃ
شاہ بی بی) یہ ایک درخواست اجرائے ڈگری کی منجانب پرمانند ہے
جس نے اوس ڈگری کو خرید لیا۔ جو رمضانعلی نے اوپر کھیم کرن کے
حاصل کی تھی۔ کھیم کرن نے یہ استدعا کی کہ اوسکو اس امر کی اجازت
دیجائے کہ وہ اپنی ڈگری سابقہ کو جو اوسنے بمقابلہ رمضانعلی اور
تین اور شخصون کے حاصل کی تھی مجرا کرے۔ عدالت ابتدائی نے
اس استدعا کو نامنظور فرمایا لیکن عدالت اپیل نے بوجہ عارضہ
مسئلہ امر تجویز شدہ دفعہ ۱۳۰ کے فیصلہ ماتحت کو منسوخ کیا۔

تجویز ہوئی کہ مسئلہ امر تجویز شدہ مندرجہ دفعہ ۱۳۲۔ مقدمات اجرائے
ڈگری سے متعلق نہیں ہے۔ اور دفعہ ۲۳۲ ضابطہ دیوانی
منتقل الیہ ڈگری پر حاوی ہے۔ اور اتفاقاً اصل ڈگریدار اوسکا
پابند ہے اور کچھ کرن مجاز اسکا تھا کہ وہ اپنی ڈگری کو بمقابلہ تنہا
رضا نغلی کے نافذ کرتا اور کوئی امر مانع اسکا نہ تھا کہ کچھ کرن
مجرائی اوس ڈگری کی نکرتا جو رضا نغلی کے مقابلہ میں پیش ہے
نظیر مقدمہ روپ کنوری۔ بنام۔ کرپال ہوکل مندرجہ انڈین
لارپورٹ الہ آباد جلد سوم صفحہ ۱۴۱ اکی تقلید کی گئی۔ اور نظیر لچھمن سنگھ
بنام نرائن سنگھ۔ مندرجہ انڈین لارپورٹ صفحہ ۱۷۳۔ اور
نظیر مقدمہ سنجو ناتھ بدرا بھاٹ بنام لکیس گوند شان بہائی
مندرجہ انڈین لارپورٹ بمبئی جلد ششم صفحہ ۱۵۴۔ اور مقدمہ
ہردیال گوسو بنام وین دیال گوسو مندرجہ انڈین لارپورٹ کلکتہ
جلد ۹ صفحہ ۴۷۹ کا حوالہ دیا گیا۔

مد ۹۶ التوائی اجراء ڈگری

بینا راضی الیہ حکم کے جو حسب دفعہ ۲۴۳۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی

مشعر التوائے ڈگری تا بدوران ایک نالش مابین ڈگری دار
و مدیون ڈگری کے صادر ہوا ہو اپیل ہو سکتا ہے۔ از روئے الفاظ
عدالت مذکور سو قوعہ دفعہ ۲۴۳ مجموعہ ضابطۂ دیوانی کے استعمال
اختیارات عطیۂ دفعہ مذکور صرف اون ڈگریات پر محدود نہین ہے
جو مصدرہ اوس عدالت کے ہون جسمین نالش مذکور دائر ہے۔ بلکہ
باعتبار دفعہ ۲۲۵ (د) و ۱۰ ۵ و ۵۲۳ کے عدالت مذکور مجاز ہے
کہ اون ڈگریات کے اجرا کو ملتوی کرے۔ جو عدالت مذکور مین
بغرض اجرا کے کسی عدالت ہم اختیار سماعت یا عدالت اپیل سے منتقل
ہوکر آئی ہون مدعی نے ایک نالش بنام مدعی علیہ واسطے دلا پانے
زر نقد اور دیگر دادرسی کے دائر کی۔ جو آخر کار بصیغۂ اپیل ہائی کورٹ
سے ڈسمس ہوئی۔ اور مدعیکو حکم ہوا کہ ہزار روپیہ بطور خرچہ
نالش کے مدعی علیہ کو ادا کرے بعد ازان مدعی نے یہ نالش بنام
مدعی علیہ کے عدالت جج ماتحت فرخ آباد مین دائر کی۔ اور دوران
نالش مذکور مین مدعی علیہ نے عدالت مین درخواست واسطے اجرائے
ڈگری خرچہ کے پیش کی۔ بر طبق اوسکے مدعی نے درخواست التوائے

اجراے ڈگری کے گذرانی۔ اور اوسکی درخواست مرافعہ ادنی سے نامنظور
ہوئی۔ لیکن عدالت ضلع سے منظور ہوگئی۔ اپیل منجانب مدعی علیہ کے
عدالت ہائی کورٹ میں بہ تجویز کی گئی کہ بنا رضی حکم مذکور سے اپیل ہو سکتا ہے
اور حکم صاحب جج کا صحیح ہے۔ مقدمہ سنتن بی بی بنام ببر نور خان
ویکلی رپورٹر جلد ۸ صفحہ ۳۹۲ (استال مدعی علیہ بنام گوبی مدعی انڈین لا رپورٹ
الہ آباد جلد ہشتم صفحہ ۳۸۹)

دفعہ ۹۷ تقسیم جائداد مشترکہ

ہر ایسا شخص جو جائداد کو بذریعہ ڈگری حق شفعہ کے حاصل کرے وہ
مثل اصل مالک کے بہ پابندی عمل دفعہ ۴۴ ایکٹ نمبر ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ع
ہو جاتا ہے۔ پس بموجب دفعہ مذکور اوسکے منصب تقسیم کرنے جائداد
کا ہو جاتا ہے۔ لیکن واضح رہے کہ بموجب دفعہ ۲۶۵۔ ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ع
اگر ڈگری بابتہ تقسیم یا علیحدگی قبضہ حصہ محال غیر منقسمہ کے کہ جسکی
مالگذاری سرکار میں دیجاتی ہے صادر ہوئی ہو تو تقسیم محال
وعلیحدگی حصہ کی معرفت صاحب کلکٹر کے مطابق اوس قانون کے
عمل میں آویگی۔ جو بغرض تقسیم وعلیحدہ کرنے دخلی حصص ایسے محالات کے

اوسوقت نفاذ پذیر ہو لیکن بموجب دفعہ ۳۹۶ - ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ع
کے جو جایداد غیر منقولہ کہ مالگذاری سرکار ہو اوسکی تقسیم کا اختیار عدالت
دیوانی کو حاصل ہے ایک غیر رپورٹ شدہ مقدمہ نمبر ۱۲ سنہ ۱۸۸۵ع
گنیش لال بنام ستیل لال وغیرہ مین باستصواب صاحب جج ضلع فیض آباد
کے حسب دفعہ ۱۱۷ - ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ع کے صاحب جوڈیشل کمشنر اودھ نے
یہہ قاعدہ مقرر فرمایا کہ لگان جو سیر ملتا ہو وہ مالگذاری (یعنے زر تشخیص)
نہین ہے اور نہ سیر پر تعریف محال کی صادق ہے زر مقررہ جسکے ادا
کرنیکا سیر دار ذمہ دار ہے ایک لگان ہے گو مطالبہ گورنمنٹ
محولہ بالا ایک علامت ظاہری تشخیص لگان کی ہے میری رائے مین رائے
صاحب جج کی صحیح ہے - اور مین موافق اوسکے جواب استفسار کا دیتا
ہون - ۲۴ - اپریل سنہ ۱۸۸۵ع - عدالت ہائی کورٹ کلکتہ نے مقدمہ
داسو در مصر بنام سیتا بی مصرائن - تجویز کیا - ضرور ہے کہ محالات
مالگذاری بذریعہ کلکٹر کے تقسیم کیے جاوین - اور اونکے زمین عدالت دیوانی
تقسیم نہین کر سکتی ہے (کلکتہ جلد ۸ صفحہ ۵۳۷) اس مقام پر احتیاطاً ایک
مقدمہ منفصلہ ہائیکورٹ بغرض اظہار اصول منضبطہ قانون تقسیم جائداد

تحریر کیا جاتا ہی جس سے مطلب یہہ ہے کہ جو جائداد عدالت دیوانی سے
قابل تقسیم ہے وہ ان اصول کے تابع کیجا سکتی ہے جب تک کوئی
خاص وجہ واقع ہو - ایسی ہندو بیوہ لاولد جسنے اپنے شوہر متوفی سے
حصہ محال کو پایا ہو - درحالیکہ حصہ نامبردہ اوسکی جائداد علیحدہ
شدہ ہو اور جسکا نام بطور حصہ دار محال کے مندرج کاغذات ہے
حسب احکام دفعہ ۱۰۸ - ایکٹ ۱۹ سنہ ۱۸۷۳ء کے مستحق دعوی بٹوارہ
کامل اپنے حصہ کے اوسیقدر ہے - جیسا کوئی اور حصہ دار مندرجہ
کاغذات ہو - اور یہہ امر کہ شاید مسماۃ مذکورہ بغیر تقسیم اپنی
جائداد کو - خلاف شاستر ہنود منتقل کرے - تابع اوسکی حق بٹوارہ
کے بطور حصہ دار کے نہیں ہے - اگر مسماۃ مذکورہ اپنے حصہ کی نسبت
کوئی کارروائی خلاف شاستر کے کریگی - تو اون اشخاص کو خود
زمان مابعد میں اپنے حقوق کے تحفظ کا اختیار ہوگا -

(مقدمہ جیتا کنور - بنام - چین سکھ - الہ آباد جلد ۳ صفحہ ۴۰۰)

مد ۹۸ تقسیم زمین مشتریان مشترکین

جس حالت میں کہ ایک حصہ دار سے بیٹی کا منجانب حصہ دار قابض ہے

شخص اجنبی فروخت ہو - اور دو باقی حصہ داران مساوی واقع
ہین مذکور بذریعہ اندراج کاغذات دیہی مستحق حق تقسیم ہون تو ایسی
صورت مین عدالت ہائی کورٹ نے یہہ تجویز کیا - کہ ایسے حصہ داران مستحق
اسکے ہین کہ حقیت منتقلہ مین ایک ثلث یا نصف نصف (جیسی
صورت ہو) پاوین عدالت ہائی کورٹ نے اپنے ڈگری مین ایک
وقت مقرر کر دیا کہ جسکے اندر شفیعون کو حکم داخل کرنے اپنے اپنے
حصہ رسدی زرثمن مقررشدہ کا حکم دیا جسکے ساتھہ یہہ حکم شرطی
تھا کہ اگر کوئی ایک شفیع اپنے حصہ کا روپیہ داخل نکریگا تو دوسرا شفیع
اگر اوسکے حصہ کا روپیہ دیدیگا تو مستحق اوسکے حصہ کا ہو جائیگا
(مقدمہ مہابیر پرشاد - بنام - دیبی دیال انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد اول صفحہ ۱۹۱)

۹۹ بیچنا ڈگری حق شفعہ کا

ایک اپیل مین یہہ واقعات ظاہر ہوے کہ رسپانڈنٹان مقدمہ
ہذا نے ایک ڈگری شفعہ بتاریخ ۳۰ - جون ۱۸۸۳ء حاصل کی جسکے
مضمون کے بموجب زرثمن کا عدالت مین دو مہینے کے اندر ڈگری
کے ناطق ہونیکی تاریخ سے داخل ہونا قرار پایا - اپیل ڈگری ہذا

کا عدالت ہائی کورٹ میں ہو سکتا تھا - مگر قبل انقضائے میعاد
حد سماعت اپیل معینہ قانون کے ہائی کورٹ بوجہ بڑی تعطیل
کے بند ہو گئی اور ۱۹ نومبر ۱۸۸۳ء کے پہلے نہ کھلی - اس وجہ سے کوئی
اپیل جمع نہوا بتاریخ ۲۹ - نومبر ۱۸۸۳ء رسپانڈنٹان نے ایک
بیعنامہ تحریر کیا جسکی رو سے اونہوں نے جائداد (جس سے ڈگری
مورخہ ۳۰ - جون ۱۸۸۳ء متعلق تھی) طرف ایک شخص امبکا پرشاد
نامی کے منتقل کی اوسی روز رسپانڈنٹان نے درخواست اجرائے
ڈگری گذرانی اور بعد تذکرہ اس امر کے کہ نامبردگان نے جائداد
مندرجہ ڈگری بدست امبکا پرشاد بیع کر دی ہے - یہ استدعا
کی کہ شخص آخر الذکر کو زرثمن جمع کرنیکا حکم دیا جاوے اور نامبردگان
(ڈگریداران) کو قبضہ دلایا جائے تاکہ وہ قبضہ جائداد کا مشتری
جدید کے حوالہ کر دیں عدالت ماتحت نے روپیہ کا جمع ہونا اور ڈگری کا
اجرا عمل میں آنا حسب طریقہ مستدعیہ کے منظور کیا - موجبات اپیل
میں مدیون ڈگری نے اعادہ اون اعتراضات کا کیا جو عدالت
ماتحت میں پیش کیے گئے تھے - مگر سرسبز نہوئے - اولاً یہ حجت

ہوئی کہ زرثمن جو ساتھہ درخواست مورخہ ۲۹- نومبر ۱۸۸۳ء کے
جمع کیا گیا- اندر میعاد معینہ ڈگری کے جمع نہیں ہوا سو یہہ سمجھنا
ضرور ہے کہ ڈگری ناقابل اجرا منجانب شفیع ازروے احکام دفعہ
۲۱۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ہوگئی ہے- ثانیاً یہہ حجت ہے کہ حجت
کارروائی رسپانڈنٹیان درباب تحریر کرنے بیعنامہ مورخہ ۲۹
نومبر ۱۸۸۳ء قبل اسکے کہ خود اوسکو قبضہ ازروے ڈگری کے ملا
حق شفیع ڈگریدار کا ناجائز ہوگیا- اور ڈگری ناقابل نفاذ ہوگئی
اور بتائید اس حجت کے اونہون نے استدلال اوپر مقدمہ رجو
بنام لال من سے کیا- منشی ہنومان پرشاد و منشی سکھہ رام
منجانب اپیلانٹ ٹی کانلن صاحب سنیر وکیل سرکار (لالہ جوالہ
پرشاد) منجانب رسپانڈنٹان عدالت (محمود صاحب جسٹس
و ڈیونہایٹ صاحب جسٹس) نے تجویز ذیل صادر کی محمود صاحب
جسٹس نے بعد بیان کرنے واقعات کے فرمایا کہ ہمکو کچھہ پس و
پیش یہہ تجویز کرنے مین نہین ہے کہ شق اول تقریر کی جو ہمارے
روبرو منجانب اپیلانٹ بیان ہوئی غیر صحیح ہے دفعہ ۵ کو ساتھہ

ص ۲۶۶ ضمیمہ ۲ - ایکٹ حد سماعت نمبری (۱۵ سنہ ۱۸۷۷ع کے
پڑہنے سے کچہہ شک نہیں ہو سکتا کہ میعاد حد سماعت واسطے
رجوع ہونے اپیل بنا راضی ڈگری مورخہ ۳۰ - جون سنہ ۱۸۸۲ع کے
۱۹ - نومبر سنہ ۱۸۸۳ع تک جسروز یہہ عدالت کہلی منقضی نہین ہوئی
اور اسوجہہ سے یہہ سمجہا نہین جا سکتا کہ ڈگری اوس تاریخ سے پہلے
ناطق ہو گئی تہی — یہ امر زیر تجویز ہمارا تابع عمل اوس اصول کے ہی
جو اس عدالت سے مقدمہ شیخ عیوض علی بنام ملکو نا بی بی —
مین قایم ہوا ہے سو بہ پابندی اوس تجویز کے ہم اول دو عذرات
اپیل کو نا منظور کرتے ہین لیکن دوسری حجت جسکی نسبت باقی
عذرات اپیل مین ایک امر کسیقدر باریک ہے مقدمہ رجو بنام
لال بن — اس عدالت سے یہہ اصول قایم ہوا ہے کہ جب کوئی
شفیع اپنے دعوی شفعہ کے سرسبز ہونے سے پہلے جائداد مشفوعہ کو
کسی ایسے طور پر جو خلاف غرض نالش شفعہ کے ہو منتقل کرے
تو تاثیر ایسے انتقال کی یہہ ہوتی ہے کہ حق شفعہ زائل ہو جاتا ہی
اور اسوجہہ سے ضرور ہے کہ نالش شفعہ ڈسمس کیجائے اور مقدمہ عیم

مطبوعہ بابو سرجو پرشاد بنام جمنا پرشاد — مین اسٹریٹ
صاحب جسٹس اور شرل صاحب جسٹس نے یہہ قاعدہ قایم کیا کہ سرگاہ ڈگری
شفعہ محض ذاتی قسم کی ہوتی ہے تو وہ بطور منتقل نہین ہوسکتی
کہ مشتری مستحق اوسکے جاری کرانیکا ہو — وکلاء ذیعلم اپیلانٹ
کی یہ حجت ہے کہ جو اصول ان دونون تجویزون مین ظاہر ہوئے ہے
وہ مقدمہ ہذا پر حاوی ہے کیونکہ کارروائی شفیع ڈگریدار کی
درباب منتقل کرنے جائداد مشفوعہ مندرجہ ڈگری بذریعہ تحریر بیعنامہ
مورخہ ۲۹ نومبر ۱۸۸۳ء دراصل بمنزلہ انتقال خود ڈگری کے
ہی اور اسوجہ سے تاثیر اوسکی یہہ ہونی چاہیے کہ حق شفعہ ڈگریدار
کا درباب جاری کرانے ڈگری کے ساقط ہوجائے ہماری یہہ
رائے ہے کہ یہ حجت گو کہ بظاہر معقول ہے لیکن وہ وقعت اصلی نہین
رکہتی مقدمہ جو بنام لال من — مین انتقال منجانب مدعی شفیع
قبل ڈگری ہونے اوسکی نالش کے ہوا تہا اور مقدمہ سرجو پرشاد
بنام جمنا پرشاد — مین وہ شخص جو مستدعی اجراء ڈگری ہوا تہا شفیع
ڈگریدار نہ تہا بلکہ وہ شخص تہا جسکی طرف ڈگری منتقل ہوئی تہی سکو ان

قواعد سے جو اون دونون مقدمات مین قایم ہوئے ہین اتفاق
ہے لیکن اون مقدمون مین بہ اعتبار اصول کے مقدمہ زیر تجویز ہمارے
سے فرق ہے منجملہ مقدمات مذکورہ کے مقدمہ اول الذکر مین حجت
یہ تہی کہ آیا ایسے مدعی شفیع کو جو خود مرتکب خلاف ورزی حق شفعہ کا
نسبت جایداد متنازعہ کے ہوا تہا ڈگری شفع کی حاصل ہونی
دینی چاہیے اور تاثیر تجویز آخر الذکر کی یہ ہے کہ یہ اصول بحال
رکہا گیا کہ کوئی ڈگری عدالت کی جو نالش شفعہ مین صادر ہوئی ہو
اسطور پر منتقل نہین ہوسکتی کہ منتقل الیہ کو حق حصول قبضہ جایداد مشفوعہ
کا بذریعہ اجرا اوس ڈگری کے حاصل ہو۔ یہ مقدمہ جو اب زیر تجویز
ہماری ہے ایسا ہے کہ جسمین شفیع کا حق شفعہ بذریعہ ڈگری کے
جو قبل تحریر بیعنامہ مورخہ ۲۹۔ نومبر ۱۸۸۳ء کے ناطق ہوگئی پایہ
ثبوت کو پہونچ گیا تہا اور از روے بیعنامہ مذکور کے ڈگری نہین
بلکہ وہ جایداد منتقل ہوئی ہے جسکے قبضہ مالکیت کی نسبت شفیع
ڈگریدار صرف بقید اس شرط کی مستحق تہا کہ زرثمن بمیعاد
ادا کر دے اور واسطے اغراض اپیل ہذا تجویز اس امر کی ضرور نہین کہ

آیا بیعنامہ جائز ہے کیونکہ یہہ ایک ایسی حجت ہے کہ اگر کبھی پیش ہو
تو تجویز ناطق اوسکی صرف ایک نالش مابین شفیع ڈگریدار اور اسبکا
پرشاد اوسکی شفیع کے ہو سکتی ہے جب تک شخص اجرا الذکر مستدعی
اجرائے ڈگری کا نہو یہہ معاملہ بطور ایک ایسی حجت متعلقہ اجرائے ڈگری
کے متصور نہیں ہو سکتا جو داخل مخوار دفعہ ۲۴۴ مجموعہ دیوانی
کے ہو۔ فریقین ڈگری پر پابندی مضمون ڈگری ہی کی لازم ہے
اور عدالت جاری کنندہ ڈگری کو کچھہ اختیار اوسکی خارج لحاظ
کرنے یا اوسکو مسترد قرار دینے یا ایسی حجتون کو دیکھنے کا نہیں ہے
جو منشائے ڈگری سے باہر ہین لیکن روئے قواعد ضابطہ کے عدالت
ماتحت کو سماعت اعتراضات مدیون ڈگری اپیلانٹ کی بہانتک
تک کہ وہ بیعنامہ نوشتہ شفیع ڈگریدار پر مبنی تھی جو اجرائے ڈگری
کی استدعا کرنیمین بجا آوری اوسکے مضمون کی کرتا تھا ممنوع تھی
اور نہ یہہ بات متصور ہو سکتی ہے کہ ڈگری اسوجہ سے مسترد ہو گئی کہ
روپیہ اسبکا پرشاد نے منجانب شفیع ڈگریدار کے داخل کیا حسب مضمون
ڈگری کے اپیلانٹ کو صرف یہی حق حاصل تھا کہ قبل دینے قبضہ جائداد

مشفوعہ کے ڈگریدار کو زرثمن وصول کرلیتا اور ڈگریدار نہ کہ امبکا پرشاد
وہ شخص ہے جو از روئے اوس کارروائی کے جس سے یہ اپیل پیدا ہوا ہے
مستدعی حصول قبضہ جائداد کا ہے اور یہ بات کچھ اہم نہیں کہ زرثمن شخص
آخر الذکر نے منجانب شخص اول الذکر کے داخل کیا ہے کیونکہ یہہ ظاہر ہے
کہ شفیع ڈگریدار نہ کہ امبکا پرشاد وہ شخص ہے جسکو اجراے ڈگری میں قبضہ
ملنا ضرور ہے۔ اور اگر امبکا پرشاد کو کچھ حقوق جائز از روے معاہدہ کے
حاصل ہوں تو نامبردہ نفاذ اونکا صرف بذریعہ نالش علیحدہ کے کرسکتا ہے
اس امر اخیر سے مقدمہ ہذا میں باعتبار اصول کے تجویز مقدمہ سرجو پرشاد
بنام جمنا پرشاد سے فرق ہوتا ہے۔ اگر مقدمہ ہذا میں امبکا پرشاد
منتقل الیہ ڈگری شفیع کا ہوتا اور استدعا اوسکی از روے اوس ڈگری کے
حصول قبضہ جائداد مشفوعہ کی ہوتی تو ہم اوسکی درخواست اخیر اکو نامنظور
کرتے۔ لیکن ایسی صورت نہیں ہے اور اسوجہہ سے نظیر محولہ اس مقدمہ پر حاوی
نہیں۔ جو فرق ہمنے اسطور پر کیا ہے وہ محض ضابطہ کا نہیں ہے۔ بلکہ اصل
اصول قانون شفعہ پر مبنی ہے۔ غرض تنہا حق شفعہ کی یہہ ہے کہ ایسے اشخاص
اجنبی خارج رہیں جسکی نسبت بائع کے حصہ داران شفیعان کو عتراض ہو

اور اگر کوئی ڈگری شفعہ اسطور پر قابل انتقال ہو کہ اوسکی رو سے منتقل الیہ
کو قبضہ جائداد مشفوعہ کا اوسی ڈگری کے اجرا مین حاصل ہوسکے تو ظاہر ہے
کہ غرض حق شفعہ کی تلف ہو جائیگی۔ کیونکہ ممکن ہے کہ منتقل الیہ ڈگری
ویسا ہی ایک شخص اجنبی ہو جیسا وہ مشتری ہو جسکے مقابل مین ڈگری
حاصل کی گئی ہو۔ یا کہ شخص آخر الذکر ایک شفیع درجۂ ادنیٰ کا بہ نسبت
اوس شفیع کے ہو جسنے ابتداءً ڈگری حاصل کی۔ جبکہ ایک ڈگری ایکمرتبہ
صادر ہو گئی تو پھر اوسپر وقت جاری ہونیکے کسی شخص کیطرف سے منجملہ
اون شخصون کے جو اوسمین فریق تھے۔ کلام نہین ہوسکتا۔ جیسا کہ ہم لکھ چکے
ہین اور اگر کوئی ڈگری شفعہ بطور جائز منتقل ہوسکے تو تاثیر اوسکی
یہ ہو گی کہ منتقل الیہ کو بلا تجویز اس حجت کے قبضہ دلایا جاویگا۔ کہ آیا
ایسے منتقل الیہ کو بہ ترجیح مشتری کے جسکے مقابل مین ڈگری حاصل کیگئی ہو
حق شفعہ حاصل تھا نہ اور بہ نسبت بیع ڈگری شفعہ کے یہ متصور ہوسکتا ہے
کہ اوسکی حجت سے وجہ مخاصمت جدید واسطے نالش علیحدہ نفاذ
شفع کے پیدا ہوتی ہے اور اس سے یہ لازم آتا ہے کہ اگر منتقل الیہ
ڈگری شفعکو اجراء ڈگری کرنی دیجائے تو نہ صرف حقوق مدیون ڈگری

یعنی مشتری کو بلکہ دیگر حصہ داران کو بھی مضرت پہونچ سکتی ہے
بخلاف اسکے ایسے مقدمہ مین جیسا کہ مقدمہ ہذا ہے جسمین جائداد
مشفوعہ نہ کہ ڈگری منتقل ہوئی ہے۔ تاثیر اجراء ڈگری کی صرف
یہی ہوسکتی ہے کہ شفیع ڈگریدار کو قبضہ جائداد مشفوعہ کا ملے۔ اور اگر
بیعنامہ نوشتہ نامبردہ جائز ہو تو اوس سے وجہہ مخاصمت علیحدہ واسطے
نالش شفعہ کے حاصل ہوگی۔ جسکو وہ شخص یا اشخاص دائر کرسکین گے
جو یہ سمجھین کہ معاملہ بیع سے خلاف ورزی نسبت اونکے حق شفعہ کے
عمل مین آئی ہے۔ مقدمہ ہذا مین خواہ بیعنامہ مورخہ ۲۹ - نومبر ۱۸۹۳ع
جائز ہو یا ناجائز ضرور ہے کہ وہ خواہ مخواہ اوسوقت تک معرض تعطل
مین رہے کہ ڈگریدار شفیع کو قبضہ جائداد مشفوعہ کا ازروئے
ڈگری کے حاصل ہوجائے۔ اور بلحاظ اس رائے کے مقدمہ ہذا ہم
شکل ایک ایسے مقدمہ کے ہے جسمین شفیع ڈگریدار فوراً بعد حاصل
کرنے قبضہ ازروئے ڈگری کے جائداد کو بیع کردے۔ پس بلحاظ
ان وجوہ اور بغیر پہونچنے کچھہ مضرت کے اون حقوق کو جو بیعنامہ مورخہ
۲۹ - نومبر ۱۸۹۳ع پیدا ہون ہم یہہ تجویز کرتے ہین کہ عدالت ماتحت

سے اجراے ڈگری حسب استدعاے مدعی شفیع کے صحیح ہونے دی ہے
اور ہم اس اپیل کو معہ خرچہ کے ڈسمس کرتے ہین (مقدمہ رام سہاے بنام
گیا وغیرہ انڈین لارپورٹ الہ آباد جلد ہفتم صفحہ ۱۰۷)

دفعہ ۱۰۰ — یوم التعطیل

ڈگری متعلق مقدمہ انفاذ حق شفعہ مین یہہ ہدایت تہی کہ زرثمن اندر میعاد
معینہ کے اوس تاریخ سے کہ جب ڈگری ناطق ہونا چاہیے بمیعاد تیس
معینہ اپیل بنا برضی ڈگری ہذا اوسروز منقضے ہوی جب عدالت بند تہی
تجویز ہوی کہ ڈگری قبل اوس دن کے کہ جب عدالت پہر کہلی ناطق
ہوی۔ مقدمہ شیخ عیوض علی بنام مکتا بی بی انڈین لارپورٹ الہ آباد
جلد اول صفحہ ۱۴۲ کی تقلید کی گئی۔ (مقدمہ رام سہاے بنام گیا وغیرہ
الہ آباد جلد ہفتم صفحہ ۱۰۷) ایک مقدمہ نالش نفاذ حق شفعہ مین یہہ حکم
تہا کہ زرثمن اندر تیس دن کے ادا کیا جاے۔ ورنہ نالش ڈسمس ہو گی
۱۲۔ ڈسمبر ۱۸۸۴ء کو ڈگری صادر ہوی۔ ۱۱۔ جنوری کو ۳۰ یوم
ختم ہوے وہ دن یکشنبہ تہا۔ زرثمن ۱۲۔ جنوری کو داخل ہوا
چونکہ روز آخر تعطیل کا تہا مدعی نے اوس شرط کی تعمیل کر دی جو اوسکے

ذمہ از روے ڈگری عاید کی گئی۔ (مقدمہ دیبی دین راے مدعی۔ بنام۔ محمد علی وغیرہ۔ انڈین لارپورٹ الہ آباد جلد سوم صفحہ ۱۵۰)

باب یازدہم

اپیل عام

مد ۱۰۱

اپیل کی دو قسمین ہین ۱ اپیل بنا راضی ڈگریات ۲ اپیل بنا راضی احکام نسبت اول کے باب ۴۱ مجموعہ ضابطۂ دیوانی ایکٹ نمبر ۱۴ ۱۸۸۲ء کو اور نسبت دوم کے باب ۴۳ ضابطۂ مذکور کو دیکھنا چاہیے یہہ اپیلین تمام احکام پر محدود ہین (دیکھو دفعہ ۵۸۸ ضابطۂ دیوانی) لیکن بموجب ایکٹ نمبر ۱ ۱۸۸۸ء دفعہ ۳ شتہرہ گزٹ انگریزی جلد نمبر ۱ نمبر ۳۸ مطبوعہ ۲۹ ستمبر ۱۸۸۸ء حصہ ۴ دفعہ ۵۸۹ ضمن ۱۷ ضابطہ دیوانی مین اسقدر اضافہ کیا گیا ہے "لیکن شرط یہہ ہے کہ کوئی اپیل کسی حکم مصرحہ دفعہ ۵۸۸ ضمن ۱۷ اکا (الف) اگر وہ حکم کسی عدالت ماتحت عدالت ضلع نے صادر کیا ہو۔ تو اپیل اوسکا عدالت ضلع مین ہوگا (ب) اور دیگر صور تونمین ہائی کورٹ مین ہوگا۔

مد ۱۰۲

کورٹ فیس ایکٹ

شفعہ - اپیل منجانب مشتری - رسوم عدالت ایکٹ نمبر ۷ سنہ ۱۸۷۰ع

ایک استصواب حسب دفعہ ۵ ایکٹ رسوم عدالت برائے ہست

صاحب چیف جسٹس سے کیا گیا - اور اونہون نے واسطے پیش

کیے جانے ڈویژنل بنچ کے حکم دیا معلوم ہوتا ہے کہ مدعیان

بذریعہ ایک نالش کے واسطے نافذ کرانے حق شفعہ کے اس بیان سے عدالت

مین آئے - کہ مدعیان نے بادائے رقم مندرجہ بیعنامہ بطور قیمت جائداد

یعنے مبلغ دو ہزار قیمت اصلی جائداد کے - جائداد کو بعد استفسار و انکار

مدعیان کے خریدا - اور اونہون نے درحقیقت مبلغ دو ہزار واسطے

جائداد کے ادا کیے - اور نیز ایک رقم مزید تعدادی مبلغ الماصہ ۳ ر ۴ پائی

ایک مرتہن کو دیے اور مدعیان مستحق لینے جائداد کے بغیر ادا کرنے ان

ہر دو رقوم اور نیز ایک رقم مبلغ سہ کے نہین ہین - جو مدعا علیہم نے

واسطے اخراجات انتقال جائداد موسومہ اپنے کے ادا کیے - عدالت

مرافعہ اولی (جج ماتحت) نے تجویز کی کہ یہہ ثابت نہین ہوا کہ

جائداد کی نسبت مدعیان سے استفسار ہوا اور اونہون نے انکار کیا

اور یہہ ثابت ہے کہ مدعاعلیہم نے درحقیقت مبلغ دوہزار واسطے
جائداد کے ادا کیے۔ اور یہہ بھی ثابت ہے کہ مدعاعلیہم نے مبلغ
الماصہ ایک مرتہن جایداد کو ادا کیے لیکن جسکے مدعیان سے
اس رقم کے پانیکے مستحق نہیں ہیں کیونکہ یہہ خیال نہیں کیا جا سکتا ہے
کہ وہ جزو زرتمن ہے اور یہہ ثابت نہیں ہوا کہ مدعاعلیہم نے مبلغ صہ
بابت انتقال جائداد کے صرف کیے ہیں۔ چنانچہ عدالت نے مدعیان کو
واسطے قبضہ جائداد کے بشرط ادائے مبلغ دوہزار کے ڈگری دی
مدعاعلیہم نے اوس ڈگری کی ناراضی سے روبرو صاحب جج ضلع
اس بنا پر اپیل کیا کہ وے مستحق پانے مبلغ الماصہ کے مدعیان سے
علاوہ اوس رقم کے ہیں جسکو عدالت مرافعہ اولی نے زرتمن قرار دیا ہے
اور شہادت سے یہہ امر ثابت ہے کہ مدعی نے خریداری انکار کیا۔

اونہوں نے یادداشت اپیل پر سوم عدالت بموجب دفعہ (۷) و (۶)
ایکٹ ہفتم عدالت ۱۸۷۰ع کے جنمیں حکم ادائی کورٹ فیس کا بابت
نالش نفاذ حق شفعہ کے ہے حساب سے ادا کیا۔ جو بحث استصواب
سے پیدا ہوئی یہہ تھی کہ آیا مدعاعلیہم کو یادداشت اپیل پر بقدر ایسی قیمت

مین رسوم بلحاظ قیمت مبلغ الیاصہ ۳ر ۱۳ پائی ادا کرنی چاہیے تھی یا نہین
نامبردگان سے جو شمار رسوم عدالت کا کیا ہے وہ درست کیا ہے
کیفیت سر رشتہ مین یہہ مندرج ہے - کہ نوعیت نالش کی اپیل مین
تبدیل ہو گئی - اور اسلئے رسوم بلحاظ قیمت اوپر مبلغ الیاصہ ۳ر ۱۳ پائی کے واجب الادا
ہے - جونیر گورنمنٹ پلیڈر (بابو دوارکا ناتھ بنرجی) منجانب
مدعاعلیہم عدالت - اسٹریٹ صاحب قائمقام چیف جسٹس اور براڈ
ہرسٹ صاحب جسٹس نے - تجویز ذیل صادر فرمایا - اسٹریٹ
صاحب قائمقام چیف جسٹس - اپیل مدعاعلیہم نے بنا راضی فیصلہ جج
ماتحت صرف متعلق نامنظوری اونکے مبلغ الیاصہ ۳ر پائی سے نہین کے
کہ جسکو مدعاعلیہم بیان کرتے ہین کہ ذمہ مدعیان کے بطور زر اوس
بدل کی جو اونسے واپس دلایا جاوے واجب الادا ہے بلکہ بحث نسبت
نامبردگان کے درباب پیش کرنے حق شفعہ کے اس وجہ سے ہے کہ نامبردگان نے
بوجہ کرنے انکار خریداری سے اپنی کو کرنے دعوی حق شفعہ سے ممنوع کر دیا لہذا
ہم کیفیت سر رشتہ کو تسلیم نہین کرتے کہ نوعیت نالش کی اپیل مین تبدیل
ہو گئی بخلاف اسکے نفس نزاع ما بین فریقین کے حق شفعہ ہی کہ جسکی مالیت کا تصفیہ

اوس طریق پر ہونا چاہیے کہ جو دفعہ ۷ ضمن ۶ - اکٹ رسوم عدالت
مین معین ہے ہمکو افسر خزانہ لئے حوالہ ایک نظیر میر لیس اچھا سٹرٹ
صاحب جسٹسان مقدمہ رام لکھن رائے بنام نندن رائے (لیگل ریمیمبرنسر
سلسلہ ہائی کورٹ صفحہ ۱۶۲) کا دیا ہے مگر اوس مقدمہ اپیل مین
صرف یہ امر تجویز طلب تہا کہ آیا اپیلانٹ کو اوسقدر روپیہ ادا کرنا
لازم ہے یا نہین - اور نسبت حق شفعہ کے کچھہ اعتراض نہین کیا گیا اللہ
نظیر مذکور متعلق اس مقدمہ کے نہین ہے - ہماری یہ رائے ہے کہ جب
اپیل نالش حق شفعہ مین اس وجہ سے پیش کیا جای کہ حق شفعہ ثابت ہوا
یا نہین ہوا جیسی کہ صورت ہو بلالحاظ اوسکے کہ اوسکو کوئی عذر ہو لقصفیہ
مالیت عشتبارنالش کا واسطے اکٹ رسوم عدالت کے بموجب الفاظ
مندرجہ مد (۶) دفعہ ۷ - اکٹ مذکور کے ہونا چاہیے الا درحالیکہ
امر تجویز طلب اپیل مین نسبت صرف اوس تعداد کے ہے جو شفیع کو ادا کرنا
چاہیے تو ہمکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ رسوم عدالت قیمت پر بحساب اوس
فرق کے محسوب ہونی چاہیے کہ جو مابین رقوم مظہرہ بطور زر ثمن
منجانب فریقین کے ہو - لیکن بجواب استصواب ہذا کے ہمکو یہہ کہنا

چاہیئے کہ جو رسوم اپیلانٹیان نے ادا کی ہے کم نہیں ہی (انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۶ صفحہ ۴۰۴)

مد ۱۰۴۳ اپیل خاص

باب ۴۲ - مجموعہ ضابطہ دیوانی دیکھنا چاہیئے - ضرورت اعادہ کی نہیں ہے - ایک مقدمہ مین ڈگری شفعہ کی عدالت ابتدائی نے کی - عدالت اپیل ماتحت نے ڈگری عدالت ابتدائی کی بابتہ خرچہ کی ترمیم کی - اس مقدمہ مین یہ حجت کی گئی کہ جب عدالت اپیل نے رائے عدالت ماتحت سے نسبت امور مندرجہ تنقیحات کے اتفاق کیا اور صرف نسبت خرچہ کے اختلاف کیا تو ایسی حالت مین اپیل خاص نہیں ہو سکتا - تجویز ہوا کہ بحث پیش شدہ صحیح نہیں ہے کیونکہ الفاظ دفعہ ۱۲ - اکٹ ۱۲ ۱۸۷۹ء کے اپیل خاص کی اجازت دیتے ہین کہ اپیل خاص اوسوقت مین ہو سکتا ہے جبکہ فیصلہ یا حکم عدالت اپیل کا منسوخ یا ترمیم کیا جائے اور حکم خرچہ کا ایک جز ڈگری کا سمجھا جاتا ہے - پس حکم ترمیم خرچہ کا ڈگری کو ترمیم کرتا ہے (مقدمہ پوکہن ساہ مدعا علیہ اپیلانٹ بنام جانسن خان وغیرہ مدعا علیہم

رسپانڈنٹ۔ فیصلہ ۱۴ فروری ۱۸۸۰ع اودہ جوڈیشل کمشنر سلکٹ کیس نمبر ۱۳۹

مد ۱۰۴

نگرانی

(دفعہ ۶۲۲ ضابطہ دیوانی) ہائی کورٹ مجاز ہے کہ مثل کسی مقدمہ کی جسکا اپیل ہائی کورٹ مین نہین ہوتا ہے۔ اپنے پاس طلب کرے بشرطیکہ اوس عدالت مین جو مجوز مقدمہ تھے ظاہر ہو کہ اختیار نافذ کیا ہو جو اوسکو قانوناً حاصل نتھا یا جو اوسکو اختیار تھا اوسی عمل مین نلائی ہو یا اپنے اختیارات کی تعمیل مین خلاف قانون عمل کیا یا کوئی بیضابطگی عظیم کے ہو اور عدالت ہائی کورٹ مجاز ہے کہ اوس مقدمہ مین جو حکم مناسب سمجھین صادر کرے۔

نوٹ۔ اس مقام پر ایک فیصلہ عدالت العالیہ پریوی کونسل کا نقل کیا جاتا ہے یہہ ایک مشہور مقدمہ ملک اودہ کی ایک سر بر آوردہ رئیس کا ہے اور اب بطور اصول قانون کے نظیر مستعمل کیا جاتا ہے۔ (راجہ امیر حسن خان (مدعی) بنام شیو بخش سنگہ مدعا علیہ اپیل بنا راضی ڈگری (۷ فروری ۱۸۸۰ع) مصدرہ جوڈیشل کمشنر اودہ مشعر منسوخی ڈگری (۵ ستمبر ۱۸۷۹ع) مصدرہ صاحب جج ضلع سیتاپور

جسکے روسے ڈگری (۲۵ - جون ۱۸۸۰ء) صادرہ اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر ضلع
مذکور بحال ہی - وہ نالش جسمین اپیل ہوا ہے عدالت اکسٹرا اسسٹنٹ
کمشنر مین جسکو اختیار سماعت حسب ایکٹ ۳۲ - ۱۸۷۱ء
(ایکٹ عدالتہاے ملک اودھ) جو اوسوقت مین جاری تھا ضلع
سیتاپور واقع ملک اودھ مین حاصل تھا ابتداءً دائر ہوئی تھی -
راجہ امیر حسن خان اپیلانٹ نے شیو بخش رسپانڈنٹ پر نالش واسطے
حصول قبضہ بذریعہ انفکاک رہن تین ربع حصہ واقع تعلقہ موسوم
بہ خان پوری جسمین چھ مواضع واقع ضلع سیتاپور داخل ہین بہ ادا
دین رہن کے جو بقدر الملاعہ کے بیان کیا گیا ہے دایر کی -
یہ جایداد ۱۸۴۹ء مین آٹھ کس شخص کا جایداد مذکورہ رہن کی
اور حق انفکاک کی نسبت عدالت بندوبست اور عدالتہائے
دیوانی مین نزاع ہوئی - نالش حال مین یہ بحثین پیدا ہوئین -
کہ آیا نالش مذکورہ از روے دفعات ۱۳ و ۳ و ۴ - ایکٹ ۱۴ ۱۸۵۹ء
کے ممنوع السماعت ہی یا نہین - نیز آیا مدعی مستحق قایمقامی
راہنان کا ہی یا نہین - اور آیا وہ مجاز اثبات کا ہے یا نہین کہ

دعویٰ انفکاک جائداد مرہونہ کا کرے - صاحب ضلع سیتاپور نے
ڈگری صادرہ اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر کو جو بحق مدعی تھی بحال
رکھا - بعد ازاں ۱۲ - دسمبر ۱۸۷۹ء کو مدعاعلیہ نے ایک درخواست
بحضور جوڈیشل کمشنر اس استدعا سے گذرانی کہ مسل مقدمہ مذکور کی
طلب کیجائے - اور نسبت مقدمہ کے اپنے اختیارات حسب
دفعہ ۲۲ - ۹۲ - ایکٹ ۱۸۷۶ء مرحمہ حسب دفعہ ۹۲ - ایکٹ
۱۲ - ۱۸۷۹ء کے عمل میں لائیں بر طبق اسکے جوڈیشل کمشنر نے
مسل مقدمہ طلب کی - اور بعد سماعت بحث فریقین (بذریعہ
اس تجویز کے جواب زیر اپیل ہے) فیصلہ عدالت تحت مشعر ڈسمسی
نالش کو منسوخ کیا - بر طبق اپیل ہذا مسٹر جے گریہم کوئینس کو
مسٹر جی بی وڈراف منجانب اپیلانٹ حاضر ہوئے - رسپانڈنٹ
حاضر نہیں ہوا - منجانب اپیلانٹ دفعہ ۱۲ - ایکٹ ۱۳ - ۱۸۷۹ء
ایکٹ عدالتہاے دیوانی ملک اودھ صادرہ ۱۸۷۹ء کا حوالہ
دیا گیا - جسکے روسے - اسوجہ سے کہ فیصلہ صاحب جج
ضلع سے حکم اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر کا ترمیم یا منسوخ نہیں کیا گیا

وہ مختتم ہوگیا۔ بجز اوس قدر کے کہ وہ تابع احکام مجموعہ ضابطہ
دیوانی۔ دفعہ ۶۲۲ سے تھا۔ اور یہہ فرض کیا گیا۔ کہ الفاظ
دفعہ ۶۲۲ جو ابتدا اگے تھے اور نیز مرمتہ حسب دفعہ ۹۲۔ اکٹ ۱۲
سنہ ۱۸۷۹ء کے روسے جوڈیشل کمشنر کو یہہ اختیار نہین ہے کہ
ایسے مقدمہ مین جیسا یہ مقدمہ ہے دست اندازی کرے۔

ان الفاظ مین کہ خلاف قانون یا واقعی بیضابطگی کے ساتھ
عمل کرے وہ مقدمات داخل نہین ہین کہ جنمین فیصلہ غلط ہوا ہو
نسبت اختیارات نگرانی ہائی کورٹ حسب دفعہ ۱۵ اسٹیٹیوٹ
سنہ ۱۸۶۱ء و سنہ ۱۸۶۲ء جلوس وکٹوریہ باب ۱۰۴ اسکے عدالت مذکور کو
یہہ اختیار نہین ہے کہ کسی اپنی ماتحت عدالت کے حکم مین بربنائے غلطی
قانونی یا واقعات کے دست اندازی کرے بجز اسکے کہ اپیل
باضابطہ کیا جائے۔ (مقدمہ بیجرام۔ بنام۔ ہرسکھ۔ انڈین لا رپورٹ
الہ آباد جلد اول صفحہ ۱۰۱) کے ایک نوٹ مین اسناد نسبت دست اندازی
ہائی کورٹ حسب دفعہ ۱۵ کے جمع کیے گئے ہین و (مقدمہ منبینی
داسی۔ بنام۔ کہتر گوپال دی۔ انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد اول صفحہ ۱۲۷)

کا بھی حوالہ دیا گیا۔

تجویز حکام عالیمقام مسٹر لی پیکاک صاحب نے صادر فرمائی

بحث اس مقدمہ کی اوس تعبیر مناسب پر مبنی ہے۔ بموجب ایکٹ

۱۸۶۱ء دفعہ ۲۲ و ایکٹ ۱۲ ۱۸۶۹ء دفعہ ۲۹ جسکی روسے

دفعہ اول الذکر ترمیم کی گئی تھی کرنی چاہیے۔ بموجب ایکٹ

۱۳ ۱۸۶۹ء دفعہ ۱۲ کے۔ اس مقدمہ کا اپیل بنا راضی ڈگری

عدالت ماتحت اپیل سے بحضور جوڈیشل کمشنر نہیں ہو سکتا تھا۔

لیکن دفعہ ۲۲۔ ایکٹ ۱۰ ۱۸۶۱ء مین یہ حکم ہے کہ ہائی کورٹ

اور اس معاملہ مین جوڈیشل کمشنر وہی اختیارات عمل مین لاتا ہے

کہ جو ہائی کورٹ عمل مین لاتی ہے۔

مجاز ہے کہ مسل کسی مقدمہ کی جسکا اپیل ہائی کورٹ مین نہین ہوتا ہے

اپنے پاس طلب کرے بشرطیکہ اوس عدالت نے جو مجوز مقدمہ

تھی ظاہر اوہ اختیار نافذ کیا ہو جو اوسکو قانوناً حاصل نہتھا۔ یا جو

اوسکو اختیار تھا اوسے عمل مین نہ لائی ہو۔ اور عدالت ہائی کورٹ

مجاز ہے کہ اوس مقدمہ مین جو حکم مناسب سمجھے صادر کرے۔

ازروی دفعہ ۹۳ - ایکٹ ۱۲ سنہ ۱۸۷۹ء دفعہ مذکور مین بذریعہ داخل
کرینے اس عبارت کے بعد لفظ نہ لائی ہو کے اپنے اختیارات کی تعمیل
مین خلاف قانون عمل کیا یا کوئی بیضابطگی عظیم کی ہو - ترمیم
کی گئی ہے - پس بحث یہ ہے کہ آیا حکام عدالت ہائی ماتحت
نے اس مقدمہ مین اپنے اختیارات کی تعمیل مین خلاف قانون
عمل کیا - یا کوئی بیضابطگی عظیم کی - یا نہین واضح ہوتا ہے
کہ اونکو اختیار کامل واسطے فیصلہ اوس امر کے جو اونکے روبرو
پیش تھا - حاصل تھا - اور اونہون نے اوسکا فیصلہ کیا
تمام اس سے کہ عدالت ہائے موصوف نے اوسکا فیصلہ صحیح
کیا یا غلط اونکو اختیار فیصلہ مقدمہ مذکور کا حاصل تھا - اور
اگر اونہون نے اوسکا فیصلہ غلط ہی کیا تو اونہون نے اپنے
اختیارات کی تعمیل خلاف قانون سے نہین کی - اور نہ کوئی
بیضابطگی عظیم کی - لہذا حکام عالیمقام کے نزدیک
حسب دفعہ ۶۵ - ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۷۷ء مرحمہ حسب دفعہ ۹۲
ایکٹ ۱۲ سنہ ۱۸۷۹ء کے جوڈیشل کمشنر کو اختیار سماعت مقدمہ کا

حاصل نہین تھا اندرین صورت حکام عالیمقام حضور ملکہ معظمہ دام اقبالہا کو موّدبانہ یہ مشورہ دینگے کہ یہ اپیل منظور کیاجائے اور تجویز جوڈیشل کمشنر کی منسوخ کیجائے اور ریسپانڈنٹ کو یہ حکم ہو کہ جو خرچہ روبرو جوڈیشل کمشنر کے ہوا ہے ادا کرے۔ اوسکو لازم ہے کہ خرچہ اس اپیل کا بھی ادا کرے۔

(مقدمہ امیر حسن خان بنام شیوبخش سنگھہ انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۱۔ صفحہ ۶۰۔ انگریزی) (نوٹ) اس مقدمہ محولہ بالا کی تقلید دیگر فیصلہ جات مابعدین کی گئی چنانچہ ایک مقدمہ منفصلہ عدالت صاحب جوڈیشل کمشنر اودہ ذیل مین تحریر کیا جاتا ہے

— روبرو ڈبلو ڈیو تھایٹ صاحب بہادر۔ ڈی سی ایل جوڈیشل کمشنر بہادر ملک اودہ —

جواہرلال مدعی اپیلانٹ بنام ناظر علی مدعا علیہ ریسپانڈنٹ

مقدمہ دائر کردہ سایل جواہرلال باتفاق آرای عدالت ہای ماتحت ڈسمس ہوچکا ہے۔ ان وجوہ پر کہ دستاویز مورخہ ۱۰۔ اگست ۱۸۷۶ء جسپر دعوی مبنی تھا۔ مدعی

(یعنے سایل) کو میرے روبرو کوی بنائے نالش پیدا نہین ہے
مجھسے باستعمال غیر معمولی اختیارات عدالت ہذا کے بنا بر تنسیخ
ڈگری عدالت اپیل ماتحت کے ونیز قرار دیتے اس امر کے کہ سایل
کو بنائے نالش دپر دستاویز مورخہ ۸- اگست ۱۸۷۲ع کے پیدا
تھی- مین بموجب شرائط فیصلہ حکام عالیمقام پریوی کونسل
بمقدمہ (امیر حسنخان- بنام- شیو بخش سنگہ مندرجہ انڈین
لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۱ صفحہ ۶) کے اس درخواست کی
پذیرای سے باز رکہا گیا ہون یہہ اعتراض کہ آیا مدعی کو بنائے
نالش پیدا تھی یا نہین منجملہ اون اعتراضات کے ہے جو اوس
مقدمہ مین بھی کیے تھے جسپر حکام عالیمقام نے یہ فیصلہ فرمایا-
کہ عدالتون نے اون واقعات کو جو اس مقدمہ مین بھی ہین پورا
اختیار فیصلہ امر مابہ النزاع کا حاصل تھا- جو اونکے روبرو پیش
تھا- اور اونہون نے اوسکو فیصل کیا- عام اس سے کہ
صحیح فیصل کیا یا غلط فیصل کیا- مگر اونکو مقدمہ کے فیصلہ کا
اختیار کامل حاصل تھا- اور بالفرض اگر غلط بھی فیصل کیا تاہم

اونھون نے اپنے استعمال اختیار مین خلاف قانون یا عظیم بے ضابطگی نہین کی لہذا درخواست معہ خرچہ ڈسمس ہوئی (اودہ جوڈیشل کمیشن غیر رپورٹ شدہ سید حکیم اپیل ۱۸۸۶ء جوالا پرشاد اودھ رولیکنس صفحہ ۲۰۷)

مد ۱۰۵ داخل نکرنا زرثمن کا بانتظار اپیل

شفیع نے ایک ڈگری اس شرط سے حاصل کی - کہ اندر ایک میعاد مقررہ کے زرثمن مجوزہ عدالت کو داخل کرے شفیع مذکور نے بنا راضی حکم عدالت ابتدائی نسبت تعداد مجوزہ زرثمن کے اپیل کیا اور زرثمن اندر میعاد مقررہ عدالت ابتدائی کے داخل نکیا - اور دوران مقدمہ اپیل مین وہ زمانہ جو واسطے ادا کرنے زرثمن کے مقرر تھا گذر گیا - اور عدالت اپیل نے دوسرا وقت واسطے ادا کرنے زرثمن کے مقرر کرنے سے انکار کیا -

تجویز ہوا - کہ مدعی شفیع کو بحالت اپیل کرنے بنا راضی ڈگری ابتدائی کے لازم تھا - کہ وہ اوس ذمہ داری سے جو عدالت ابتدائی نے واسطے ادا کرنے زرثمن کے اندر میعاد مقررہ کے اوسی کے ذمہ ڈالی تھی گریز کرتا - اور عدالت اپیل ما تحت قانوناً

پابند اسکی نہ تھی کہ وہ ایک وقت خاص واسطے ادا کرنے زرثمن کے
اپنی ڈگری میں مندرج کرتی تاوقتیکہ ضرورت خاص مقتضی اسکی نہوتی
اگرچہ وہ ایسا کرنے کی مجاز تھی۔ (مقدمہ شیو پرشاد لال بنام ٹھاکر داس
آگرہ جلد ۳ صفحہ ۲۵۴ و آگرہ فل بنچ طبع ۱۸۶۸ع صفحہ ۳۰۵)
شفیع نے ڈگری حق شفع کی اس شرط سے حاصل کی کہ زرثمن اندر
ایک مہینہ کے داخل کرے شفیع نے روپیہ اندر میعاد معینہ کے داخل
کیا لیکن درخواست میں یہ استدعا کی کہ جبتک دخل خارج اوسکے نام نہوجاوے
روپیہ بطور امانت کے جمع رہے۔
تجویز ہوا۔ کہ اگرچہ اوس عرضی میں جسکے ذریعے سے روپیہ پیش
کیا گیا یہ تحریر تھا کہ روپیہ مدیون کو اوسوقت تک نہ دیا جاوے جبتک
کہ داخل خارج نہوجاوے تاہم اس سے یہ مفہوم پیدا نہیں ہوتا کہ پیش
کرنا زرثمن کا خلاف شرط مندرجہ ڈگری ہے بلکہ سمجھنا چاہیئے بموجب
شرط ڈگری کے ایفا عمل میں آیا (۲۰۔ W۔ R۔ ۲۶) ایک مقدمہ میں
صاحب جوڈیشل کمشنر بہادر اودہ نے یہ تجویز فرمایا۔ کہ اسقدر
قول وکیل شفیع کا صحیح ہے کہ شفیع کو اختیار ہے کہ وہ جس سے

چاہیے قرض لیکر زرِ ثمن ادا کر دی لیکن اس واقعہ کو روئداد مقدمہ سے
کوئی تعلق نہیں ہے۔ کیونکہ یہ امر ظاہر ہے کہ اپیلانٹ تاریخ معینہ
عدالت اپیل کو زرِ ثمن کے داخل کرنے میں قاصر رہا۔ لہذا بموجب دفعہ
۱۵۔ ایکٹ نمبر ۱۸ بابت ۱۸۷۶ء (نافذہ ملک اودھ) اوس نے اپنے
حق شفعہ کو کھو دیا۔ کسی رسید نوشتہ اصل خریدار کا بصورت معاملت
باخود ہا ہے۔ داخل کرنا کافی نہیں ہے بلکہ وہ فرضی وسازشی مانی گئی
اور یقیناً ایسے فعل سے تعمیل شرائط مندرجہ دفعہ مذکور کی نہیں
ہوئی (مقدمہ غیر رپورٹ شدہ۔ روبروے ریڈ صاحب جوڈیشل کمشنر۔
گنیش تیواری۔ بنام۔ گوکل تیواری منفصلہ ۱۲ جولائی ۱۸۷۶ء جوالا پرشاد
اودھ ہڈنگس صفحہ ۱۳۰)

مد ۱۰۶ کمی وبیشی زرِ ثمن کی اپیل میں

ایک ڈگری عدالت مرافعہ اولیٰ میں جو نالش نفاذ حق شفعہ
صادر ہوئی یہ ہدایت تھی۔ کہ جو روپیہ عدالت نے بطور زرِ ثمن
کے متحقق کیا تھا تاریخ ڈگری سے ایک مہینہ کے اندر داخل کرنا
چاہیئے مدعی نے بدیں عذر اپیل کی۔ کہ زر مذکور زرِ ثمن نہیں ہے۔

بحالت دوران اپیل کے میعاد معینہ عدالت مرافعہ اولی بلا ادخال روپیہ کے منقضی ہوگئی - عدالت نے اپیل کو ڈسمس کیا اور ازخود اپنی ڈگری میں واسطے ادخال ایک میعاد کے مقرر کی (تقلید عدالت شیعہ پرشادلال بنام ٹھاکر رائی)

عدالت اپیل مجاز ہے کہ میعاد ادخال زرکی توسیع کرے - اور عدالت موصوف کی کارروائی اور حکم خلاف احکام دفعہ ۱۴۲ ضابطہ دیوانی سے نہیں ہے (پرشادی لال - بنام - رامدیال - انڈین لارپورٹ الہ آباد جلد دوم صفحہ ۴۴۷)

ایک نالش شفعہ میں - ڈگری بشرط مدعی کے مبلغ الحاملعہ ادا کرنے کے کہ یہی تعداد عدالت سے زرشن کی قرار دی تھی صادر ہوئی - مدعی مذکور نے زرشن ترمایان کو ادا کیا - اور ادا کی تصدیق حسب دفعہ ۲۵۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے کی گئی - بعد ازاں ڈگری عدالت سے ترمیم ہوکر زرشن ایک بقدر ایکہزار نوسو پچانوی کے الماملعہ کے قرار پایا جسکے ادا کرنیکا حکم مدعی کو بطور شرط شفعہ کے دیا گیا تھا مدعی نے اسقدر روپیہ ادا نہیں کیا کہ جسقدر معینہ اول سے زاید عدالت

اپیل نے بطور قیمت صحیح کے تجویز کیا تھا اسوجہہ سے نالش ڈسمسن سمجھی گئی - بعد اسکے اوسنے اپنی حق مشتری سی واپس پانے الخ کو مدعی نالش ہذا کے نام منتقل کیا - جسنے بعد اسکے کہ اوسکی درخواست جو عدالت مرافعہ اول مین حسب دفعہ ۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے بغرض واپسی زر مذکور کے پیش کی تھی نامنظور ہوئی -

یہہ نالش دایر کی - تجویز ہوئی - کہ منتقل الیہ قائمقام مدعی نالش شفعہ کا حسب دفعہ ۲۴۴ - مجموعہ ضابطہ دیوانی کے تھا اور اسوجہہ سے نالش حسب احکام دفعہ مذکور کے ممنوع السماعت ہے

(مقدمہ الشیری داس - بنام - سوجی رام انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۱۰ صفحہ ۴۶۵)

ایک عدالت مرافعہ اولی نے دعوی شفعہ کا اس شرط پر ڈگری کیا کہ شفیع اندر ایک میعاد معین کے مبلغ ایکسو چھبیس روپیہ عدالت مین جمع کرے شفع کو مبلغ انتالیس روپیہ نو آنہ بطور اوسکے خرچہ نالش کے بھی دلانا میعاد معینہ کے اندر شفیع نے مبلغ ایکسو چھبیس روپیہ عدالت مین جمع کیا اور بعد ازان اوسنے اپنے ڈگری خرچہ کی جاری کراکے زر مجتمع مین سی مبلغ لعہ انتالیس روپیہ نو آنہ وصول کر لیا بعد ازین

برطبق اپیل کے عدالت اپیل سے ڈگری مذکور اسطور پر ترمیم ہوئی کہ بعد
ایکسوپچیس جو بطور شفیع کے واجب الادا ہے بڑہا کر دوسو روپیہ کر دیئے
اور حکم عدالت مرافعہ اولی کا نسبت خرچہ کے منسوخ کیا گیا اندر میعاد
مندرجہ ڈگری عدالت اپیل کے شفیع نے مبلغ دفعہ اور عدالتین جمع کر دیا بعدہ
مدعا علیہ یعنی مشتری نے حسب دفعہ ۵۸۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے
عدالت سے یہ درخواست کی کہ جایداد متدعویہ اوسکو واپس کر دیجائے
اور یہ حجت کی کہ شفیع نے پورا دوسو روپیہ اندر میعاد معینہ کے جمع
نہیں کیا ـــ

اسٹریٹ صاحب جسٹس نے بجائی فیصلہ محمود صاحب جسٹس کے یہ تجویز
کی کہ یہ حجت ساقط ہونی چاہیے ورایکسوپچیس روپیہ جو بموجب ڈگری
عدالت مرافعہ اولی کے ادا ہوا ہے اوسکی نسبت یہ نہیں کہا جا سکتا ہے
کہ اوسمین اسوجہہ سے کمی ہوئی کہ شفیع نے بعدہ بمقابلہ زر مدخلہ مذکور
کے اجراے حکم عدالت مذکور بحق اپنے نسبت خرچہ کے کرایا بعد ازان اور
اندر میعاد معینہ عدالت اپیل کے پچہتر روپیہ ادا کر دینے سے تعمیل
ڈگری عدالت موصوف کی ہوگی اور مدیون ڈگری کو یہ حق باقی رہا

کہ اوس خرچہ کو دلا یاوے جو عدالت مرافعہ اولی کی ڈگری کے اجرا میں وصول ہو کر لیا گیا۔

ڈبل صاحب جسٹس نے خلاف اسکے یہ تجویز کی اگر خرچہ شفیع کا ایک مرتبہ روپیہ ادا کر دیا تھا اور وہ چند روز تک بمنزلہ تعمیل ڈگری عدالت مرافعہ اولی کے تھا تاہم تعمیل مذکور اوسوقت بیاثر ہوگی کہ جب ڈگری مذکور بصیغہ اپیل ترمیم ہوئی اور چونکہ کسی وقت میں شفیع کا مبلغ مار دو سو روپیہ کسی عدالت میں حسب اقتضاے ڈگری اپیل کے جمع نہیں تھا اور محض ہی ڈگری مقدمہ میں تھی پس نامبردہ تعمیل شرط ضروری متعلقہ شفیع میں قاصر رہا اسلیے درخواست مدعی علیہ نامنظور ہونی چاہیے

(مقدمہ بالمکند ڈگریدار بنام بیجم مدیون انڈین لاء رپورٹ الہ آباد جلد دہم صفحہ)

۱۰۷ فیصلہ ابتدائی کا بحال یا ترمیم یا مسترد کرنا

ڈگری عدالت ابتدائی مقدمہ نفاذ حق شفعہ مورخہ ۱۱ - فروری ۱۸۸۵ء میں یہ ہدایت ہوئی کہ درصورت ادا ہونے زرثمن اندر ایک مہینہ تاریخ ناطق ہونے ڈگری سے ڈگری دار (مدعی) قبضہ جائداد متنازعہ حاصل کرے اور اگر اس معیاد کے اندر روپیہ ادا نکر سکے تو ڈگری کالعدم

ہو جائیگی۔ مشتری مدعا علیہ نے اس ڈگری کے ناراضی سے اپیل کیا جسکو عدالت اپیل نے برطبق درخواست مشتری کے بتاریخ ۱۸۔ دسمبر ۱۸۷۹ء خارج کیا۔ **تجویز ہوی**۔ کہ بغرض اس امر کے کہ حکم عدالت اپیل کی ناراضی سے اپیل دوم ہای کورٹ مین اسوجہہ سے ہو سکتا تھا کہ اوس حکم مین ڈگریدار (رسپانڈنٹ) کو خرچہ نہین دلایا گیا تھا لیکن چونکہ ڈگری ۱۸۔ فروری ۱۸۷۹ء پر کوئی اثر ایسی اپیل کے نتیجہ سے نہین ہو سکتا تھا پس ڈگری مذکور ۱۸۔ ستمبر ۱۸۷۹ء جبکہ ڈگری مذکور کی ناراضی سے اپیل کیا گیا تھا دست بردار ہوئے اور وہ خارج کیا گیا ناطق ہو گئی۔

اور نہ بعد انقضائی ایک ماہ تو سی یوم کے تاریخ حکم عدالت اپیل مورخہ ۱۸۔ ستمبر ۱۸۷۹ء۔ (انڈین لارپورٹ الہ آباد جلد سوم صفحہ ۱۳۵۔ انگریزی مقدمہ نرائن داس مدیون ڈگری۔ بنام لچھمن سنگھ ڈگریدار)

مد ۱۰۸ زمانہ اداے زرثمن مزید

روبرو صاحب جوڈیشل کمشنر بہادر اودہ کے بذریعہ درخواست نگرانی کے یہ بحث پیش کی گئی جس مین یہ واقعات بیان ہوئے کہ عدالت

ماتحت نے مسئلہ اختیار حد سماعت کو غلط سمجھا - اس عدالت میں صرف
یہہ امر معرض بحث مین ہے - آیا مقدمہ شفع مین جسمین کہ شفیع نے
ڈگری حاصل کی ہو اوسکو عدالت سے واسطے داخل کرنے زرثمن کے
ایک زمانہ مقررہ مین بقید تاریخ حکم ملا ہو اور اوس مقدمہ کا اپیل بنارضی حکم
عدالت ابتدائی دایر ہوا ہو - اور قبل منقضی ہونے میعاد مقررہ عدالت
ابتدائی بنا ادائی زرثمن کی شفیع عدالت اپیل مین یہہ درخواست کی ہو کہ میعاد
مذکور بڑہا دیجائی - اور بموجب درخواست مذکور عدالت اپیل نے درخواست
کو منظور کرکے میعاد کو بڑہا دیا ہو - اور شفیع نے بر طبق اوسکی ادائی
زرثمن مین متجاوز زمانہ مقررہ ڈگری عدالت ابتدائی سے تاخیر کی ہو
تو ایسا فروگذاشت شفیع کو اوسکی حق سے محروم کرتا ہے - اپیلانٹ
کی یہ حجت ہے کہ ایسے فروگذاشت سے اپیلانٹ محروم ہو گیا -
یہ مقدمہ متشکل مقدمہ پرشادی لال بنام رامدیال مندرجہ انڈین
لا رپورٹ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۴۸۷ کے ہے روبرو صاحب جوڈیشل
کمشنر بہادر کے یہ بحث پیش کیگئی کہ مقدمہ محولہ بالا صرف بہ تبعیت
ایک پرانے فیصلہ ۱۸۶۹ء کے تہا - دفعہ ۱۴ - ایکٹ ۱۵ ۱۸۷۷ء

اور دفعہ ۲۱۴ - ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء نقیض فیصلہ مذکور
کی ہین - صاحب جوڈیشل کمشنر بہادر نے اس بحث کو ناجائز قرار دیا
اور یہ تجویز فرمایا کہ فیصلہ ۱۸۸۰ء مقدمہ پرشادی لال بنام امدیال
بحوالہ دفعہ ۲۱۴ - ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۷۷ء ہے اور وہ دفعہ ہو بہو مطابق
دفعہ ۲۱۴ - ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء کی ہے - اور یہ بھی تجویز فرمایا کہ اختیار التواے
اجراے ڈگری مین اختیار التواے اجراے جزو ڈگری بھی شامل ہی اور ایسا اختیار
بحق ہر فریق کے استعمال کیا جاسکتا ہی جو ایسی التوا کی خواہش
کرے لہذا شرائط قانون واجب التعمیل ہین - اور اسی بنا پر
درخواست معہ خرچہ نامنظور کی گئی - (مقدمہ درخواست علی رضا خان
وبسم اللہ خان منفصلہ ۱۲ مارچ ۱۸۹۰ء جوڈیشل کمشنر سلکٹ کیس نمبر ۱۰۵)

تجویز ثانی

مد ۱۰۹

بموجب دفعہ ۶۲۳ - ضابطہ دیوانی کے جو شخص اپنے حق تلفی
سمجھے بوجوہ ذیل تجویز ثانی کر سکتا ہے -

(الف) کسی ڈگری یا حکم سے جسکا اپیل از روے مجموعہ ہذا جائز ہی
مگر اوسکا اپیل ہنوز دائر نہوا ہو - یا

(ب) یا کسی ڈگری یا حکم جسکا اپیل اس مجموعہ کے رو سے جائز نہین ہے یا
(ج) کسی فیصلہ سے جو عدالت مطالبہ خفیفہ کے استصواب پر صادر
ہوا ہو اور جو شخص بوجہ دریافت ہونے کسی امر یا شہادت جدید اور اہم
کے باوجود سعی قرار واقعی کے بوقت صادر ہونے اوس ڈگری یا
حکم کے اوسکو معلوم نہ تھی ۔ یا کہ وہ اوسکو پیش نکر سکتا تھا ۔ یا بوجہ غلطی
یا سہو کے جو با لبداہت مثل سے ظاہر ہوتا ہو ۔ یا کسی اور وجہ کافی سے
بہ تجویز ثانی اوس ڈگری یا حکم کی چاہتا ہو جو اوسکی خلاف مرضی
صادر ہوا ہو تو اوسکو اختیار ہے کہ اوس عدالت مین جسنے ڈگری
یا حکم صادر کیا ہو یا اس عدالت مین اگر کوئی ہو جہان کام عدالت
اول الذکر کا منتقل ہو گیا ہو تجویز ثانی کی درخواست کرے ۔
جو فریق کہ کسی ڈگری کی ناراضی سے اپیل نکرے وہ باوجود دائر ہونے
اپیل منجانب کسی اور فریق کے تجویز ثانی کی درخواست کر سکتا ہے ۔
بجز اوس صورت کی کہ عذر مندرجہ اپیل سائل اور اپیلانٹ دونوں سے
یکسان متعلق ہو یا جبکہ وہ ریسپانڈنٹ ہو عدالت اپیل مین اوس مقدمہ کو
جسمین کہ درخواست تجویز ثانی کی کرتا ہی پیش کر سکتا ہے ۔

مد ۱۱۰

مکرر تجویز ثانی

ایک مقدمہ مین روبرو عدالت ہای کورٹ کلکتہ کے یہہ بحث پیش کی گئی کہ مجموعہ ضابطۂ دیوانی مین کوئی ایسی بات نہین ہے جو مانع پیش کئے جانے درخواست دوم تجویز ثانی کی ہو۔ بعد اسکے کہ ایک درخواست ماسبق تجویز ثانی کی پیش ہوکر نامنظور ہوگئی ہو۔ پس درخواست مذکور کی سماعت ہوسکتی ہے۔ **تجویز ہائی کورٹ** (نارس صاحب جسٹس وگھوس صاحب جسٹس) نارس صاحب جسٹس نے صادر فرمائی جنھون نے بعد بیان کرنے واقعات کے حسب ذیل فرمایا بنسبت حکم کے۔ ہمارے روبرو آج بحث کی گئی۔ ڈاکٹر راش بہاری گھوش نے وجہ خلاف حکم کے ظاہر کی اور یاد دلایا مگر جج واسطے اوسکے تائید کے حاضر ہوئی۔ بتائید حکم استدلال اوپر ایک فیصلہ اجلاس کامل مقدمہ نصیر الدین خان بنام اندر نرائن چودہری بنگال لارپورٹ جلد ہشتم صفحہ ۳۰۷ کے کیا گیا ہے۔ وہ فیصلہ بنسبت دفعہ ۳۷۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی سابق کے تھا جو مطابق دفعہ ۶۲۹ مجموعہ حال کے ہے۔ اظہار وجہ مین ڈاکٹر راش بہاری گھوش

نے یہ دلیل کی ہے - کہ وہ وجوہ جسنے اون حکام نے جو شریک کثرت رائے مقدمہ اجلاس کامل تھے وہ تعبیر لفظ "مختتم" کی کی جو اونہون نے کی ہے اب اوس لفظ سے اوسی معنی کے متعلق کرنے کے لیے نافذ نہین ہے - کیونکہ دفعہ ۶۲۹ مجموعہ حال بہ نسبت دفعہ ۳۷۸ مجموعہ سابق کے ایک کلیتاً مختلف طریق پر مرتب کی گئی ہی - اور اوس سے قانون مین تغیر عظیم ہوگیا ہی ڈاکٹر راش بہاری گہوش نے یہ بھی دلیل کی ہے کہ فقرہ اخیر دفعہ ۶۲۹ کا فی الحقیقت واسطے قرار دینے قاعدہ کے نسبت اوس امر کے داخل کیا گیا ہی جواب پیدا ہوا ہی - وکیل موصوف نے یہ دلیل کی ہی - کہ یہ الفاظ "کوئی درخواست" واسطے تجویز ثانی ایسے حکم کے جو صیغہ تجویز ثانی مین یا تجویز ثانی کی کسی درخواست صادر کیا جائے منظور نہوگی -

بمنزلہ کہنے اس بات کے ہین کہ کوئی درخواست دوم تجویز ثانی کی نہ کیجائیگی تیسری دلیل وکیل ذیعلم موصوف کی مبنی اوپر استعمال صرف اسے کے قبل الفاظ "ریویو آف ججمنٹ" -

سوتوعہ دفعہ ۶۲۲ کے ہے جو اول دفعہ مجموعہ حال کے متعلق تجویزات ثانی کے ہے - ڈاکٹر راش بہاری گھوش کہتے ہین کہ دراین ایپلیکیشن فاراسے ریویو" کے معنے صرف ایک درخواست تجویز ثانی کے ہین - نہ زیادہ کے - اور وکیل موصوف مقدمہ وینکم شٹی بنام پاپوشٹی - (رپورٹ ہائی کورٹ مدراس جلد ۵ صفحہ ۴۴۳) کا حوالہ دیتے ہین ہمنے ان دلائل اور مقدمہ مجوزہ پر غور کیا - اور ہماری یہ رائے ہے کہ لفظ مختتم سوتوعہ دفعہ ۶۲۹ کے وہی معنی ہین اور اوسکی وہی تعبیر ہونی چاہیے کہ جیسی لفظ مختتم - سوتوعہ دفعہ ۳۷۱ - مجموعہ سابق کی ہماری یہی رائے ہے - کہ ہمکو منشاء واضعان قانون کا اون الفاظ سے مستنبط کرنا چاہیے - جو اونہون نے استعمال کیے ہین یہ کہنا ناممکن ہے کہ معزی الیہم کے ذہن مین کیا خیالات تھے - ہماری دانست مین اگر واضعان قانون کا یہ منشاء ہوتا کہ دوسری درخواست تجویز ثانی کی ممانعت کیجاوے - تو وہ بالفاظ صحیح ایسا کہتے اور کہہ سکتے تھے - وہ کہہ سکتے تھے کہ کسی دوسری درخواست تجویز ثانی کی سماعت نہ کیجاویگی - ہماری یہ رائے نہین ہے کہ الفاظ

کوئی درخواست واسطے تجویز ثانی ایسے حکم کے جو صیغہ تجویز ثانی مین
یا تجویز ثانی کی کسی درخواست پر صادر کیا جاوے منظور ہوگی
ایسے وسیع ہین کہ جنسے ایسا شخص جو مدعا علیہ حال کی حالت مین
ہو دوسری درخواست تجویز ثانی کی پیش کرنے سے ممنتنع ہووے
مزید بران یہ امر قابل لحاظ ہی - کہ ایک مجموعہ ضابطہ کا ہی - اور جہان
تک ممکن ہو وسیع ترین تعبیر بنسبت مجموعات ضابطہ کے بخلاف
قانون اصلی کے کیجانی چاہیے - یہ امر بھی قابل تحریر ہے کہ یہ درخواست
تجویز ثانی اوس حکم کی نہین ہی - جو بصیغہ تجویز ثانی صادر ہوا یا
واسطے تجویز ثانی ایسے حکم کے جو برطبق درخواست ثانی صادر
ہوا مدعا علیہ کا مقدمہ یہ ہے کہ پہلی درخواست تجویز ثانی کی مناسب
طور پر نامنظور ہوئی وہ اس حکم کی تجویز ثانی کی استدعا نہین کرتا -
اوسکی صرف یہ استدعا ہی کہ ایک دوسری درخواست واسطے تجویز ثانی اصل
فیصلہ کے بربنای مواد جدید کے کرے - اندرین حالات ہماری یہ راے
ہی کہ درخواست ہذا ایک ایسی درخواست ہے کہ جسکی سماعت ہونی چاہیے
(گوبند رام منڈل بنام بھولا ناتھ سیٹھ انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۵ صفحہ ۱۱۴)

باب دوازدہم

واصلات

ملد ۱۱۱ مجموعۂ ضابطۂ دیوانی دفعہ ۲۴۴ - زر واصلات -

ڈگری بابتہ قبضہ جائداد غیر منقولہ - منسوخی ڈگری بر طبق اپیل - ڈگری اپیل مین نسبت واصلات کے کچھہ ذکر نہ تھا -

ایک نالش واسطے دلاپانے زر واصلات کے مدعی نے ایک ہی نالش مین جو بابتہ دخل جائداد غیر منقولہ کے تھی - ڈگری بابتہ اوسکی دخل کے حاصل کی اور بذریعۂ اجراے ڈگری دخل جائداد کا حاصل کیا - بعدازان یہ ڈگری بر طبق اپیل منجانب مدعاعلیہ کے منسوخ کیگئی - ڈگری عدالت اپیل مین نسبت اوس زر واصلات کے کچھہ ذکر نہ تھا - جو مدعی کے زمانہ دخل مین وصول ہوا تھا مدعاعلیہ نے نالش واسطے دلاپانے اوس واصلات کے دائر کی - پیتھرم صاحب چیف جسٹس و اولڈفیلڈ صاحب و برادھرسٹ صاحب و دیوہاےٹ صاحب جسٹسان نے یہ تجویز صادر کی کہ نالش از روے دفعہ ۲۴۴ ضابطۂ دیوانی کی ممنوع السماعت نہین ہے - وہ بحث جو اوس نالش مین پیدا ہوئی ہے وہ ڈگری عدالت اپیل مین اگرچہ پیدا ہوئی ہے جو نسبت - اجرا یا ادا یا ایفاء ڈگری کی حسب معنے دفعہ مذکور

کی نہ تھی۔ (کیونکہ اوسوقت کوئی ایسی بحث پیدا نہین ہوئی تھی) لہذا اس قسم کی نہین ہی جسکی نالش جداگانہ ازروئی دفعہ مذکور ممنوع السماعت ہی مقدمہ پرتاب سنگہ - بنام - بینی رام کا اولڈفیلڈ صاحب جسٹس نے فرق ظاہر کیا

تجویز محمود صاحب جسٹس - نالش مین دفعہ ۲۴۴ - عارض نہین ہی کیونکہ زرو اصلات جسکے دلاپانے کی استدعا ہی اوس ڈگری کے اجرا مین جو بطبق اپیل منسوخ کیگئی - وصول نہین ہوا -

دیوہایٹ صاحب جسٹس - فقرہ ج دفعہ ۲۴۴ مین الفاظ ,,کوئی اور امور نزاعی جو پیدا ہوی ہون،، الخ کو اسطرحپر پڑھنا چاہیی (کہ کوئی اور امور نزاعی جو فوراً پیدا ہوئے ہون) ورنہ صیغہ اجرا مین تحقیقات نہایت کرنا بعید ہوگا - (الہ آباد جلد ہفتم صفحہ ۱۷۰) مقدمہ رام غلام بنام دوارکا)

سود - ہرجہ - منافعہ - واصلات - قیاس بار ثبوت - جو سود سالانہ بقایا لگان پر لگایا گیا ہو وہ جب مدعی اپنے عرضی دعوی مین دعوی کرے - بطور اوس جزو ضروری ہرجہ کے دلایا جاسکتا ہی جسکو وہ شخص وصول کرسکتا ہی جو بطور بیجا جائداد منقولہ سے بیدخل کیا گیا - پرتاب چند بروا بنام - رانی سرنامی (ویکلی رپورٹر جلد ۱۴ صفحہ ۱۵۱)

کی پابندی کی گئی - لفظ منافعہ مین - سود سالیانہ اوس منافعہ کا شامل
نہین ہے - (ہردرگا چودہرانی - بنام - صورت سندری دیبی ماقبل
صفحہ ۳۳۲) کی پابندی کی گئی - (نالشات منافع مین جب مدعاعلیہم
جایداد پر بطور غاصب قابض ہون - تو یہ ثابت کرنا ذمہ نامبردگان ہے
کہ کسقدر روپیہ بطور لگان ایام دخیلکاری نامبردگان مین وصول ہوا اور
وہ اصول بیان کیے گئے جنکی بنا پر واصلات کا شمار ہونا چاہیے - (ہرچندر کمار
راے - بنام - مادہب چندر گوس انڈین لارپورٹ الہ آباد جلد ۵ صفحہ ۲۴۳)

پریوی کونسل

مد ۱۱۲ ہردرگا چودہرانی - (مدیون ڈگری) بنام - صورت سندری
دیبی دائن -

اپیل از ہائی کورٹ آف جوڈیکیچر فورٹ ولیم واقع بنگال

سود بابتہ واصلات - اجراے ڈگری - ضابطہ خرچہ وجوہ اپیل
تعریف لفظ واصلات سے مراد وہ روپیہ ہے جو بعد منہائی اخراجات
تحصیل کے اراضی سے وصول ہو - اور اوس روپیہ مین وہ ہر جہ جو واصلات

کے اوسوقت نہ ادا ہونے سے پیدا ہو جب وہ واجب الادا ہو یا نقصان
سود دسال لسبال شامل نہین ہے - ایک ڈگری مین یہ لکھا تھا کہ واصلات معہ
سود سن ابتدائی تاریخ دریافت واصلات دلانا چاہیے -
تجویز ہوئی - کہ عدالت جاری کنندہ ڈگری مذکور کو سود سال لسبال
اوس تحصیل پر دلانے کا اختیار نہین تھا - جو وصول ہونی چاہیے تھی
مگر بوجوہ اپیل جو بالکل قابل پذیرائی نہین اون وجوہ کے ساتھہ جو قابل
پذیرائی ہین اس غرض سے شامل کردیے جائین - کہ مقدمہ نسبت مالیت
کے اس طور پر داخل قاعدہ ہو جائے - کہ اپیل نسبت استحقاق جائز قرار
پاوے - تو اس معاملہ کو متعلق امر خرچہ کے سمجھنا چاہیے -
(مقدمہ ہر دور گا چودہرانی - بنام - صورت سندری سلسلہ نظائر کلکتہ
جلد ہشتم صفحہ ۲۳۲)
ایک مقدمہ اپیل خاص مین صاحب جوڈیشل کمشنر اودھ نے یہ واقعات
تحریر کیے ہین کہ ایک مدعی نے قبضہ اپنے حصہ واقع ایک موضع کا حاصل کیا
جسکو وہ ایک مرتبہ بمقدمہ شفعہ ہار چکا تھا - بعد ازان نالش واسطے
واصلات زمانہ بیدخلی کے دائر کی - عدالت ابتدائی نے یہ تجویز کی

کہ مقدمہ قابل سماعت تھا۔ اور بنا بریں علیہ ڈگری صادر کی۔ عدالت اپیل ثالث نے اوس فیصلہ کو اس تجویز سے منسوخ کیا۔ کہ نالش جداگانہ واسطے وصلات کے نہیں ہو سکتے۔ صاحب جوڈیشل کمشنر بہادر نے یہ تجویز فرمایا کہ بحث واصلات کی متعلق بہ اجرائے ڈگری یا ایفائے ڈگری قبضہ کے۔ کیونکہ اوسوقت میں یہ بحث پیش نہیں کیگئی تھی۔ لہذا فیصلہ عدالت ابتدائی کا بحال کیا گیا۔ سلکٹ کیس نمبر ا سنہ ۱۸۷۵ء کا حوالہ دیا گیا اور مقدمہ رام غلام۔ بنام۔ دوارکا رام مندرجہ انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ہفتم صفحہ ۱۷۰ کی تقلید کیگئی۔ جوڈیشل کمشنر سلکٹ کیس نمبر ۴۲ سنہ ۱۸۸۰ء مقدمہ بینی پرشاد۔ بنام۔ رام کشن۔

دعوی واصلات اوس زمانہ کا جو قبل پیدا ہونے حق شفعہ کے گذر گیا منجانب شفیع کے نہیں ہو سکتا ہے۔ (مقدمہ امام الدین سوداگر بنام عبد السبحان ویکلی رپورٹ جلد ۷ صفحہ ۱۱۷۔ ڈائجسٹ آف انڈین لا کیسیز جلد ۴ صفحہ ۵۳۵ ۴ باب شفعہ نمبر ۹۔

صاحب جوڈیشل کمشنر بہادر نے ایک مقدمہ واصلات میں جسمیں میعاد سماعت کی تھی یہ تجویز فرمایا کہ دعوی واسطے حصہ منافع

کے ضرور ہے کہ اندر تین سال کے دائر کیا جاوے اور شمار حد سماعت کا اوس وقت سے ہوگا کہ جب منافع واجب الادا ہو یا سال فصلی کے اخیر پر جسکی تعریف دفعہ ۲ - اکٹ ۱۷ - ۱۸۷۶ء مین کی گئی - مقدمہ بہیکن خان - بنام ریتن کنور مندرجہ انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد اول صفحہ ۵۱۲ کی تقلید کی گئی اور بنظیر اکٹ لگان نمبر ۱۲ مورخہ ۲۳ - جولائی ۱۸۸۱ء مقدمہ گنیشی بنام ملو سے اختلاف کیا گیا -

ایک مقدمہ مین مدعی نے ڈگری قبضہ جائداد غیر منقولہ حاصل کی اور بصیغہ اجرا قابض کرا دیا گیا - وہ ڈگری بعدہ اپیل سے منسوخ اور نالش مدعی معہ کل خرچہ کے ڈسمس ہوگئی - باجراے ڈگری اپیل عدالت مرافعہ اولے نے - مدعا علیہم اپیلانٹان کو پہر قابض اراضی کرا دیا مگر واپسی لاگت زر واصلات سے حسب دفعہ ۵۸۳ - مجموعہ ضابطہ دیوانی اس بنا پر انکار کیا ہے کہ بابت اوسکے نالش علیحدہ رجوع ہونی چاہیے - حکم منصف ضلع کو اپیل مین صاحب جج ضلع نے بحال رکھا -

تجویز (مصدرہ کالبس صاحب چیف جسٹس و پارکر صاحب جسٹس)

ہماری یہ راے ہے - کہ الفاظ دفعہ ۵۸۳ - ایسے کافی و وسیع ہین کہ اونسے

گنجایش بصیغہ اجرا ڈگری دلانے اوس زر واصلات کے ہی جسکے مدعا علیہم بطریق معاوضہ مستحق ہین — عدالت ہذا سے یہ تجویز ہو چکا ہی کہ بموجب ۵۸۳ کے اوس روپیہ پر جسکا بر طبق اپیل بطریق نامناسب وصول کیا جانا تجویز ہو سود دلایا جاسکتا ہے — امادیارام بنام شاستر م ایار — (انڈین لارپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۹ صفحہ ۵۰۶) اور یہ امر کہ زر واصلات بھی دلایا جاسکتا ہے — ہائی کورٹ کلکتہ سے بمقدمہ کنہالال پال چودہری — بنام — محمد سمیع میان — (انڈین لارپورٹ کلکتہ جلد ۱۴ صفحہ ۴۸۴) تجویز ہو چکا ہے اس امر سے کہ نالش علیحدہ واسطے دلاپانے زر واصلات مذکورہ کے حسب دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی ممنوع السماعت ہوگی — دیکھو مقدمہ رام غلام — بنام — دوا کا رائے (انڈین لارپورٹ الہ آباد جلد ۷ صفحہ ۱۷۰) ہرگز یہ نتیجہ نہین نکلتا — کہ مدعا علیہ اوس چارہ کار استدعا کرنے سے ممتنع ہے جو بصیغہ اجرا ڈگری حسب دفعہ ۵۸۳ دیا گیا احکام عدالتہای ماتحت معہ خرچہ منسوخ کیے جاتے ہین — اور منصف ضلع کو یہ ہدایت کیجاتی ہی کہ درخواست کی سماعت کرے (مقدمہ کلیان سندرم وغیرہ — بنام — اتگنا دیسو را انڈین لارپورٹ مدراس جلد یازدہم صفحہ ۱۶۲

مد ۱۱۳۱ جبکہ مدعی اپنے دعوے مین تعمیر الفاظ ڈگری بہ تصریح دعوی و اصلات کا بابعد تاریخ رجوع دعوی کرسے تو اگرچہ ڈگری مین بے احتیاطی سے صرف یہ الفاظ لکھے جائین کہ دو ڈگری کل دعوے کی صادر ہو" تاہم وہ ڈگری اصلات متعددبہ جاری ہوگی (۲ W.N ۳) جس حالت مین یہ الفاظ کسی ڈگری کی بموجب دفعہ ۱۹۷ - ضابطہ دیوانی (نمبرہ ۸۵۹ ۱ء) پورے اوسیطور سے ڈگری مین لکھ گئے ہون جیساکہ بموجب دفعہ ۱۹۶ کے لکھے جاسکتے تھے اور بحوالہ عرضی دعوی الفاظ صریح کا لکھنا ڈگری مین فروگذاشت ہو تو عدالت خود اسکی پابند ہے کہ ڈگری کو یہ خیال کرے کہ اسمین واصلات کا دعوے بھی درج تھا (ٹونڈن سنگہ بنام پوکلی نرائن سنگہ ویکلی رپورٹر جلد ۲ صفحہ ۴۸) ایک ڈگری اصلات مین بہ سود جسکی بہ دلایا گیا تھا یہ بحث تھی کہ آیا سود تاریخ ڈگری سے شمار ہوگا یا اوس تاریخ سے کہ جبکہ زر تعداد واصلات کی منقح ہوی عدالت ہائی کورٹ نے تجویز کیا کہ ڈگری کا مفہوم یہہ قرار دیا جائیگا کہ سود اوس تاریخ سے شمار ہوگا جس تاریخ کو کہ عدالت نے تعداد واصلات کی منقح کی نہ کہ اوس تاریخ سے جس تاریخ کو اسمین ڈگری کی (مقدمہ درگا سندری دیبی بنام شیشری دیبی ویکلی رپورٹ جلد ۱۰ صفحہ ۳۹۱) ایک مقدمہ مین دعوے قبضہ نیز واصلات کا کیا گیا زید اصلی مدعا علیہ جواب دہ مقدمہ کا تھا عمر کی درخواست پر اوس وقت مین جبکہ مقدمہ قریب فیصلہ کے تھا اوسکا نام بجائے زید کے ڈگری مین

درج کیا گیا۔ تجویز ہوا کہ الفاظ ڈگری کے مفہوم مین عمر اوسیطرح ذمہ دار زر واصلات اور

اوسکے خرچہ کا ہی جیسا کہ زید تھا (مقدمہ لیکا داس بنام جیو بھی پرشاد پریوی کونسل رپورٹ جلد ۱۲ صفحہ ۱۸)

دعوی زر واصلات بابتہ اوس زمانہ کے جو تین سال قبل داخل ہونے عرضی دعوے کے

ماقبل ہوا از روے ایکٹ دہم ۱۸۵۹ع ضمیمہ ۲ مد ۱۰۹ ممنوع ہے ایک مالک شکمی نے جسکو ایسے

مہتمم حقیت اعلے نے جو حسب ایکٹ دادرسی تعلقداران اودھ مصدرہ ۱۸۷۰ع مقرر ہوا تھا بیدخل کیا تھا

بموجب ایک ڈگری کے قبضہ دوبارہ حاصل کیا اور بعد ازان نالش بابتہ زر واصلات کی دائر کی

تجویز ہوئی کہ اوس شخص پر جسنے بعد اسکے کہ تعلقہ اہتمام ایکٹ مندرجہ صدر سے چھوڑ گیا قبضہ

پایا۔ اوس حصہ کا جو زر واصلات وصول نہین ہوا اون معنوں کا مواخذہ نہین ہو سکتا ہی جو

بطریق زر واصلات وصول ہو سکتی ہین لیکن بوجہ اسکے کہ مہتمم نے ارادۃً قصور کیا وصول نہین ہوئین

(جیسا کہ بیان کیا گیا ہی) کیونکہ کوئی امر ثبوت سے ایسا نہین ہے کہ تعلقدار مذکور اوس سے زیادہ کا

مواخذہ ہو سکتا ہی کہ جو اوسکو فی الواقع وصول ہوا ہے کیونکہ ایسا ہی قاعدہ قانونی نہین ہے جس سے عدالت

اس بات پر مجبور ہو کہ زر واصلات پر سود دلائے لہذا یہ ایک ایسا معاملہ ہے جو عدالت کی اختیار تمیزی پر ہے کہ

بعد غور نسبت واقعات کے سود دلائے یا نہ دلائے (مقدمہ گنشا سنگہ بنام راجہ امر سنگہ علیہ العدین

لاء رپورٹ کلکتہ جلد ۱۰ صفحہ ۷۰۵)

تمت

اشتہار

سنہ ۱۸۸۹ع مین ایک کتاب مسمّٰی بنام (قانون شرع) میرے ولی نعم جناب مولوی سید حیدر مہدی صاحب بہادر مصنف شرع و تالیف و تاکید کو بغرض طبع سپرد فرمائی۔ اور اس نیازمند کو حق تالیف عطا فرماکر اوسکے فروخت کرنے کی اجازت دی۔ اور میں نے اوسکے اشتہارات شائع کیے مگر بوجہ میرے قصور امکان کے اسوقت تک پورا تکملہ اوسکا نہوا تھا۔ اب الحمد للہ وہ کتاب مکمل ہوکر چھپ گئی اور میرے پاس ذخیرہ اوسکا جمع ہوگیا ہی۔ لہذا مکرر اشتہار دیا جاتا ہی کہ جن بزرگونکو خریداری اوسکی منظور ہو بذریعہ کارڈ نیازمند کو مطلع فرمائین۔ فوراً کتاب بذریعہ ویلیو پی ایبل پارسل روانہ کیجائیگی۔ یہہ کتاب اصول شرع فریقین و قوانین و صدہا نظائر کے حوالے سے منتخب کرکے بڑی مشقت و فکر سے چھہ سال مین جمع کی گئی ہی۔ اور بنظر فائدہ عام علاوہ محصول ڈاک کے صرف ے قیمت قرار دیگئی ہی۔ امید ہے کہ حضرات شائقین جلد طلب فرمائین گے۔ اور واضح رہے کہ یہ کتاب ممالک مغربی و شمالی و اودھ و نیز ہر ملک مین بکار آمد ہے ملک اودھ کے اصول مختص المقامی جدا ظاہر کیے گئے ہین

(حق تالیف اس کتاب کا محفوظ ہے)

المشتہر

مرزا محمد مہدی عفی عنہ از مقام مسافرخانہ ضلع سلطانپور اودھ